Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

1426

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम निकातुल मास

लेखक मौलाना नज़ीर अहमद

प्रकाशन वर्ष

आगत संख्या 1426 1426

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

1426

1426;U

1426:U

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

1426

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شاہنشاہِ دوجہان خالق کون ومکان کی حمد وثنا اسواسطے کہ اقرار عبودیت ہے فرض ہے مگر اُس فرض کو تمامہ کون ادا کرسکتا ہے لَوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا خاتم المرسلین محبوب رب العالمین کی مدح ونعت اس لئے کہ اظہار ارادت ہے واجب لیکن اسکی بجاآوری پوری کس سے ہوسکتی ہے لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا مراۃ العروس کو پہلے پہل چھپے ہوئے اب تیسرا برس ہے اور جہانتک مجھکو معلوم ہے اسی دوسوا دو برس ہیں اُس کی کوئی آٹھ نو بلکہ دس ہزار جلدیں فروخت ہوچکی ہیں اور ہر سمت سے طلب اور ہر طرف سے مانگ چلی آرہی ہے۔ ایک بابو صاحب اپنی بنگالی زبان میں ترجمہ کررہے ہیں۔ ایک پنڈت جی مہاراج بھاکھا میں۔ اور نہ میری استدعا وفرمایش سے بلکہ اپنی آرزو وخواہش سے پسند وقبول کی اس سے بڑھکر اور کیا دلیل ہوگی ٭

یہ کتاب اُسی مرآۃ العروس کا گویا دوسرا حصہ ہے وہی بولی ہے وہی طرز ہے مرآۃ العروس سے تعلیم اخلاق وخانہ داری مقصود تھی اس سے وہ بھی ہے مگر ضمناً اور معلومات علمی خاصتہً تعلیم دینداری کا ایک مضمون اور رہگیا ہے اگر حیات مستعار باقی ہے اور پیٹ کے دھندے یعنی مشاغل خدمت سے اتنی تھوڑی سی فرصت بھی ملتی رہی جتنی کہ اب گرمی اور برسات کے دنوں میں نصیب ہوجاتی ہے توانشاءاللہ بشرط خیریت اگلے سال تک وہ بھی ایک کتاب کے پیرایے میں پیشکش ناظرین کیا جائیگا۔ وَمَا تَوْفِيْقِیْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ٭

العبد

[...]احمد وفقہ اللہ التزود لغدہ

1426 U

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حُسن آرا کی بدمزاجی اور شرارت

حُسن آرا کے مزاج کی اُفتاد ایسی بُری پڑی تھی کہ اپنے ہی گھر میں سب سے بگاڑ
اَدَب نہ آپا کا لحاظ۔ نہ باپ کا ڈر تھا۔ نہ بھائیوں سے ملاپ۔ نوکر ہیں کہ آپ
لونڈیاں ہیں کہ الگ پناہ مانگتی ہیں۔ غرض حُسن آرا سارے گھر کو سر پر اُٹھا
تھی۔ شاہ زمانی بیگم کے آنے سے چاہیئے کہ بڑی خالہ سمجھکر حُسن آرا گھڑی د
ہو کر بیٹھ جاتی کیا ذکر۔ شاہ زمانی بیگم کو پالکی سے اُترے دیر نہوئی تھی کہ لگ
فریادیں آئیں۔ نرگس رُوتی ہوئی آئی کہ بیگم صاحب دیکھیئے چھوٹی صا
اس زور سے تھپڑ مارا کہ میری آنکھ پھوٹتے پھوٹتے بچ گئی۔ سوسن نے آفر
چھوٹی صاحب نے مجھ سے کہا دیکھوں سوسن تیری زبان۔ جو نہیں میں
زبان نکالی نیچے سے ٹھوڑی میں ایسا مُکّا مارا کہ سارے دانت ز
گلاب بلبلا اُٹھی کہ ہائے میرا کان خونا خون ہو گیا دائی چلائی کہ دیکھیئے
ایسے زور سے لکڑی ماری کہ بازو میں بدھی پڑ گئی باورچی خلنے سے
اچھی کوئی اِنکو سمجھانا سالن کی پتیلیوں میں مٹھیاں بھر بھر کر راکھ جھونک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یم نے آواز دی کہ حسنا یہاں آؤ۔ خالہ کی آواز پہچان بارے حسن آرا چلی تو آئی
م نہ دھا ہاتھوں میں راکھ پاؤں میں کیچڑ اُسی حالت میں دوڑ خالہ سے لپٹ گئی
ے کہا کہ حسنا تم بہت شوخی کرنے لگی ہو۔ حسن آرا نے کہا اِس سُنبل چڑیل نے فریاد
ی یہ کہکر خالہ کی گود سے نکل لپک کر بے خطا بے قصور سنبل کا سر کھسوٹ لیا بہتیرا
ین ایں ایں کرتی رہیں ایک نہ سُنی +

ن ۔ اکو مکتب بیٹھانیکی صلاح اور اُستانی صغریٰ خانم کا مختصر حال

توشاہ زمانی بیگم اپنی بہن کی طرف مخاطب ہوکر بولی بُوا سلطانہ اس لڑکی کیلئے تو
ے خدا کوئی اُستانی رکھو۔ سلطانہ بیگم نے کہا باجی اماں کیا کروں مہینوں سے اُستانی کے
میں ہوں کہیں نہیں ملتی شاہ زمانی بیگم بولی اوئی بُوا تمہاری بھی وہی کہاوت
ڈھنڈورا شہر میں لڑکا بغل میں خود تمہارے محلے میں مولوی محمد فاضل کی چھوٹی بہو
اُستانیوں کی ایک اُستانی ہے۔ سُلطانہ نے کہا مجھکو آج تک اطلاع نہیں دیکھو
ابھی آدمی بھیجتی ہوں۔ یہ کہکر اپنے گھر کے داروغہ کو بلایا کہ مانی جی کوئی مولوی صاحب
محلے میں رہتے ہیں باجی اماں کہتی ہیں اُنکی چھوٹی بہو بہت پڑھی لکھی ہیں دیکھو اگر
انی گری کی نوکری کریں تو اُنکو بلا لاؤ کھانا کپڑا دس روپیہ پان زردے کا خرچ ہم دینے
حاضر ہیں اور جب لڑکی پہلا سپارہ ختم کریگی اور ادب قاعدہ سیکھ جائیگی۔ تو تنخواہ کے
بھی انشاء اللہ ہم اُستانی جی کو خوش کردینگے۔ مانی جی مولوی صاحب کے گھر آئیں
صغریٰ کی ماں سے صاحب سلامت ہوئی اور پوچھا اچھی بی مولوی صاحب کی
نے کہا کیسی ہو۔ ماما دیانت۔ ہاں یہیں ہیں آؤ بیٹھو کہاں سے آئیں۔ مانی جی۔ گھر
پھر ناواقفیت کی طرف مخاطب ہوکر تمہاری چھوٹی بہو کہاں ہیں۔ محمد کامل کی ماں۔ کوٹھے پر
وہاں مانی جی۔ میں اُنکے پاس اوپر جاؤں۔ دیانت۔ آپ اپنا پتا نشان بتلائیے بہو صاحب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہیں آجائینگی۔ مانی جی میں حکیم صاحب کے گھر سے آئی ہوں۔ یہ سُنکر محمد کامل کی
ماں نے نام بنام سب چھوٹے بڑوں کی خیر و عافیت پوچھی اور مانی سے کہا تمیز دار بہو
سے کیا کام ہے مانی جی وہی آئیں تو کہوں تمیز دار کے نیچے اُترنے کا وقت بھی آگیا تھا
کیونکہ عصر کی نماز پڑھکر اصغری نیچے اُتر آتی تھی اور مغرب عشا دونو نمازیں نیچے پڑھا کرتی
تھی۔ اصغری کو مانی جی نے دیکھا تو اُستانی گری کی نوکری کے واسطے کہتے ہوئے تامل کیا
باتوں ہی باتوں میں یہ کہا کہ بیگم صاحب کو اپنی چھوٹی لڑکی کا تعلیم کرانا منظور ہے بڑی بیگم
صاحب نے آپکا ذکر کیا تو بیگم صاحب نے مجھکو بھیجا۔ اصغری نے کہا دونو بیگم صاحبونکو میری طرف
سے بہت بہت سلام کہنا اور یہ کہنا کہ جو کچھ بُرا بھلا مجھکو آتا ہے کسی سے مجھکو عذر نہیں
ہے اسیواسطے انسان پڑھتا لکھتا ہے کہ دوسرے کو فائدہ پہنچائے اور بڑی بیگم صاحب
کو معلوم ہوگا کہ میں اپنے میکے میں کتنی لڑکیوں کو پڑھاتی تھی اور میرا جی بہت چاہتا ہے کہ
بیگم صاحب کی لڑکی کو پڑھاؤں لیکن کیا کروں نہ تو بیگم صاحب لڑکیکو یہاں بھیجینگی
اور نہ میرا جانا وہاں ہوسکتا ہے۔ مانی جی نے تنخواہ کا نام صاف تو نہ لیا لیکن دبی زبان
سے کہا کہ بیگم صاحب ہر طرح سے خرچ بات کی ذمہ داری بھی کرنیکو موجود ہیں اصغری
نے کہا یہ سب اُن کی مہربانی ہے اُن کی ریاست کو یہی بات زیبا ہے لیکن اُن کے
زیر سایہ ہم غریب بھی پڑے ہیں تو خدا انکا بھوکا نہیں رکھتا ہے بے داموں کی لونڈی
بنکر تو خدمت کرنیکو میں حاضر ہوں اور اگر تنخواہ دار اُستانی درکار ہو تو شہر میں بہت ملینگی
اسکے بعد مانی جی نے اصغری کا حال پوچھا اور جب یہ سنا کہ یہ تحصیلدار کی بیٹی ہے اور
مولوی محمد فاضل صاحب بھی پچاس روپیہ ماہوار کے نوکر ہیں تو مانی کو ندامت ہوئی کہ
نوکری کا اشارہ ناحق کیا۔ مانی ہر چند نوابی کارخانے دیکھے ہوئے تھے لیکن اصغری کی
شستہ تقریر سنکر دنگ ہوگئی اور معذرت کی کہ بی مجھکو معاف کرنا۔ اصغری نے کہا کیوں
تم مجھ کو کانٹوں میں گھسیٹتی ہو اول تو نوکری کچھ گناہ نہیں عیب نہیں اور پھر ناواقفیت
کے سبب اگر تم نے پوچھا تو کیا مضایقہ غرض مانی جی رخصت ہوئیں۔ اور وہاں جاکر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہا کہ بیگم صاحب اُستانی تو دا قع میں لاکھ اُستانیوں کی ایک اُستانی ہے جسکی صورت دیکھنے سے آدمی بن جائے پاس بیٹھنے سے انسانیت حاصل کرے سایہ پڑ جانے سے سلیقہ سیکھے ہو الگ جانے سے ادب پکڑے لیکن نوکری کرنیوالی نہیں تحصیلدار کی بیٹی ہے رئیس لاہور کے مختار کی بہو گھر ہیں ماما نوکر ہے دالان ہیں چاندنی بچھی ہے سوزنی گاؤ تکیہ لگا ہے اچھی خوش گذران زندگی بھلا اُنکو نوکری کی کیا پروا ہے۔ شاہ زمانی۔ سچ ہے۔ بوا سلطانہ تم نے مانی جی کو بھیجا تو تھا لیکن مجھکو یقین نہ تھا کہ وہ نوکری کرینگی۔ مانی جی لیکن وہ تو ایسی اچھی آدمی ہیں کہ مفت پڑھا نیکو خوشی سے راضی ہیں۔ سلطانہ یہاں آکر۔ مانی جی۔ بھلا بیگم صاحب جو نوکری کی پروا نہیں رکھتا وہ یہاں کیوں آنے لگا۔ سلطانہ کیا پھر لڑکی وہاں جایا کریگی شاہ زمانی بیگم اِس میں کیا قباحت ہے۔ دو قدم پر تو گھر ہے اور مولوی صاحب کو کیا تم نے ایسا بے عزت سمجھا بھائی علی نقی خاں کی سگی پھوپی زاد بہن کے بیٹے ہیں۔ سلطانہ۔ آہا تو ایک حسا بے ہماری برادری ہیں۔ شاہ زمانی تو خدا انکے کچھ ایسے ویسے ہیں پہلے انکا کام خوب بنا ہوا تھا جب سے رئیس بگڑا بیچارے غریب ہو گئے ہیں پھر بھی ماما ہمیشہ رہی ڈیوڑھی پر بھی ایک دو آدمی رہتے ہیں۔ سُلطانہ۔ خیر حُسن آرا وہیں چلی جایا کرے گی اگلے دن شاہ زمانی بیگم اور سلطانہ بیگم دونو بہنیں حُسن آرا کو لیکر اصغری کے گھر آئیں باوجودیکہ اصغری کے یہاں غریبا مئو سامان تھا لیکن اُسکے انتظام اور سلیقے کے سبب بیگموں کی وہ مدارات ہوئی کہ ہر طرح کی چیز وہیں بیٹھے بیٹھے موجود ہو گئی دو چار طرح کا عطر چوگھڑا الایچی چکنیاں چالے بات کی بات میں سب موجود ہو گیا خوب خوب مزے کی گلوریاں تیار ہو گئیں دونو بہنوں نے اصغری سے کہا کہ مہربانی کرکے ذرا اس لڑکی کو دل سے پڑھا دیجئے۔ اصغری نے کہا کہ اوّل تو خود مجھ کو کیا آتا ہے مگر جو دو چار حرف بزرگوں کی عنایت سے آتے ہیں انشاء اللہ اُنکے بتانے میں اپنے مقدور بھر دریغ نہ کروں گی۔ چلتے ہوئے سلطانہ بیگم ایک اشرفی اصغری کو دینے لگیں اصغری نے کہا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اِس کی کچھ ضرورت نہیں بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں پڑھوائی آپ سے لوں سلطانہ بیگم نے کہا استغفر اللہ پڑھوائی دینے کے واسطے ہمارا کیا مُنہ ہے بسم اللہ کی مٹھائی ہے۔ اصغری نے کہا شروع میں تبرک کیواسطے مٹھائی بانٹ دیا کرتے ہیں سوا اشرفی کیا ہوگی بچوں کا مُنہ میٹھا کرنیکو سیر آدھ سیر مٹھائی کافی ہے۔ یہ کہکر دیانت کی طرف اشارہ کیا وہ کوٹھڑی میں سے ایک قاب بھر کر نکتیاں نکال لائی اصغری نے خود فاتحہ پڑھکر پہلے حسن آرا کو دی اور بھری قاب دیانت کو اُٹھا دی کہ سب بچوں کو بانٹ دو۔ سلطانہ نے کہا اچھا تم نے مجھ کو شرمندہ کیا۔ اصغری نے کہا ہم بیچارے غریب کس لایق ہیں یہاں جو کچھ ہے وہ بھی آپ ہی کا ہے البتہ میرا دینا یہی ہے کہ حسن آرا بیگم کو پڑھا دوں سو خدا وہ دن کرے کہ میں آپ سے سُرخرو ہوں۔ غرض دنیا سازی کی باتیں ہو ہوا کر شاہ زمانی بیگم اور سُلطانہ بیگم چلی گئیں اور حسن آرا کو اصغری کے حوالے کر گئیں ۞

حُسن آرا کا مکتب میں بیٹھنا اور لونڈیوں کی بیجا خوشامد

یوں دیکھنے اور کہنے کو تو حُسن آرا اکیلی مکتب میں بیٹھی مگر کوئی درجن بھر تو لونڈیاں اُسکے ساتھ تھیں اور کوئی کوڑی بھر سہیلیاں۔ لونڈیوں کا تو یہ قاعدہ تھا کہ بے ضرورت بھی ہر دم اور ہر لحظہ چاروں طرف سے حُسن آرا کو گھیرے رہیں اور کچھ کام نہیں تو بات بات میں خوشامد بات بات پر تعریف ذرا بیٹھک بدلی کہ سب بول اُٹھیں بسم اللہ بسم اللہ چھینک لی تو سب چلّائیں شکر الحمد للہ۔ مانی جی ہیں کہ چپکے ہی چپکے قل ہو اللہ کی تسبیحاں پڑھ پڑھ کر پھونک رہی ہیں۔ انّا ہیں کہ بار بار اِن یکاد دم کرتی جاتی ہیں

ان یکاد اشارہ ہے طرف ایک آیت قران مجید کے جو دفع نظر بد کے واسطے پڑھکر پھونک دیا کرتے ہیں وہ آیت یہ ہے۔ وَاِن یَکَادُ الَّذِینَ کَفَرُوا لَیُزلِقُونَکَ بِاَبصَارِھِم لَمَّا سَمِعُوا الذِّکرَ وَیَقُولُونَ اِنَّہٗ لَمَجنُونٌ ۞

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور جو کہیں حسن آرا نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو کوئی جلدی جلدی پنکھا جھلنے لگی۔ کوئی چوڑی یا رومال ہلانے کھڑی ہو گئی کوئی بولی واری جاؤں گلوری کھالو یا گوٹے ہی کے دو دانے ڈال لو دیر ہوئی منہ بدمزہ ہو گیا ہوگا کوئی کہنے لگی صدقہ گئی ایک گھونٹ شربت پی لو نگوڑے ہونٹ ہیں کہ سوکھے چلے جاتے ہیں پپڑیاں بندھ گئی ہیں بھاڑ میں جائے ایسا پڑھنا اور آگ لگے ایسے مکتب کو لڑکی کا منہ تو دیکھو کیسا ذرا سا نکل آیا ہے یہ کہکر جلدی سے لپک چٹا چٹ بلائیں لے حسن آرا کو گلے سے لگایا جس شخص پر حسن آرا کی طرح ایسی لونڈیوں کا غضب آلہی اور ایسی نوکرونکی بلا مسلط ہو اُسکے مزاج کا درست رہنا عجب کی بات ہے فرشتہ بھی ہو تو ایسی صحبت میں توبہ توبہ بھوت سے بدتر ہو جائے ؎

حسن آرا کی عادات

حسن آرا بیچاری بھی اسی آفت میں مبتلا تھی کوئی خرابی نہ تھی کہ اُسکے مزاج میں نہ ہو اور کوئی بگاڑ نہ تھا کہ اُسکی عادتوں میں نہ ہو مکتب میں گئی تو۔ شرارت۔ بدمزاجی۔ بدزبانی۔ خودپسندی بیبا کی جنگجوئی۔ حسد۔ دروغ گوئی۔ غیبت۔ بدلحاظی۔ تنگ چشمی۔ لالچ بیصبری سستی بے ہنری۔ بدسلیقگی۔ اپنی قدیمی سہیلیوں کو ساتھ لیتی گئی چونکہ اُستانی جی۔ خود ماشاء اللہ امیر گھر کی بیٹی اور امیروں کے دستور اور قاعدے سے بخوبی واقف تھیں اُنکو تو حسن آرا کے چوچلے اور اُسکے نوکروں کی ناز برداریاں دیکھکر کچھ بھی اچنبھا نہیں ہوا مگر مکتب کی لڑکیوں کو اچھا خاصا تماشا مل گیا کیسا پڑھنا اور کس کا سبق یاد کرنا سب کے سب ٹکٹکی باندھ باندھ کر حسن آرا اور اُسکی ساتھ والیوں کو دیکھنے لگیں اصغری نے دیکھا کہ اِسی سنگت نے حسن آرا کو بیٹ بھر کر بگاڑا ہے اگر اب بھی یہ سنگ ساتھ موجود رہا تو تعلیم و تربیت کا اثر ہونا معلوم ماما جی سے کہا کہ اب ان لوگوں کو اجازت دیجئے کہ گھر کا کام کاج دیکھیں مکتب کی لڑکیاں ہیں کہ انہیں میں محو ہو رہی ہیں اور حسن آرا بیگم کا دل بھی اُچاٹ ہوا چلا جاتا ہے۔ ماما جی سمجھ دار تو تھی ہی سُننے کیساتھ سب کو رخصت کا اشارہ کیا مگر لونڈیاں چلنے کا نام سُنکر بطرح

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بیٹیاں تھیں اور بعض خوش باش نوکری پیشہ لوگوں کی - اگرچہ حسن آرا کے مقابلہ میں سب کی سب غریب تھیں مگر بمقابلہ یکدگر کوئی زیادہ خوشحال تھی کوئی متوسط الحال کوئی نہایت غریب اور جس طرح انکی حالتیں متفاوت تھیں انکی صورتیں اور سیرتیں بھی ضرور ایک دوسرے سے مختلف تھیں - مگر مکتب کی تعلیم نے سیرتوں کے اختلاف کو بالکل مٹا دیا تھا - یہ لڑکیاں باوجودیکہ کئی گھروں کی تھیں تاہم آپس میں ایسی ملی جلی رہتیں کہ گویا سب کی سب سگی بہنیں ہیں - نہ ان میں کبھی لڑائی ہوتی نہ کبھی کسی طرح کی رنجش پیدا ہوتی - صورتوں کے اختلاف کا رفع کر دینا تو اصغری کے اختیار میں نہ تھا اتنا البتہ کر دیا تھا کہ کسی کے نزدیک اختلاف صورت کی کچھ وقعت باقی نہ رہی تھی جو رنگ کی اُجلی اور گوری چٹی تھی وہ کبھی سیاہ فام کالی بھٹ کو نظر حقارت سے نہ دیکھتی نہ اپنی صباحت پر ناز کرتی اور جس کا نقشہ اچھا تھا وہ کم رو سے نفرت نہ کرتی اور نہ کچھ اپنے چہرے مُہرے کو دیکھ کر خوش ہوتی - امیری غریبی سے تو یہاں کچھ بحث ہی نہ تھی - کوئی نہیں جانتا تھا کہ امیری کیا بلا ہے - اور غریب ہونا بھی کچھ حقارت کی بات ہے - حسن آرا کا مکتب میں بیٹھنا تھا کہ شکل اور امیری غریبی کے مضمون تازہ ہو گئے - اور حسن آرا آتے کی ساتھ ہی غریبوں کو دیکھکر لگی تیوری چڑھانے اور منہ بنانے پاس بیٹھنا تو درکنار سرے سے غریب لڑکیوں کا مکتب میں ہونا اسکو ناگوار ہوا - اور صورت شکل پر تو حسن آرا کو اس بلا کا گھمنڈ تھا کہ بعض لڑکیوں کو دیکھ کر بے اختیار ہنس دیتی اور بے تامل کہہ بیٹھتی صورت نہ شکل بھاڑ میں سے نکل محمودہ اور حسن آرا سے ایک طرح کی پہلی جان پہچان تھی دو چار دفعہ کسی کی شادی بیاہ میں دیکھے بلکہ بات کرنیکا بھی اتفاق ہوا تھا - سو قاعدہ ہے کہ آدمی جو کسی نئی جگہ پر جاتا ہے تو وہاں کے لوگوں کا حال اپنے کسی جان پہچان سے پوچھتا ہے - حسن آرا محمودہ کے پاس تو بیٹھی ہی تھی چپکے چپکے مکتب کی لڑکیوں کا حال محمودہ سے پوچھنے لگی ؎

حسن آرا کا مکتب کی لڑکیوں کو نظر حقارت سے دیکھنا اور محمودہ کا اسکو قایل کرنا

زبیدہ کی طرف اشارہ کر کے کہا - کیوں بوا محمودہ بیگم یہ سامنے والی چیچک رو لڑکی تبارک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri
1426

کی روٹی کا سا مُنہ لئے ہوئے کون ہے ۔ یہ کہکر حسن آرا آپ ہی آپ ہنسی اور اس اُمید سے
کہ محمودہ بھی ایسی پھبتی سُنکر پھڑک جائیگی محمودہ کا مُنہ دیکھنے لگی یہاں محمودہ پر اس کا بالکل
اُلٹا اثر ہوا مُنہ سے تو کچھ نہ کہا مگر حسن آرا کی بات کو اس قدر حقارت سے سُنا کہ اُس کے
چہرے سے یہ بات ظاہر ہو گئی اور بے رخ ہو کر جواب دیا کہ یہ امیر خان کی حویلی میں رہتی
ہیں زبیدہ انکا نام ہے ابا رفو کا کام کرتے ہیں ۔ حسن آرا ۔ اچھی کیسے رفوگر ہیں بیٹی
کے چہرے میں پاؤ بھر قیمہ لیکر رفو نہیں کرتے ۔ محمودہ ۔ بیٹی چیچک رو ہے مُنہ پھٹ
نہیں ہے مُنہ پھٹ ہوتی تو رفو کرتے ۔ حسن آرا ۔ اور انکے پہلو میں یہ دوسری کالی کالی
کون ہے جیسے سیہ تاب کا میر فرش رکھا ہو محمودہ ۔ یہ بیچاری ایک غریب قلعی گر کی
بیٹی ہے ۔ حسن آرا گھر کے گھر میں چہرے پر قلعی نہیں کرالیتی ۔ محمودہ ۔ امیروں کے گھر قلعی
کرنے سے فرصت نہ ملتی ہوگی ۔ حسن آرا ۔ اچھی یہ کونے میں کون لڑکی بیٹھی ہے اے ہے
روتے میں اسکی صورت کیسی بدرونق ہو جاتی ہے ۔ محمودہ ۔ روتے میں سبھی کی صورت
بگڑ جاتی ہے ۔ حسن آرا ۔ ہماری تو نہیں بگڑتی ۔ محمودہ ۔ آپنے کیونکر جانا ۔ حسن آرا ۔ میں نے
روتی میں اپنا مُنہ آئینے میں دیکھا تھا تو خاصی پیاری پیاری صورت تھی بلکہ لال مُنہ ہو جانے
سے چہرہ اور بھی گرما گرم نکل آیا تھا ۔ محمودہ ۔ روتی صورت کی تعریف میں نے آپ ہی سے
سُنی ہے خیر انکو آپکا بسورتا ہوا حسن مبارک رہے یہاں کوئی خواہاں نہیں ۔ اسی طرح حسن آرا
نے اور دو چار پھبتیاں کہیں مگر دیکھا تو محمودہ نے کچھ داد نہ دی آخر حسن آرا کھسیانی ہوا اپنا
سا مُنہ لیکر رہ گئی مگر پہلے ہی دن سے امیری کے زعم میں حسن آرا نے مکتب میں اپنا ایسا تسلط
بٹھانا شروع کیا کہ گویا سب لڑکیاں اسکی لونڈیاں ہیں اور بے تکلف لگی سب پر حکم چلانے
اصغری خانم کو ابتدا میں اس کا اہتمام ضرور تھا کہ حسن آرا کو مکتب سے بے دلی نہ ہونے پائے کیونکہ
انکو بخوبی معلوم تھا کہ اگر کہیں اسکا جی اُچاٹ ہوا تو پھر ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائیگی مگر یہ خدا
کی بندی مکتب کی طرف رُخ نہ کریگی ۔ مکتب کی لڑکیاں تو حسن آرا کا طرز مدارات دیکھکر کھنچی
چلی تھیں اور ایک عام نفرت حسن آرا کی طرف سے سب کو ہو گئی تھی جتنا حسن آرا اپنے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کھینچتی لڑکیاں اُس سے کنارہ کسی کرتیں اور جسقدر وہ بڑائی کی لیتی لڑکیاں اُسکو ذلیل سمجھتیں - اصغری نے اشارہ سے سب کو روک دیا اور محمودہ سے کہا کہ حسن آرا بہت اچھی لڑکی ہے اور بڑی عمدہ سہیلی تم کو ہاتھ لگی ہے تھوڑے دن صبر کرو اور اسکو بیدل مت ہونے دو بیچاری طائر وحشی کی طرح تازہ گرفتار قفس ہے اگر کہیں تم نے اس کو بھڑکا دیا تو پھر پھڑا کر اُڑ جائیگی اور پھر نہ پکڑائی دیگی اور اگر پر جا پایا تو دیکھنا کیسی میٹھی میٹھی صفیریں سُناتی اور دلوں کو لبھاتی ہے ۔:

غرض ادھر تو لڑکیاں دلداری پر آمادہ ہوئیں ادھر اُستانی جی نے پڑھنے لکھنے کا نام تک مُنہ سے نہ نکالا پھر حسن آرا کو وحشت کی کیا وجہ تھی پہلے ہی دن لڑکیوں سے ایسی بے تکلف ہوگئی کہ گویا مدتوں ساتھ کی کھیلی ہوئی ہے اور خود فرمایش اور تقاضا کر کے محمودہ کی گڑیاں کھلوائیں ۔:

محمودہ کی گڑیوں کا گھر دیکھکر حسن آرا کا متعجب ہونا

گرچہ حسن آرا کے گھر گڑیوں کا بڑا سامان تھا مگر یہاں محمودہ کی گڑیونکو دیکھکر نہایت ششدر ہوئی ۔ حسن آرا کی گڑیاں بازاری گڑیاں تھیں صورت دیکھو تو بہنگم جوڑے دیکھو تو بھدے بھونڈا مصالح کھوٹا کام نہ سلائی درست نہ ٹنکائی ٹھیک ۔ مگر محمودہ کی گڑیاں سر سے پاؤں تک [illegible]س کے اپنے ہاتھونکی کاڑھی بنائی ہوئی تھیں کہاں وہ بازاری بیگاری کام کہاں یہ خانہ سا[illegible] [illegible]ن آرا نے گڑیوں کے لیئے بنا بنایا لکڑی کا دو منزلہ گھر پندرہ روپیہ کو مول لیا تھا اور اُسی پر [illegible]رانی تھی محمودہ نے تیلیوں اور پنّی کا نہایت خوبصورت خوش قطع مکان خود بنایا تھا ۔ [illegible]ن آرا کو محمودہ کی گڑیاں دیکھکر اوّل مرتبہ یہ خیال ہوا کہ ہنر اور سلیقے کے آگے مال و دولت [illegible]ہے اپنے ہاتھ کے ہُنر سے ہم وہ کام لے سکتے ہیں جو دولت سے نہیں نکل سکتا ۔ بار بار [illegible]ان ہو ہو کر محمودہ سے پوچھتی اے ہے یہ ننا سا کارچوبی بٹوا بھی تمہیں نے سیا ہے ۔ اچھی [illegible] کہنا یہ پلنگ کے تکیئے تمہیں نے بنائے ہیں ۔ اِس دھانی جوڑے میں تو مصالح تمہارا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ٹانکا ہوا نہیں لگتا۔ اِس چمپئی کا کرتا تو ضرور اُستانی جی نے قطع کر دیا ہوگا۔ بھلا سب تو ہے یہ پٹاپٹی کے پردے کہاں سے لئے۔ یہ گنگاجمنی تار دِن بھر اڈوے ٹاکرس دیا بلا کے مُوباف ہیں۔ غضب کے ازاربند ہیں۔ اِے لو اور سنو۔ ابرک کے جھاڑ۔ کاغذ کے پنکھے۔ ابرہی کی دریاں۔ اجی یہ تو دیکھو۔ سینکوں کی چلمنیں۔ سرکنڈوں کے کھمبے۔ غرضکہ محمودہ کی گڑیاں دیکھکر حسن آرا ایسی حیرت زدہ ہوگئی تھی کہ متعجب ہوہوکر محمودہ ہی کو دکھاتی تھی۔ محمودہ نے حسن آرا کے تمام تر تعجب کا یہی جواب دیا کہ یہ سب کچھ میرا ہی کیا دھرا ہے اور میرا ہی سیا پرویا ہے اور کچھ بڑی بات نہیں اگر آپ دو مہینے بھی سینے پر جی لگائیں تو اِس سے کہیں بہتر بنا سکتی ہیں مجھکو تو گڑیا کھیلنے کا شوق بھی نہیں اُستانی جی جب کوئی نیا کام سکھاتی ہیں تو میں پہلے گڑیوں ہی پر ہاتھ صاف کرتی ہوں بس جو کچھ آپنے دیکھا یہ میری شروع کی مشق ہے۔ حسن آرا دو مہینے میں مَیں اِس سے بہتر بنا سکتی ہوں۔ محمودہ بیشک بلکہ اس سے بھی کم میں۔ حسن آرا۔ بس اِس میں سلائی ہی سلائی ہے۔ محمودہ۔ اور کیا۔ اور سلائی کیسی بلکہ نرا گوتھنا اور تُرپچی کا کام ہے۔ حسن آرا۔ بھلا اتنا سینا مجھکو دو مہینے میں کیونکر آجائیگا۔ محمودہ۔ اگر آپ جی لگائیے تو میرا ذمہ دو مہینے میں خاصی طرح فراغت سے سیکھ جائیگا۔ حسن آرا۔ ابھی تو مجھکو دھاگا پرونا بھی نہیں آتا۔ لو کل شام ہی کی تو بات ہے انّا اپنی نواسی[1] کا کرتہ سی رہی تھی اور دیر سے سوئی میں دھاگا پرو رہی تھی آپ خیر سے عینک بھی ہر دم چڑھائے رہتی ہیں پھر بھی خاک نہیں سُوجھتا دھاگا نہ پڑا پر نہ پڑا میں جو کھیلتی کھیلتی جا نکلی تو مجھ ہی سے گڑگڑا کر کہنے لگی اچھی بیٹی اپنی انّا کا ایک کام نہیں کر دیتیں ذرا دھاگا پرو دو رعشے کے مارے میری تو انگلیاں کہے میں نہیں ہیں حرمت گلے سے ننگی پھرتی ہے کسی طرح گونتھ گانتھ کر کرتا کھڑا کیا ہے گریبان رہگیا ہے۔ میں نے بہت کوشش کی دھاگا تو ناکے کے مُنہ پر آجاتا تھا مگر پرویا نگیا تب تو میرا جی جل گیا اور میں نے سُوئی اُٹھا دور پھینکدی۔ محمودہ۔ کیسا ہی آسان کام ہو تھوڑی بہت محنت ضرور چاہتا ہے اور خاص کر سینا تو بڑی پتّا ماری کا کام ہے۔ دھاگا پرو لینا

[1] انّا کی نواسی کا نام ہے۔

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تو کچھ بھی مشکل نہیں بل کے کھل جانے سے دھاگے کے سرے پر بھُوسڑے نکل آتے ہیں
اُنکو چٹکی سے مڑوڑ دیکر دبا دینا چاہیئے پھر تو شاید پرونے میں دیر ہو۔ حسن آرا۔ ہاں ہاں ضرور
یہی بات تھی مجھکو آپا نے یہ حکمت نہیں بتلائی۔ بھلا ایک سوئی دھاگا تو دو دیکھوں مجھ سے
پرو یا جاتا ہے یا نہیں محمودہ نے ایک بہت باریک ناکے کی سوئی اور بہت مہین بیچک کا
دھاگا دیا۔ حسن آرا نے سرے کو چٹکی سے مڑوڑ دے جوں ہی دھاگے کے سرے کو ناکے کے
برابر لگایا آگیا تب تو حسن آرا خوشی کے مارے اُچھل پڑی اور بولی آہا جی ہم نے دھاگا پرو یا
آہا جی ہم نے دھاگا پرو یا کیا مجھ کو سینا آگیا۔ محمودہ۔ نہیں سینا تو ابھی نہیں آیا مگر ذرا
ہی سی کسر ہے ؛؛

محمودہ نے حسن آرا کو سینا سکھایا

غرض محمودہ نے سیدھی تیپچی لگا دی اور آدھے بالشت کے قریب حسن آرا سی سلوا یا اس
میں تین چار مرتبہ حسن آرا کے سوئی بھی چُبھی اس سے ذرا اُسکی ہمت سرد ہو گئی اور جیسی
کہ دھاگا پرونے پر اچھلی کودی تھی یہ تیپچی تھوڑی ہی سی تھی کہ جلدی سے محمودہ کو پکڑا دی
اور کہا کہ بوا یہ تو بڑا مشکل کام ہے ؛؛

محمودہ۔ میں نے پہلے ہی آپ سے کہا تھا کہ سینے میں بڑی دیدہ ریزی اور محنت ہے لیکن
دنیا میں اکثر عورتوں کو بڑی بڑی محنتیں کرنی پڑتی ہیں دیکھیئے چکی پیسنا کیسی سخت محنت کا
کام ہے مگر آخر سیکڑوں ہزاروں ہمیں جیسی عورتیں کرتی ہی ہیں اُس کے مقابلے میں تو سینا
کچھ بھی محنت کا کام نہیں۔ اسکے علاوہ یہ دستور کی بات ہے کیسا ہی آسان کام ہو مبتدی
اور نوآموز کو مشکل معلوم ہوا کرتا ہے یہ صرف آپ کی بے مشقی تھی کہ آپنے چند بار سوئی
ہاتھ میں چبھولی۔ دیکھیئے مجھکو سیتے سیتے ایسی مشق ہو گئی ہے کہ اگر فرمایئے آپکی آنکھوں
میں آنکھیں ڈالکر باتیں کرتی جاؤں ٹانکا بھی درست بیٹھتا چلا جائے سیدھ میں ذرا
فرق نہ آئے اور سوئی کے چُبھنے چبھانے کا تو کیا ذکر۔ یہ کہکر باقیماندہ تیپچی محمودہ نے بے دیکھے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کپڑے برابر کر سوئی لگائی تو یا اِدھر تھے یا دم کے دم میں اُس سرے جا نکلی۔ حسن آرا دیکھوں کہیں سوئی تو نہیں لگی محمودہ۔ نہیں تو یہ کہکر ہاتھ دکھایا۔ حسن آرا۔ یہ آپکی بیچ کی اُنگلی کھُردری کھُردری کیوں ہے۔ محمودہ نے ہنسکر کہا کہ سوئیونکے چھبنے کے نشان تو نہیں ہیں مگر میں اس سے انکار نہیں کر سکتی کہ یہ سینے ہی کی بدولت مجھکو انگشتانی کی عادت نہیں بعض کپڑا کلپ دار یا دبیز ہوتا ہے کہ سُوئی آسانی سے نہیں نکلتی تب ایکطرف سُوئی کو چٹکی سے کھینچنا پڑتا ہے اور بیچ کی اُنگلی سے ناکے کو سہارا لگانا ہوتا ہے یہ اُسی کے نشان ہیں۔ حسن آرا۔ تو پھر کچھ مبتدی پر موقوف نہیں سینے میں سبھی کی اُنگلیاں لہو لہان رہنی ضرور ہیں۔ محمودہ۔ بڑا تعجب ہے کہ آپ ایسی ذراسی بے معلوم تکلیف کو بڑی مصیبت خیال کرتی ہیں ایسی ایسی چھوٹی چھوٹی تکلیفیں نہ معلوم کتنی صبح سے شام تک پہنچ جاتی ہیں کھیلتے ہی میں کہیں چوٹ پھینٹ لگ جاتی ہے پھوڑے پھُنسی ہوتے رہتے ہیں آنکھیں ہی دکھنی آجاتی ہیں گرمی سردی کی ایذا سے زکام ہو جاتا ہے بخار آنے لگتا ہے۔ حسن آرا۔ ہاں لیکن ایک مجبوری کی تکلیف جسپر اپنا بس نہیں اور ایک اپنے ہاتھوں آفت مول لینا بھلا کیا ضرور ہے کہ بیٹھے بٹھائے میں اپنی اُنگلیونکو زخمی کروں آنکھونکو ستاؤں گردن کو دکھاؤں جس سے ناک پھٹکہ رکھدیا جیسا چاہا سلوا لیا۔ محمودہ۔ کیا دوسرے کا محتاج ہوکر رہنا تکلیف کی بات نہیں۔ حسن آرا۔ محتاج ہوکر رہنا کیسا خدا نکرے ہم کسی کے محتاج کیوں ہونے لگی ؛

محمودہ کا حسن آرا کو آنانکہ غنی ترند محتاج تراند کا مضمون سمجھانا

محمودہ محتاج کے سر میں کیا سینگ لگے ہوتے ہیں اس سے بڑھکر محتاجی اور کیا ہوگی کہ آپکا ایک دن بھی بے نوکرونکے نہیں کٹ سکتا بھلا میں پوچھتی ہوں ماما نہو تو کھانا کون پکائے لونڈیاں نہوں تو پانی کون پلائے مُنہ کون دُھلائے اور پنکھا کون جھلے چیز کون اُٹھا کر دے چارپائی کون بچھائے بچھونے کون تہ کرے گھر میں جھاڑو کون دے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہ تو روزمرہ کے کام ہیں کھانا کپڑا برتن زیور اور ضرورت کی کُل چیزیں چھوٹی یا بڑی یہاں تک کہ پانی پینے تک کا مٹی کا آبخورہ کنگھی سوئی سلائی کیا آپ نے اپنے ہاتھوں بنائی ہیں یا لوگوں نے آپکو بنا کر دی ہیں۔ اسپر بھی آپ کہتی ہیں کہ خدا نکرے ہم کسی کے محتاج کیوں ہونے لگے۔ حُسن آرا۔ بیشک ضرورت کی سب چیزیں اور لوگ بناتے اور ٹہل خدمت بھی اور لوگ کرتے ہیں مگر کیا کوئی چیز ہمکو مفت دیجاتی ہے اور کیا بے لئے کوئی ٹہل خدمت کرتا ہے ہر چیز اور ہر کام کے لئے ہم روپیہ خرچ کرتے ہیں روپیہ کے لالچ سے لوگ خود بخود چیزیں لئے دوڑے چلے آتے ہیں بے بُلائے ٹہل خدمت کرنے کو حاضر ہوتے ہیں روپیہ ہو تو گھر بیٹھے دنیا بھر کا سامان لے لو اور نوکر تو ایک صبح رکھو ایک شام۔ میں تو یہ جانتی ہوں کہ دولت بڑی چیز ہے جس کے پاس دولت ہے وہ کسی کا محتاج نہیں اور تمام دنیا اُسکی محتاج ہے۔ محمودہ۔ آہا بیگم صاحب آپ بڑی غلطی کرتی ہیں بھلا اگر لوگ آپ کی دولت کی قدر نکریں اور کوئی روپیہ کا خواہان نہو تب آپ کیا کیجئے۔ یہ سُنکر تو حُسن آرا چپ ہوئی اور سوچ کر کہا تو یہ کہا کہ ایسی صورت میں سوائے مر رہنے کے اور کیا تدبیر ہے کام کاج ہم سے کچھ ہو نہیں سکتا اور فرض کیا کہ اپنے اوپر جبر سہا اور آپ اُٹھکر پانی پی لیا بچھونا اپنے ہی ہاتھوں کر لیا تب بھی کھانا پکانا تو ممکن نہیں اور مانا کہ کوئی سہج سا کھانا بھی مر گر کر پکا لیا کیونکہ میں نے سُنا ہے کہ اماجان سویان اور خشکا ابال لینا جانتی ہیں مگر ضرورت کی اور ہزاروں چیزیں ہیں کپڑا کون بُنے گا زیور کون گڑھے گا لیکن کیا ایسا بھی ممکن ہے کہ دولت کی قدر روپیہ کی خواہش نہو محمودہ بیشک ممکن ہے بہت دن ہوئے مجھ کو اُستانی جی نے ایک کتاب پڑھائی تھی اُس میں لکھا تھا کہ ابتداءً دنیا میں بہت مدت تک اشرفی روپیہ پیسے کا چلن کچھ بھی نہ تھا اُس زمانے میں لوگ کھیتی کے کام سے بھی ناواقف تھے اور جس طرح اب ہر طرح کا غلہ اور انواع و اقسام کی ترکاریاں اور میوے اور پھل پھول لوگ محنت کر کے زمین سے پیدا کرتے ہیں اُن دنوں کچھ بھی نہیں جانتے تھے سمندر کی مچھلیاں اور جنگل کے جانور مار لاتے اور اُنہیں کے گوشت سے اپنا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پیٹ بھر لیتے یا جنگل میں جو ساگ پات از خود جم اُٹھتا ہے جانوروں کی طرح اُسکو کھا لیتے
یہ زرق و برق اور تکلف کے کپڑے جو اب اس زمانے میں ایسے سستے ہیں کہ ہر ایک
غریب آدمی کو بھی میسّر آجاتے ہیں پہلے اِنکا نام بھی کسی نے نہیں سُنا تھا جانوروں کے
چھڑے اور ڈھاک وغیرہ کے پتوں سے بدن کو ڈھانکتے اور عالیشان محلوں کیجگہ درختوں
کی چھاؤں اور پہاڑوں کی کھوؤں میں پانی اور سردی گرمی سے پناہ لیتے۔ جوں جوں
دنیا کی عمر زیادہ ہوتی گئی آدمی اپنے آرام کے لئے نئے نئے پیشے نئی نئی چیزیں ایجاد کرتے
گئے۔ یہ تو ممکن نہ تھا کہ ایک آدمی ہر ایک طرح کا کام آپ اکیلا کر لیتا اور ہر طرح کی چیز آپ بنا لیتا
اِس سبب سے کسی نے ایک کام لیا اور کسی نے دوسرا۔ کوئی کھیتی کرنے لگا۔ کوئی لوہار بنا۔ کوئی
بڑھئی۔ کوئی سنار۔ کوئی جولاہا۔ کوئی موچی۔ اسکا یہ مطلب تھا کہ کھیتی والا سبکے لئے کھانیکا
غلہ پیدا کرے لوہار چاقو مقراض وغیرہ لوہے کی چیزیں بنائے۔ بڑھئی ہل چارپائی۔ چوکی۔
کرسی۔ وغیرہ لکڑی کی چیزیں۔ سُنار زیور گڑھا کرے۔ جولاہا ہر قسم کے کپڑے بُنے اور آپسمیں
ضرورتوں اور چیزوں کا مبادلہ کر لیا کریں چندے اسی طرح بے روپیہ بے سکہ دنیا کا کام
چلا مگر آخر کار مشکلیں پیش آنے لگیں جسکو کتاب والے نے یوں لکھا ہے کہ اب فرض کرو کہ
مثلاً موچی کو کپڑے کی ضرورت ہوئی اور وہ ایک بہت طرحدار جوتی بنا کر جولاہے کے پاس
لیگیا۔ گردن کا دانہ دار چمڑا۔ اینٹھی ہوئی نوک۔ کھڑی ہوئی ایڑی۔ کیمخت کی پان۔ اونچی
دیواریں۔ کمایا ہوا تلا۔ بخیئے کی دوخت۔ اور کہا دیکھو تو شیخ جی کیا جوتی بنا کر لایا ہوں کیچڑ میں
پھرو پکی سڑک پر دوڑو نہ تلا گھسے گا نہ صورت بگڑیگی بھراؤ کا کام نہیں برس روز سے کم چلے تو
اُلٹی میرے سر مارنا مگر مجھکو گاڑھے کا ایک تھان چاہیئے آٹھ سئے نہو تو چھ سے پون گز کا پنہا۔ جولاہا
بولا کہ چودھری جوتی تمہاری سرس اور تھان بھی جیسا تم چاہتے ہو موجود سوت بھی گول
ہی راچھ بھی پنیچی دار ہے خوب ٹھوک ٹھوک کر بُنا ہے ماڑھی کا نام نہیں مگر وہ پہلی جوتی جو تم نے
بنا دی ہے ابھی تک بنی ہے۔ موچی۔ سارے شیخ جی تین برس کی جوتی ابتک۔ جولاہا۔ کیوں دن بھر
تو کارگاہ میں بیٹھا رہتا ہوں آٹھویں دن پیٹھ جانیکا اتفاق ہوا جوتی پر ایسے زد کیا پڑتی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے دوسرے بھائی میں غریب آدمی ہوں پاؤں بھی ہولے ہولے رکھتا ہوں۔ موچی بیچارہ
ناامید ہو کر چلا آیا اور پہنچا سنار کے پاس کہ کیوں لالہ تم کو جوتی کی ضرورت ہے۔ سنار۔ ہاں بھائی
اچھے آئے دس دن سے ننگے پاؤں پڑا پھرتا ہوں اور اسکے بدلے زیور بھی وہ بنا کر دوں کہ
تمام برادری میں کسی کے یہاں نہ نکلے۔ موچی۔ اجی ساہ جی کہاں ہم اور کہاں زیور مجھکو
دیکھو کہ چیتھڑے لگائے پھرتا ہوں گھر میں بچوں کے پاس لوٹی تک نہیں گھر والے پیوند
گانٹھتے گانٹھتے ہار گئے کپڑے کی ضرورت ہے۔ سنار۔ کپڑے کی ضرورت ہے تو شیخ نمازی
کے پاس جاؤ۔ موچی۔ گیا تھا اسکے پاس جوتی موجود ہے۔ سنار۔ چلو دیکھیں شیخ نمازی کو
کچھ گہنا بنوانا ہو سنا تھا کہ بیٹی کا بیاہ کرنے والا ہے تو میں اُس کو گہنا بنا دونگا تم مجھکو جوتی دینا
اور میں اُس سے تھان لیکر تم کو دیدونگا اب سنار اور موچی دونو پھر جولاہے کے پاس گئے
سنار۔ شیخ جی کہو بٹیا کا بیاہ کب کروگے۔ جولاہا۔ چودھری وہ بات تو بگڑ نہ گئی۔ سنار۔ کیوں۔
جولاہا۔ وہ لڑکا بڑا خراب نکلا چور جواری بھانگ پیتا ہے۔ سنار۔ کچھ تم کو گہنا بنوانا ہے۔
جولاہا۔ ابھی تو نہیں جب پھر نسبت ناتہ ٹھہرے گا دیکھ لیا جائے گا ؏

غرضکہ پھر بیچارے موچی کی جوتی اینڈ کی اینڈ رہ گئی جب ہر ایک شخص کو ایسی دقت
پیش آنے لگے تو سب نے ملکر یہ تجویز کی کہ چیز کا مبادلہ چیز سے ٹھیک نہیں ایک ایسی چیز
ٹھہراؤ کہ ہر کوئی ہر ایک چیز کے بدلے اُس کو لے لیا کرے۔ موچی۔ اپنا بنایا ہوا جوتا اُسکی
عوض دیا کرے سنار اپنا گھڑا ہوا زیور جولاہا اپنا بُنا ہوا تھان تب سکہ چلا۔ پہلے لوہے کا
سکہ تھا اور ایسا بھاری تھا کہ شاید سو روپے کی مالیت کے واسطے چھکڑا بھر بوجھ ہوتا تھا
پھر تانبے اور چاندی اور سونے کے سکے چلے کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں چمڑے کا روپیہ چلا
تھا اُس میں بھی سونے کے کیل تھی اب انگریزوں نے وہ انتظام بٹھایا ہے کہ کاغذ کا سکہ
چلاتے ہیں ایک ورق کاغذ دس سو ہزار لاکھ روپے کا ہوتا ہے جتنا روپیہ کاغذ میں لکھا ہے
جہاں چاہو بھنا لو نہ بٹہ ہے نہ دستوری پس روپیہ اپنی ذات سے کسی کام کا بھی نہیں
نہ اُس کو نان خطائی کی طرح کھاتے نہ اُس کا ہار بنا کر گلے میں پہنتے ہیں مگر جو چیز چاہو روپے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے بدلے البتہ لے سکتے ہو پس حقیقت میں درکار ہوتی ہے وہ چیز اور روپیہ اُس کے حاصل کرنے اور بہم پہنچانیکا ایک ذریعہ ہو جاتا ہے۔ یہ حقیقت ہے اس روپیہ کی جسپر امیروں اور دولتمندوں کو اِس قدر ناز ہے۔ حسن آرا۔ کیا ہی اچھی بات آپنے مجھکو بتائی مگر یہ تو فرمائیے کہ جب روپیہ ہر ایک چیز کا عوض ہو سکتا ہے تو جس کے پاس روپیہ ہے گویا وہ ہر ایک چیز کا مالک ہے اور ہر ایک چیز اُسکے اختیار میں ہے تو ضرور روپیہ بڑی قدر و منزلت کی چیز ہے اور روپیہ والونکو جتنا ناز اور جتنا گھمنڈ ہو سب بجا اور درست ہے۔ محمودہ۔ گھمنڈ کی تو کوئی وجہ میں نہیں پاتی روپیہ بیشک چیز کا بدل ہے مگر خود اُس چیز کا کام نہیں دیسکتا مثلاً فرض کرو کہ ہمکو ایک جوتی کی ضرورت ہے تو دو باتین ہیں ایک یہ کہ جوتی درکار رکھی اور جوتی موجود ہے اور دوسری یہ کہ جوتی تو موجود نہیں مگر روپیہ ہے جس کے بدلے ہم جوتی مول لے سکتے ہیں یہ دونو باتیں غور کیجئے ہرگز یکساں نہیں پھر بھی روپیہ والیکو اتنی حاجت باقی ہے کہ روپیہ لیکر بازار جائے اور جوتی مول لائے فرض کیجئے کہ جوتی نہ ملی یا ملی اور قیمت نہ ٹھہری تو آخر روپیہ والا مجبور رہیگا یا نہیں۔ اور یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ جب روپیہ والا جوتی لینے جاتا ہے تو یہ جوتی کا محتاج ہے مگر جوتی والا حقیقت میں روپیہ کا محتاج نہیں بلکہ وہ اُس چیز کا محتاج ہے جسکے بدلے جوتی کی قیمت خرچ کریگا غرضکہ روپیہ والا زیادہ محتاج ہے اور اگر زیادہ نہیں تو جوتی والے کی برابر سہی پھر اُس کو گھمنڈ کس بات کا ہے ایک چیز کا یہ خواہشمند ہے یعنی جوتی کا اور دوسری چیز یعنی روپیہ کا دوسرا۔ حسن آرا۔ لیکن روپے کے بدلے ہر وقت چیز میسر آسکتی ہے۔ محمودہ۔ یہ غلطی ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پیسے کی جگہ دو دینے کو موجود ہیں اور چیز نہیں ملتی۔ میری انّا جان کبھی غدر کے حالات بیان کیا کرتی ہیں کہ سب لوگ بھاگ کر سلطان جی میں جا رہے تھے روپے کا سیر بھر آٹا تلاش کرتے تھے اور نہیں ملتا تھا دن بھر مردوے روپے لیئے لیئے پھرتے تھے اور شام کو ہار کر خالی ہاتھ چلے آتے تھے۔ غدر کے سبب رسد کا باہر سے آنا بالکل بند تھا گاؤں والونکے پاس جو رسد تھی وہ کہتے تھے کہ روپیہ لیکر ہم کیا کرینگے گھر میں تھوڑا بہت اناج رکھا ہے تو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بال بچوں کا سہارا تو ہے۔ حسن آرا۔ البتہ اگر ایسا اتفاق پیش آجائے تو روپیہ محض نکما ہے مگر کیا روز عذر ہوتا پڑا ہے یہ بھی خدا جانے کیا بات تھی ابتو جس کے پاس دولت ہے وہ ہی آسودہ ہے ؛

ایک غریب خاندان کی آسودہ زندگی کی مثال دیکر یہ ثابت کرنا کہ تکلفات موجب زحمت ہیں اور آرام طلبی باعث کلفت۔

محمودہ۔ دولت سے ہرگز ہرگز آسودگی حاصل نہیں ہوتی۔ اُستانی جی اسی ہمسائی کا حال دکھا دکھا کر مجھکو سمجھایا کرتی ہیں کہ دیکھو کیا آزاد اور آسودہ زندگی اس کی ہے ایک آپ ہے ایک میاں ہے اور چار پانچ بچے ہیں تو بہت چھوٹے ہیں کچھ کام کاج کرنے جوگ نہیں میاں کہیں نہر پر مٹی ڈھویا کرتا ہے آپ اپسائی کا پیستی ہے مکان میں جاکر دیکھو تو نہ تخت ہے نہ فرش شاید ٹوٹی ٹوٹی تین چار بانوں کی چارپائیاں ہیں بے تکلف کھری چارپائیوں پر سب سوتے بیٹھتے ہیں برتنوں میں مٹی کے گھڑے مٹی کی ہنڈیا مٹی کے پیالے اور رکابیاں اور لکڑی کی ڈوئی اور اللہ اللہ خیر صلاح حسن آرا۔ یہی آزاد اور آسودہ زندگی ہے۔ خدا دشمن کو بھی یہ عیش نہ دکھائے دنیا میں اس سے بڑھکر اور کیا مصیبت ہوگی وہ اپنی جان سے ہلاک ہے۔ آپو اور اُستانی جی کو اس کی آسودگی پر رشک ہے۔ محمودہ۔ پہلے مجھ کو بھی اُستانی جی کے کہنے پر اچنبھا ہوا تھا مگر بدتوں میں ہمسائی اور اُسکی بچوں کی حالت پر غور کرتی رہی آخر کو میں نے بھی سمجھا کہ اُستانی جی بہت سچ کہتی ہیں۔ سوچنے سے یہ معلوم ہوا کہ جسمانی آرام اور جسمانی تکلیفیں سب عادت پر موقوف ہیں۔ جسکو محنت کی عادت ہے وہ اسی میں ایسا خوش رہتا ہے کہ ہم نکمے پڑے رہنے میں ہرگز وہ خوشی حاصل نہیں کرسکتے۔ یہی ہمسائی میں نے دیکھا ہے کہ برسات کی چپچپی گرمی پڑ رہی ہے اور ہوا بند ہے کہ پتا تک نہیں ہلتا میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

باہر صحن میں کھڑی برابر پنکھا جھلا اپنے تئیں ہلائے جاتی ہوں اور ندیوں پسینا نکلا چلا آتا ہے دم ہولا ہولا اٹھتا ہے اور خدا سلامت رکھے بی ہمسائی ہیں کہ دالان کے اندر اکیلی چکی پیس رہی ہیں اور میں نے کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا کہ آپ خیر سے ایسی خوش ہیں کہ مزے میں کچھ گا بھی رہی ہیں مجھکو پہلے تو شبہہ ہوا کہ اس حالت میں اسکو کیا خاک گانا سوجھا ہوگا لیکن جب میں نے کھڑکی میں سے آواز دی تو نہایت ہشاش بشاش ہو کر بولی کیا ہے بیٹا استانی جی سے کہو دو چار گلے اور رہ گئے ہیں آٹا اب میں لائی کہ لائی ایسی کرارہی آواز سے جواب دیا کہ کوئی بات تکلیف کی معلوم نہوئی تھوڑی دیر بعد دیکھتی کیا ہوں کہ آپ آٹا لئے ہنستے چلے آتے ہیں آتے کے ساتھ باٹ ترازو سے آٹا تولا چھانا مٹکے میں بھرا استانی جی نے کہا ہمسائی آٹے کا مٹکا خوب اچھی طرح ڈھک دیا یا نہیں ہمسائی - ہاں بی بی بڑا طباق ڈھک اوپر سے پنسیری رکھ دی ہے - استانی جی - اچھا رخصت ہمسائی کیا اور پیسنے کو ندو گی - استانی جی نے کٹا سبد دیکھکر کہا نہیں ابھی ضرورت نہیں چار پانچ دن کا آٹا ہے برسات کے دن ہیں جہاں ذرا دیر ہوئی آٹے میں سرسریاں پیدا ہو جاتی ہیں تلخانے لگتا ہے؛

ہمسائی - نانہ بی بی پیسنے کو دے ہی دو - استانی جی - کم بخت ایک دن تو آرام لیا کرو یہ بلا کی گرمی پڑ رہی ہے تیرا جی نہیں گھبراتا ہمسائی - کیا کہوں کچھ ایسی عادت ہوگئی ہے جس دن پسینا نہیں ملتا تمام بدن دکھا کرتا ہے اور کھانا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چھاتی پر دھرا ہے خالی بیٹھے کچھ ایسی آلکسی معلوم ہوتی ہے کہ جی نہیں لگتا محمود و - ہمیں نے اپنے جی میں کہا یہ دیکھو مصیبت کی کیا کیا کچھ شکایتیں ہو رہی - استانی جی - پیسنے کو تو دوں مگر ہمسائی گیہوں جھکتے ہوئے دیتی ہوں آٹا اڑتا ہوا کیوں ہوتا ہے - ہمسائی - گیہوں بھیگے ہوئے تھے پہلے ہی گلے میں دلیا نکلنے لگا تو میں نے ذرا آنچ دکھائی تھی نہیں ہیں تو باہر دھرا ہیں بھی نہیں پیستی دالان کے اندر پیسا کرتی ہوں جہاں ہوا کا گذر نہیں - استانی جی - کیا بتاؤں کئی دن سے راہ دیکھتی ہوں کوئی گدھے والا گلی میں بولے تو دو بورے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مٹی لے لوں دالان بھی لپ جائے اور چولھے بھی ٹوٹ گئے ہیں پھر سے لیس پوت ہو جائے مٹی ہوتی تو میں تم سے چولھے بنوا لیتی۔ ہمسائی مٹی کا ملنا کیا مشکل ہے ہمت[1] باپ کے پاس تھوڑی دیر میں روٹی لیکر جائیگا ادھر سے ایک ٹوکرا مٹی بھی بھر لائیگا نہر کی مٹی چکنی اور پائدار بھی ہوتی ہے۔ اُستانی جی۔ اگر مٹی آجائے تو کل پسائی کے بدلے کا یہی کام کرو۔ ہمسائی۔ دعائیں دینے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد دیکھتی کیا ہوں کہ ہمت کی چھوٹی بہن کوئی دس برس کی ایک بڑا ٹوکرا سر پر رکھے آگے آگے اور بی ہمسائی پیچھے پیچھے چلی آتی ہیں۔ نگوڑی لڑکی کو دیکھکر تو مجھکو بہت ہی ترس آیا۔ مجھکو نہیں معلوم تھا کہ یہ کیا لائی ہے لیکن میں نے جلدی سے دوڑ دروازے سے ٹوکرا اُتروا لیا دیکھوں تو نہر کی گیلی مٹی ہے +

میں نے کہا ارے تجھکو خدا کی سنوار یہ تو نے کیا غضب کیا نگوڑی اتنا بوجھ اتنے میں ہمسائی بھی آپہنچی اور میں اُس سے لڑنے لگی کہ ہمسائی ذرا تمہارے دل میں رحم نہیں اس لڑکی کی بساط دیکھا اور اتنا بوجھ گھر سے یہاں تک لاتا دیکھو لڑکی ایسی ہی دو بھر ہے تو بلا سے نگوڑی کو ایک دن زہر دیکر سُلا رکھو۔ واہ کوئی سوتیلی ماں بھی ایسا نکمرتی ہوگی۔ ٹوکرا میں نے اُتروایا تھا ایسا بھاری بوجھل پتھر تھا کہ آدھی ہی دور پر ہاتھ سے چھوٹ پڑا۔ نہر کی گیلی مٹی خدا کی پناہ لوہا بھی ہلکا ہوتا ہے میرا تو اتنی ہی دیر میں دم پھول گیا میں نے تو کس شد و مد سے ہمسائی کو الزام دینا چاہا تھا لیکن ہمسائی نے سرسری طور پر یہ کہکر ٹال دیا کہ بیوی ہم غریب آدمی ہیں اور یہ غریب گھر کی بیٹی ہے ہم کو تو رات دن بوجھ اُٹھاتے گذرتی ہے مٹی کی ٹوکری کی کیا حقیقت ہے یہ تو اکیلی چارپائیاں اُٹھا لاتی ہے پرسوں رہنے کے لئے چکی کا پاٹ دروازے پر خبری کو دے آئی تھی ہمارے بچے امیر زادیوں کی طرح باریک جان اور نازک بیگم اور دلہین خانم ہوں تو ایک دن بھی کام نہ چلے۔ ہمسائی کی یہ بات سنکر مجھکو ایسی ندامت ہوئی کہ پسینے پسینے ہو گئی اور جی میں سوچی کہ الٰہی کیا

[1] ہمسائی کے بیٹے کا نام ہے +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کیا بات ہے اِن لوگونکو پیٹ بھر کھانا تو نصیب نہیں ہوتا پھر اتنے قوی اور مضبوط کیوں ہیں۔ ایک دن میں نے اُستانی جی سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا کہ یہ سب زور اور سب بلوتا اور سارا اہل محنت کا ہے ہم لوگ دن رات احدیوں کی طرح نکمے پڑے رہتے ہیں کھانا جیسا کھایا ویسا ہی پیٹ میں رکھا رہا نہ ہضم درست ہے نہ کھلکر بھوک لگتی ہے سدا کے روگی ہمیشہ کے دکھیا کبھی قبض کبھی پیچش۔ آئے دن آدمی حکیم یہاں موجود۔ علاج کی عادت دوا کا معمول ہم لوگونکے مزاج ہیں کہ چھوئی موئی کے درخت ہیں ذرا ٹھیس لگی اور کمھلا کر رہگیا کوئی موسم ہو ہم کو کچھ نہ کچھ شکایت ضرور رہتی ہے گرمی ہے تو کہیں درد کے مارے سر پھٹا پڑتا ہے آنکھیں جلتی ہیں ہتھیلیوں اور تلوؤں سے آگ نکلتی ہے یوں ہی عمر بھر بھوک کو روتے رہے گرمیوں میں رہی سہی بھی گئی گذری ہوئی نہ برف اور شورے کے پانی سے تسکین ہوتی ہے نہ انار اور فالسے اور عناب اور نیلوفر کے شربتوں سے تسلی۔ برسات آئی تو مکھیوں اور مچھروں کے واسطے وہ وہ اہتمام ہو رہے ہیں کہ گویا کسی بادشاہ کے ملک پر غنیم چڑھ آیا۔ پوروا ہوا کے سبب قوت ہاضمہ بالکل معطل ریح کا درد صبح کو شانوں میں تھا تو دوپہر کو کمر میں اور شام کو پنڈلیوں میں جاڑا آیا تو زکام اور کھانسی اور نزلے کو ساتھ لایا اب سر ہے کہ کہے میں نہیں ایک آرام طلبی نے ہمکو سب نعمتوں کے مزے اور سب آسایشوں کی لذت سے بے نصیب کر رکھا ہے کھانے میں لاکھ لاکھ تکلف کئے مگر وہ ذائقہ نہ ملا جو غریب آدمیونکو سوکھی روٹی اور نمک مرچ کی چٹنی میں ہر روز میسّر ہے نیند سدا اُچاٹ رہی دن اور رات کو کوشش کرتے ہیں کہ گھڑی دو گھڑی کو آرام سے سو رہیں مگر نیند ہے کہ ذرا کھٹکا ہوا اور کوسوں دور مجھ کو اِس ہمسایہ کا حال دیکھکر بڑی حیرت ہوا کرتی ہے ایک دن کا مذکور ہے کہ میں گرمی کے مارے رات کیوقت کوٹھے پر گھبرائی گھبرائی پھر رہی تھی دیکھتی کیا ہوں کہ ہمسائی کے پانچوں بچے ایک کے اوپر ایک نہ بچھونا ہے نہ تکیہ نہ پنکھا کھرّی چارپائی پر مزے میں پڑے خرّاٹے لے رہے ہیں چھ برس میرے بیاہ کو ہوئے میرے منہ میں خاک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں نے تو کسی دکھ یا بیماری کی شکایت ہمسائی سے نہیں سُنی فصل بدلنے کو ہوتی ہے تو قاعدہ ہے کہ اچھے بچھے آدمیکو بھی دو چار دن کے لئے بخار ہی آجاتا ہے مگر ماشاء اللہ نہیں آتا تو ہمسائی اور ہمسائی کے بچونکو۔ یہ تو غریبی ہے کہ چولھا کبھی دو دو وقت نہیں سُلگتا مگر بچونکو دیکھو جو بخال تو انا۔ بھلا یہ چھوٹی لڑکی تمہارے عندیے میں کَے برس کی ہوگی۔ ہیں۔ کوئی دس برس کی۔ اُستانی جی۔ میرا جو تھا چالا تھا میرے آئے پر ہوئی ہے خیر سے چھ برس پورے ہو چکے ساتویں میں لگی ہے۔ ماشاء اللہ کیا اچھا اُٹھان ہے۔ محمودہ دیکھو تم سے بھی نکلتی ہوئی ہے ✣

حُسن آرا۔ یہ بات بہت ٹھیک ہے ہمارے گھر بھی لونڈیوں اور نوکروں کا یہی حال ہے کھا کھا کر ایسے موٹے ہوئے ہیں کہ پہچان نہیں پڑتے۔ محمودہ۔ بھلا کیا سبب ہے کہ آپ لوگ گھر کے مالک مختار خدا کا دیا سب کچھ موجود سب کچھ میسّر اور بدن پر دیکھو تو بوٹی نہیں۔ لونڈیاں لاکھ چوری کریں پھر بھی گھر والیوں کی برابری نہیں کر سکتیں۔ حسُن آرا۔ البتہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ کچھ محنت ہی کا سبب ہے مگر یہ تو فرمائیے کہ جو کام لونڈیوں کے کرنے کے ہیں ہم کیونکر کرنے لگیں۔ اول تو ہو نہیں سکتے اور جو جان مار کر ایک آدھا کام کیا بھی تو اپنے ہی کنبے والے حقیر سمجھنے لگیں۔ محمودہ۔ ہو سکنے اور نہ ہو سکنے کی کچھ نہ پوچھیئے آدمی کی برابر سخت نہیں اور آدمی کی برابر کوئی چیز نرم بھی نہیں۔ ہمیں جیسی عورتیں ہیں جو چکی پیستی ہیں اور وہ وہ کام کرتے ہیں جو شہر کے بعضے مردوں سے نہ ہو سکیں اور یہی عورتیں ہیں جن کو اپنی ہی جان دو بھر ہے کام کا کیا ذکر اور محنت کا کیا مذکور۔ جیسی عادت ڈالو ویسی ہی پڑ جاتی ہے اور کنبے والیکے حقیر سمجھنے کی تو کوئی وجہ نہیں۔ نوکر چاکر ہوتے سوتے اپنے ہاتھوں کام کرنے سے تو میرے نزدیک لوگوں کی نظروں میں اور عزت زیادہ ہونی چاہئے کتنی خوبی کی بات ہے کہ ٹہل کو نوکر خدمت کو لونڈیاں ہوں اور اپنے ہاتھوں کام کرنا آدمی عار نہ سمجھے۔ اُستانی جی کو دیکھو ماما بھی ہے اوپر کے کام کو بھی ایک عورت نوکر ہے اتنی لڑکیاں مکتب میں بیٹھی ہیں جھوٹوں بھی کہیں تو سبھوں کام کو دوڑیں مگر پانی تک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آپ اُٹھکر پہنچی ہیں۔ یہ بات خدا کو کیسی بھلی لگتی ہوگی کہ دیکھو ہم نے اس بندے کو ایسا بڑھایا اور ایسا نوازا کہ اسی کے ہم جنس اس کی خدمت اور تابعداری کو دئے مگر یہ کیسا نیک بندہ ہے کہ اسکو غرور چھو نہیں گیا یہ اپنے تئیں اُسی طرح ناچیز سمجھتا ہے۔ حسن آرا۔ بھلا جو کام اپنے سے ہو ہی نہ سکے تو آدمی کیا کرے۔ محمودہ۔ اس کا جواب میں ابھی دے چکی ہوں کہ جو کام دوسرے آدمی کرتے ہیں ہر ایک آدمی کر سکتا ہے مگر خیر دنیا میں خدا جس کو دولت و ثروت دے اور بڑی محنت کے کام اگر نہ بھی کرے تاہم ہزاروں چھوٹے چھوٹے کام ایسے ہیں کہ بے زحمت اُنکو کر لے سکتا ہے ایسے کاموں میں آپ نہ ہلنا اور ہمیشہ نوکروں اور خدمتگاروں کا محتاج رہنا بڑی بُری بات ہے ایک تو انسان آلکسی ہو جاتا ہے آرام طلبی کی عادت چپکے چپکے بڑھتی جاتی ہے۔ دوسرے کیسا ہی چھوٹا کام ہو آدمی اپنی مرضی کے موافق جیسا اپنے ہاتھ سے کر سکتا ہے نوکر کتنا ہی سلیقہ مند اور مزاج شناس کیوں نہو کبھی نہیں کر سکتا میں نے تو اپنا یہی قاعدہ رکھا ہے کہ لکھنے پڑھنے سے جتنا وقت بچتا ہے اُس میں کچھ نہ کچھ کام کیا کرتی ہوں دو برس ہوئے کہ میں اپنے کپڑے اپنے ہاتھ سے سیتی اور قطع کر لیتی ہوں پکانے میں بھی ربط ہو گیا تھا اب تین چار مہینے سے ذرا کم ہو گیا ہے پھر بھی گوشت میں ہی بگھارتی ہوں اور گھر میں جو نئی چیز پکے تو میں ہی پکاتی ہوں۔ حسن آرا۔ آہا تم کو پکانا بھی آتا ہے ؛

محمودہ۔ آتا کیا ہے خیر غریبا مئو بھون بھلس لیا اُستانی جی کی مہربانی سے ایک آدھ چیز ذرا اچھی بننے لگی ہے اور مجھ پر کیا منحصر ہے مکتب کی سب لڑکیاں جانتی ہیں سب لڑکیوں نے ساجھا ملایا ہے کل کڑھائی چڑھے گی سامان آیا رکھا ہے تلی تو ابھی جاتی اُستانی جی نے کہا دن کیوقت گرمی بہت ہوتی ہے سویرے تڑکے دھوپ نکلتے نکلتے تل تلا کر فراغت ہو جاؤ سو کل آپ بھی سیر دیکھیئگا۔ حسن آرا۔ سموسے بھی تلنے آتے ہیں ؛

محمودہ۔ انشاء اللہ ایسے سموسے تلکر کھلاؤں نرم اور خستہ پتلے پرت کہ آپ بھی پسند کریں مگر یہ فرمایئے کہ میٹھے سلونے سادے یا قیمہ بھرے۔ حسن آرا۔ میٹھے۔ محمودہ۔ میٹھے سموسے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شہربانو ایسے بناتی ہیں کہ سبحان اللہ +

صُبح خیزی

حُسن آرا۔ مگر سویرے تڑکے تو میں نہیں آسکتی میں تو کوئی پہر دن چڑھے سو کر اُٹھتی ہوں پہر دن چڑھے کا نام سُنکر محمودہ بے اختیار ہنس پڑی +

محمودہ۔ کیا ہرروز آپ پہر دن چڑھے اُٹھا کرتی ہیں حُسن آرا۔ ہرروز محمودہ سوتی آپ کس وقت ہیں حُسن آرا۔ سرشام۔ محمودہ۔ بلا کی نیند آپنے بڑھا رکھی ہے۔ حُسن آرا۔ میں نے بڑھا رکھی ہے۔ نیند بھی کوئی اپنے اختیار کی بات ہے میری آنکھیں دن رہے سے بند ہونے لگتی ہیں اماجان کھانے کے واسطے مجھ کو بہلاتی رہتی ہیں جب دیکھتی ہیں کہ یہ سوئی ہی جاتی ہے تو ناچار کھانا کھلوا دیتی ہیں۔ پہر دن چڑھے بھی میری آنکھ آپ سے نہیں کھلتی۔ سوتی کو زبردستی اُٹھا بٹھاتی ہیں کچی نیند جو جگا دیتی ہیں تو گھنٹوں نیند کا خمار رہتا ہے اسی واسطے دوپہر کو پھر کوئی دو چار گھڑی کے واسطے سو رہتی ہوں دوپہر کے سونیکا نام سُنکر محمودہ پھر ہنسی اور کہنے لگی کہ اگر آپکو جی بھر کر سونے دیا جائے تو شائد آپ رات دن سویا ہی کریں۔ حُسن آرا۔ کیا بتاؤں نیند کم بخت ایسی ٹوٹ پڑی ہے کہ کسی طرح مجھ کو سُونے سے سیری ہی نہیں ہوتی گھڑی گھڑی مجھ کو چھیڑا کرتا ہے اور چاہے کوئی بیماری ہو ابا جان ہمیشہ کہا کرتے ہیں کہ تمام تر سونے کا فساد ہے مگر کیا کروں نیند پر قابو نہیں چلتا ہرروز ارادہ کرتی ہوں کہ آج سب کے ساتھ سوؤں مگر جب وقت آتا ہے تو نیند کے غلبہ سے ایسا جی خراب ہونے لگتا ہے کہ کچھ بن نہیں پڑتی نیند کے آثار شروع ہوتے ہیں تو مجھ کو خیال ہوتا ہے کہ آج بڑا پکا وعدہ کر چکی ہوں ابھی سے سو رہونگی تو لوگ چھیڑینگے اور اس شرمندگی کے مارے جی مضبوط کر کے تھوڑی دیر سنبھلی بھی رہتی ہوں مگر جب نیند آگھیرتی ہے تو نہیں بیٹھا جاتا میں پلنگ پر جھکی اور ادھر سے اماجان بولیں اُدھر سے آپاجان لیکن اُنکی بات پوری ہونے نہیں پاتی کہ بند ہی لیٹتے کے ساتھ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خراٹے لینے لگی میری لیٹے پیچھے جو کچھ یہ لوگ کہتے سنتے ہوں مجھ کو مطلق خبر نہیں ہوتی۔ محمودہ۔ اگر آپ دل سے نیند کا گھٹانا چاہیں تو کچھ مشکل بات نہیں میں آپکو بہت سہل تدبیر بتا سکتی ہوں۔ حسن آرا۔ ہاں اِس نظر سے کہ گھر بھر مجھ کو سونیکے واسطے چھیڑا کرتا ہے میں بھی چاہتی ہوں کہ زیادہ نہیں تو سب کے ساتھ سوؤں اور اُٹھ بیٹھوں محمودہ۔ دو باتوں کا التزام کیجئے۔ اوّل تو یہ کہ نیند کے بہلانے کے لئے کچھ مشغلہ چاہیے کہ طبیعت اُس میں مصروف ہو جائے دوسرے یہ کہ جو شخص سویرے اُٹھنے والا ہو اُسپر تاکید کر دیجئے کہ جس طرح ممکن ہو جھنجھوڑ کر پانی کے چھینٹے دے کر آپکو ہوشیار کر دیا کرے اور اُٹھتے کے ساتھ آپ مُنہ ہاتھ دھو طبیعت کو سنبھال کسی کام میں اُلجھا لیا کیجئے اوّل اوّل آٹھ دس دن خلاف عادت سویرے اُٹھنے سے ایک خفیف سی گرانی سر میں معلوم ہو گی مگر پھر عادت ہو جائیگی خود بخود آنکھ کھلنے لگے گی اور گرانی سر بھی موقوف ہو جائیگی بلکہ سویرے اُٹھنے سے صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھا کر مزاج ایسا باغ باغ ہو جائیگا کہ دن بھر طبیعت بحال رہا کریگی۔ میں بھی بلا کی سونے والی تھی مُردوں سے شرط باندھ کر سوتی اُستانی جی ہر روز مجھ کو نصیحت کیا کرتیں کہ دنیا میں انسان اسواسطے نہیں آیا کہ سوئے اور نکمے پڑے رہنے سے دن تیر کرے۔ خدا نے دن کام کے لئے بنایا ہے رات کیا تھوڑی ہوتی ہے کہ دن کو بھی سویا کریں بہت سونے سے انسان کاہل اور غبی اور ذہن منٹھا اور کند ہو جاتا ہے آدمی کا وقت بڑی قیمتی چیز ہے فرصت کا ایک ایک لمحہ بس غنیمت ہے اسوقت میں ہوسکے تو لگ لپٹ کر علم و ہنر حاصل کر لیں کہ جس سے دنیا اور عاقبت دونوں درست ہوں چنانچہ میں نے رفتہ رفتہ سونا کم کر دیا یہاں تک کہ اب سب کے پیچھے سوتی اور سب سے پہلے اُٹھتی ہوں اور بہ نسبت سابق کے میں اپنے تئیں زیادہ تندرست بھی پاتی ہوں مگر مکتب کی لڑکیاں غضب کرتی ہیں گھر بھی انکے چار چار چھ چھ پیسے ڈولی پر ہیں اور اندھیرے منہ یہاں آ جاتی ہیں آپس میں شرط لگا رکھی ہے کہ دیکھیں سب سے پہلے کون مکتب میں پہنچتا ہے۔ حسن آرا۔ دیکھئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انشاء اللہ اب میں بھی ضرور اس کا انتظام کرونگی اور جس طرح بن پڑیگا خدا نے چاہا تو کل
کڑھائی چڑھنے نپائیگی کہ مجھ کو یہاں پہنچا دیکھنا۔ محمودہ اور حسن آرا آپس میں یہ باتیں کر رہی
تھیں کہ اتنے میں اُستانی جی نے آواز دی محمودہ تم تو نئی سہیلی سے اِسقدر جلد بے تکلف
ہوئیں کہ کون وقتوں سے باتیں کر رہی ہو ابتک تمہاری باتیں ہو نہیں چکیں پہلے ہی
دن ایسا کیا صلاح و مشورہ ہونے لگا۔ محمودہ۔ بیگم صاحب تو نہایت اچھی آدمی ہیں
دو ہی باتوں میں میرا دل اُن سے ملگیا میں نے انکو اپنی گڑیاں دکھائیں مرآۃ العروس
چند پند وغیرہ سے محنت شعاری اور صبح خیزی کے فائدے سُنائے۔ اُستانی جی۔ تم نے
ایسی ایسی باتیں کر کے حسن آرا بیگم کو کہیں ناخوش تو نہیں کیا۔ حسن آرا۔ اُستانی جی
ایسی ایسی اچھی عقل اور نصیحت اور فائدے کی باتیں محمودہ بیگم نے بیان کی ہیں کہ میں نے
کبھی نہیں سُنی تھیں اور میرا جی انکی باتوں سے نہایت خوش ہوا صرف ایک بات
البتہ میں کسی قدر ناپسند کرتی ہوں کہ یہ امیروں کی بہت مذمت کرتی ہیں۔ اُستانی جی۔
امیرونکے یا اُنکے کردار کی۔ حسن آرا۔ کردار کی مذمت ہوئی تو امیرونکی ہوئی وہ ایک ہی
بات ہے۔ اُستانی جی۔ نہیں اِن دونو باتوں میں بہت بڑا فرق ہے اگر مطلق امیرونکی
مذمت کی جائے تو اُس سے مطلق دولت کی مذمت نکلتی ہے حالانکہ دولت بڑی
قدر و منزلت کی چیز ہے (یہ سنکر حسن آرا نے محمودہ کی طرف دیکھا) لیکن اگر دولت
پاکر آدمی گھمنڈ اور غرور کرے اور یہ سمجھے کہ وہی سب میں بڑا ہے اور جتنے غریب ہیں حقیر
اور ذلیل ہیں اور اُس کی ٹہل خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں تاکہ وہ آپ ہاتھ نہ ہلائے
اور دوسروں کی محنت سے آرام حاصل کرے اور دولت صرف اُسی کی آرام و آسایش
کے لئے دیگئی ہے اور غریبونکو دنیا اور محتاجوں کی مدد کرنا اپنا فرض نہ سمجھے تو ایسی دولت
دنیا کا جنجال ہے اور عاقبت کا وبال۔ حسن آرا۔ مجھکو اُس میں چند شبہے ہیں اُستانی جی۔
میں تمہارے سب شبہونکو انشاء اللہ بخوبی رفع کر دونگی لیکن اب وقت بہت تنگ ہے
سب لڑکیاں کہانیوں کی منتظر ہیں۔ کہانیوں کا نام سُنکر تو حسن آرا اور بھی خوش ہوئی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور بیتاب ہوکر پوچھنے لگی اچھی کون کہانیاں کہیگا۔ آپ یا محمودہ بیگم۔ اُستانی جی۔ نہ میں اور نہ محمودہ۔ بلکہ جسکی باری ہوگی۔ حُسن آرا۔ کیا ان سب لڑکیوں کو کہانیاں یاد ہیں اُستانی جی۔ یاد تو شاید کسی کو بھی نہیں۔ حُسن آرا۔ پھر کہینگے کہاں سے۔ اُستانی جی بہت اچھی اچھی کہانیاں ایک کتاب میں لکھی ہیں پڑھنا ان سب کو آتا ہے جسکی باری ہوئی وہی کتاب میں پڑھ پڑھ کر کہانی کہنے لگی ؛

پڑھنے کے فائدے سُنکر حُسن آرا کے دلمیں شوق کا پیدا ہونا

حُسن آرا۔ جس کو پڑھنا آتا ہو وہ کہانیوں کی کتاب پڑھ لے۔ اُستانی جی۔ بیشک۔ حُسن آرا تو پڑھنا بڑی اچھی چیز ہے ایک پڑھنا آجائے تو سیکڑوں ہزاروں کہانیاں آجائیں۔ اُستانی جی۔ پڑھنے کا یہ تو ایک ادنی فائدہ ہے سیکڑوں فائدے اور بڑے بڑے عمدہ ہیں جن سے پڑھا لکھا آدمی مزے لیا کرتا ہے۔ کہانیوں ہی کو دیکھو کہ بعض مرتبہ جی چاہتا ہے کہ کوئی اچھی سی نئی کہانی کہتا تو سنتے اور ایسا اتفاق پیش آتا ہے کہ یا تو کسی کو نئی کہانی آتی نہیں یا آتی ہے تو اُسکو فرصت نہیں پس دلکا شوق دل ہی میں رہجاتا ہے پڑھنا آتا ہو تو کتاب اُٹھالی اور بیبیوں افسانہ خوان ہاتھ جوڑے موجود ہوئی اور نگوڑی کہانیاں بھی کسی فائدے کی گنتی میں ہیں اجی پڑھنا تو وہ چیز ہے کہ اُس سے ہر طرح کی دانائی اور ہر طرح کی ہوشیاری آتی ہے جن کے مُنہ پر آنکھیں نہیں وہ تو ظاہر ہی کے اندھے ہیں دل کے اندھے وہ ہیں جن کو علم نہیں۔ دنیا اور دین دو ہی چیزیں ہیں سو علم کے بدون دنیا بھی اکارت ہے اور دین بھی خراب۔ آدمی کسی حالت میں کیوں نہو علم سے اُس کو فائدہ ہی ہوگا اگر مصیبت میں ہے تو علم اُس کی ایسی غمگساری کریگا جو کسی دردمند سے نہو سکے اور اگر خوشی میں ہے تو علم اُس خوشی کو بے خرخشہ اور پائدار کریگا۔ آسودگی اور قائم مزاجی اور استغنا اور سیر چشمی جیسی علم سے حاصل ہوتی ہے نہ دولت سے ہوتی ہے نہ حکومت سے واری جائیے پڑھنے کے اور صدقے جائیے کتاب کے فرصت کا مشغلہ۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دلکا بھلاؤ - گھر بیٹھے کی سیر - اُستانی کی اُستانی اور سہیلی کی سہیلی جو عورتیں پڑھنا نہیں جانتیں کیسی بُری طرح اُنکا وقت کٹتا ہے کہ معاذ اللہ - اِسکی غیبت - اُس کی بدی - مجھ سے لڑ۔ تجھ سے بھڑ - یا اُٹھوائٹی کھٹوانٹی لے پڑ رہیں پڑھنا آتا ہو تو کتاب ہاتھ میں لی جس ملک کی چاہا سیر کر آئی پڑھنا حاضرات کا ایک عجیب عمل ہے جسکو چاہا پکڑ بلایا اور اُسی سے باتیں کرنے لگے - حسن آرا - اچھی اُستانی جی پڑھنے سے کیا کرامت بھی حاصل ہو جاتی ہے اُستانی جی - بیشک - دیکھو اب یہ لڑکیاں کتابیں پڑھتی ہیں گویا انکے مصنفوں سے جنھوں نے یہ کتابیں بنائی ہیں باتیں کر رہی ہیں غرض کہ علم جنت کا میوہ ہے جس نے کھایا ہے وہی اس کی لذت جانتا ہے اور بیان کرنے سے اس کی کیفیت ظاہر نہیں ہوتی - ہزار دں برس پہلے کی باتیں ایسی معلوم ہوتی ہیں کہ گویا آنکھوں کے سامنے سما بندھا ہوا ہے۔ حسن آرا - اُستانی جی مجھ کو بھی پڑھنا آ جائیگا - اُستانی جی - تم کو اور تمھاری لونڈیونکو - کرتے کی بڈھیا مشہور بات ہے - علم کچھ کسی کی میراث نہیں جو کریگا اُس کو آویگا - حسن آرا - کتنے دنوں میں - اُستانی جی - لوگوں نے عمریں صرف کر دیں مگر علم کی تھاہ نہیں ملی پڑھنے پڑھتے ایسی چاٹ بڑھتی جاتی ہے کہ انسان سے صبر ہو نہیں سکتا اور رہا نہیں جاتا کوئی مزہ ہو کبھی نہ کبھی دل اُس سے بھر ہی جاتا ہے اور نہیں بھرتا تو علم سے - حسن آرا - کیا کچھ بڑی محنت کرنی پڑیگی - اُستانی جی - ذرا بھی تھوڑے دنوں جبتک تم کو عبارت پڑھنی نہ آئے البتہ طبیعت اُکتائیگی اور عبارت پڑھنی آئی اور چلیں پھر تو تم کو مزہ ملنے لگیگا اور بے پڑھے تم کو ایک لمحہ چین نہ پڑیگا - حسن آرا - عبارت پڑھنی کتنے دنوں میں آسکتی ہے - اُستانی جی تم ماشاء اللہ ذہین ہو - اگر خوب جی لگا کر سیکھو تو چار مہینے میں - حسن آرا - آہا اِس قدر جلد - اُستانی جی - اور کیا - حسن آرا - اچھی تو مجھ کو پڑھنا شروع کرا دیجئے - اُستانی جی - پڑھنا - ابھی جلدی کیا ہے - حسن آرا - یہ دن ناحق ضایع ہو رہے ہیں - اُستانی جی - تم بہت برس ضایع کر چکی ہو - چند دن اور سہی - حسن آرا - اچھی اُستانی جی - خدا کے لئے مجھکو پڑھنا شروع کرائیے - اُستانی جی - اچھی جلدی کیا ہے شروع کرنا چندروز اور مکتب کا رنگ ڈھنگ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیکھو جب تم کو خوب یقین ہو جائیگا کہ پڑھنا فائدے کی چیز ہے تو پڑھنے کی کیا کمی ہے مکتب اسی واسطے ہے اور میں اسی واسطے ہوں اچھا لڑکیو کس کی باری ہے اور کون سی کہانی ہے۔ زبیدہ جناب میری باری ہے اور نواب مسیح الملک کی بیٹی کی کہانی ہے وہانتک ہو چکی ہے کہ جب بدّو کی قید میں یہ لڑکی تھی اُسکی بیٹی ضیمر اُن کا بیاہ قرار پایا اگر ارشاد ہو تو آگے کہہ چلوں۔ حسن آرا۔ اچھی اُستانی جی۔ بِلّہ سرے سے۔ اُستانی جی۔ ہاں زبیدہ حسن آرا بیگم کی خاطر سے پھر سرے سے خوب سمجھا سمجھا کر کہہ چلو زبیدہ نے کہانی شروع کی ٭

مسیح الملک ایک بے رحم امیر کی حکایت کا آغاز

لال کنوئیں پر جو نواب بدل بیگ خاں ایک مشہور نواب رہتے ہیں انکے بزرگو نمیں کوئی نواب مسیح الملک ہو گذرے ہیں اسم تو اُن کا بادشاہی طبیبوں میں تھا مگر بادشاہ کے مزاج میں کچھ ایسا درخور اُنکو ہو گیا تھا کہ سلطنت کے کل معاملات اِنکے اختیار میں تھے ایسا اختیار پاکر مسیح الملک کو لازم تھا کہ متوسلان شاہی کی دلجوئی غریبونکی پرورش اور مظلومونکی دادرسی کرتے لیکن اُنھوں نے تو کچھ ایسے ہاتھ پاؤں نکالے کہ تھوڑے ہی دنوں میں ایک دنیا کو شاکی اور ایک عالم کو فریادی بنالیا جس سے سنو شکایت جس سے پوچھو گلہ۔ صدہا آدمی جو دس دس پشت کے ملازم اور موروثی نمک خوار ہونیکی وجہ سے دل و جان سے خیرخواہ بادشاہ تھے نہ خطا نہ گناہ موقوف کرادیئے مسیح الملک کے آورد و لیے سوا کوئی شخص ایسا نہ بچا جس کی تنخواہ میں تھوڑی بہت کمی نہوئی ہو۔ یوں ہی تنخواہ چھٹے مہینے ملا کرتی تھی حکیم گردی میں تو برسوں پر نوبت پہنچنے لگی اور اُس میں بھی کچھ ایسی کاٹ چھانٹ لگائی جاتی کہ دس والیکو چھ اور چھ والیکو چار بمشکل پڑتی۔ بیوہ ن اور یتیموں اور اپاہجونکی معافیاں بیدریغ ضبط کرلیں۔ بادشاہ تک ان سب باتوں کی فریادیں پہنچتی تھیں جب کبھی پوچھتے تو مسیح الملک یہ سمجھا دیتے کہ حضور دالاخزانے میں ٹکا نہیں رہا کروڑوں کا قرضہ ہو گیا ہے میں کہتا ہوں کہ جس طرح ہو سکے قرضہ چکا دوں چار برس میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سب انتظام ہوا جاتا ہے عمر بھر حضور کا نمک کھاتے رہے اور اس سرکار کی بدولت ہزاروں چین کئے چندروز کے لئے اگر سب ملکر تھوڑی تکلیف جھیل لیں تو حضور بار قرض سے سبکدوش ہوئی جاتی ہیں۔ اسپر بھی بادشاہ یہی فرماتے کہ لوگونکو بیدل متکرو بلا سے میرے مصارف میں کمی ہو تو ہو لیکن نوکروں کی تھوڑی اوقات ہے انکو مت ستاؤ۔ قرضہ چار برس میں نہیں تو دس برس میں ادا ہو رہیگا۔ لیکن یہ تھوڑی اوقات کے لوگ زیادہ سختی کرنے سے تمام ہو جائینگے۔ خدانخواستہ اگر ان میں سے ایک بھی کھسکا تو ہزاروں روپے خرچ کرنے سے بھی ایسا آدمی ملنا دشوار ہے ان میں کا ایک ایک آدمی جانا بوجھا اور آزمایا ہوا ہے۔ اور دیکھو جو چاہو سو کرنا خیرات کی رقموں میں خبردار جو تم نے کمی کی اوّل تو وہ خیرات ہی کیا ہے۔ حساب کیا جائے تو پہاڑ کے آگے رائی مگر خیر جسقدر ہے نہایت ضروری ہے مسیح الملک کے دل پر تو نیکی کا پر تو بھی نہیں پڑا تھا فیاضی اور نفع رسانی خلایق اور رحم سے وہ بالکل بےنصیب تھا بادشاہ کی باتوں کا اس پر مطلق اثر نہوتا آخر ظالم کی عمر کوتاہ بچا کی شامت جو آئی۔

زبیدہ نے یہانتک کہانی کو پڑھا تھا کہ اُستانی جی نے ہاتھ اُٹھا کر کہا ذرا صبر کرو اور لڑکیوں سے پوچھا بھلا یہ تو بتاؤ کہ بادشاہ اور مسیح الملک تمہارے عندیے میں کیسی تھی۔ رابعہ۔ دونو بُرے۔ مسیح الملک تو بے رحم تھا ہی بادشاہ اسواسطے بُرا تھا کہ اُس نے ایسے بیرحم کو ایسا اختیار کیوں دے رکھا تھا حُسن آرا خفا ہو کے بولی توبہ اس مکتب کی لڑکیوں کی کیا بُری زبان ہے نہ بادشاہ دیکھیں نہ وزیر جو چاہا بک دیا۔ اور رابعہ کی طرف خطاب کر کے کہا اپنا مُنہ دیکھو اور بادشاہ اور وزیر کو بُرا کہنا دیکھو۔ کچھ نہوگا تو تم جیسی ہزاروں لونڈیاں اُنکے آگے ہردم اور ہر لحظہ ہاتھ باندھے کھڑی رہا کرتی ہونگی۔ رابعہ۔ پھر اس سے کیا ہوتا ہے۔ بادشاہ وزیر ہونے یا بہت سی لونڈیاں رکھنے سے آدمی کو زور ظلم معاف ہو جاتا ہے۔ حُسن آرا۔ زور ظلم کیسا۔ اپنے نوکروں اور اپنی رعیت پر جس طرح جیمیں آیا حکم چلایا کسی کی مجال تھی کہ اُنکے آگے بات کر لیتا اب مرے پیچھے تم بھی کہہ رہے ہو اُنکے ہوتے تمہارے بڑے بھی کوئی رہتے ہونگے تو حضور حضور کہتے کہتے مُنہ خشک ہوتا ہوگا۔ رابعہ۔ تو آپ کی نزدیک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بادشاہ وزیر نوکر دل اور رعیت کو چاہیں جتنا ستائیں بلکہ جان سے بھی مار ڈالیں تو انکو روا ہے
حسن آرا۔ بیشک۔ اور جبھی بادشاہ کا دبدبہ نہو وہ بادشاہ کیا۔ محمودہ۔ بیگم صاحب بُرا نمانیئے گا
اگر بادشاہ ناحق میں بیٹھے بٹھائے آپکے گھر بار کا تعلیقہ کرے اور عورت مرد سبکو پکڑ کر قید
کرے تو پھر بھی آپ یہی کہیگا کہ بادشاہ نے واجب کیا۔ حسن آرا۔ ہمارا تعلیقہ کیونکر کرے اور
ہمکو کیوں قید کرے۔ محمودہ۔ کیوں آپ رعیت نہیں ہیں۔ حسن آرا۔ اجی تو رعیت رعیت میں
فرق ہے۔ محمودہ۔ تو آپکا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ غریبوں پر زور ظلم ہو تو مضائقہ نہیں۔
حسن آرا۔ اور کیا۔ محمودہ۔ غریبوں نے ایسا قصور کیا کیا ہے کیا غریبوں کے جان نہیں۔
حسن آرا۔ جان تو کیوں نہیں مگر غریب سختی کی برداشت کر سکتے ہیں۔ اُستانی جی۔ بھلا
بوا حسن آرا بیگم اگر خدانخواستہ تم غریب ہو جاؤ تو پھر تم کو ستانا شاید درست ہو جائے۔ حسن آرا۔
نہیں اُستانی جی ہمکو ستانا کبھی بھی درست نہیں ہو سکتا۔ اُستانی جی۔ یہ تو غضب کی نا انصافی
ہے کہ اور غریب تو ستائی جائیں اور حسن آرا بیگم اگر خدانخواستہ غریب ہو جائیں تو معاف ہیں۔
حسن آرا۔ امیر اگر غریب ہو جائے تو بھی امیری کی بو کئی پشت تک نہیں جاتی۔ اُستانی جی
یہ کیونکر ثابت ہے کہ دنیا میں بالفعل جتنے غریب ہیں سدا کے غریب ہیں دولت تو چلتی
چھاؤں ہے امیر غریب ہوتے رہتے ہیں غریب امیر ہو جاتے ہیں۔ شہر میں کیا دنیا میں کوئی خاندان
ایسا نہو گا جو سدا کے امیر یا سدا کے غریب ہوں۔ چار پشتیں امیر ہو گذری ہیں تو چار غریب بھی
ضرور ہو گذری ہونگی۔

بادشاہ رعیت کا خدمتگار ہے اور اسکے اختیارات محدود ہیں

حسن آرا۔ بھلا مسیح الملک کا تو قصور تھا ہی تھا لیکن بادشاہ بیچارے نے کیا کیا تھا۔ رابعہ۔
بس تو پہلے ہی بیان کر چکی ہوں کہ مسیح الملک کو ایسا ذی اختیار رکھنا بادشاہ کا قصور ہے
حسن آرا۔ بادشاہ کے ساتھ تمہارے منہ سے قصور کا لفظ سنکر مجھکو بے اختیار ہنسی آتی ہے
رابعہ۔ آتی ہوگی لیکن نہ اتنی جتنی کہ مجھکو بادشاہ کے ہوتے مسیح الملک کا اختیار سنکر۔ حسن آرا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دنیا جہان کے بادشاہ تھے ایک بات اُنکے کان تک نہ پہنچی محمودہ۔ بس یہی بادشاہ کا قصور تھا
اُنکو اپنے کان ایسے کھُلے رکھنے چاہئے تھے کہ منزلوں سے نالش فریاد کی بھنک سُنتے اِسیواسطے
اُن لوگوں نے بادشاہ بنا رکھا تھا حسن آرا۔ لو اور سنو لوگوں نے بادشاہ بنا رکھا تھا استانی جی
حسن آرا بیگم افسوس ہے کہ تم نے کچھ پڑھا نہیں جبتک تمکو پڑھنا نہ آئیگا اسی طرح ہزاروں
باتوں پر تمکو تعجب ہوگا۔ جتنے بادشاہ ہیں سب لوگونکے بنائے ہوئے ہیں جب دنیا میں
آدمی بہت ہوگئے تو آپس میں لڑائی جھگڑا بھی ہونے لگا۔ بعض کمبخت ایسے بُرے تھے
کہ قابو پا کر آدمی کو مار ڈالتے۔ مال چرا لیتے۔ بھلے مانسونکو بیغرت کرڈالتے۔ تب صلاح کرکے یہ
تجویز ٹھہرائی کہ آؤ آپس میں کسی شخص کو سردار بنالیں سب اُس کا حکم مانیں اور اُسکی اطاعت
کریں اور اس سردار کا یہ کام ہو کہ وہ لوگونکے جھگڑے طے کردیا کرے اور رعایا کے جان و مال
و آبرو کا نگہبان رہے۔ ایسے کا نام بادشاہ ہوا لوگوں کا کام ہے اُس کی اطاعت کرنا اور
بادشاہ کا کام ہے رعایا کو آرام دینا تاکہ کوئی ظلم زیادتی نکرے ہاں صاحب کہانی آگے چلے۔
ہاجرہ۔ جناب مجھکو تو بڑی دور جانا ہے اور چھ گھڑی کی توپ اب چلی کہ چلی پھر راستہ بند
ہوجائے گا مجھ کو تو اجازت ہو۔ اُستانی جی۔ اچھا اب ملتوی کرو انشاءاللہ پھر دیکھا جائیگا
حسن آرا کو کہانیاں سُننے کا اس قدر شوق تھا کہ کہانی کا ملتوی کیا جانا اس کو نا پسند ہوا۔
ہاجرہ سے کہنے لگی اے ہے ذرا کی ذرا ٹھہر جاؤ کہانی تو ختم ہولینے دو جہاں سے چھوٹی تھی
ابھی وہاں تک بھی تو نہیں ہوئی۔ ہاجرہ۔ نہیں بوا دیر بہت ہوگئی ہے میں تو نہیں ٹھہر
سکتی۔ حسن آرا۔ اے ہے آج کی رات یہیں رہجانا نہیں ہمارے گھر چلی چلنا۔ ہاجرہ۔ بھلا
یہ بھی کوئی موقع ہے کہ کہانی کے لالچ سے میں رہجاؤں میری انّا جان راہ دیکھ رہی ہونگی۔
حسن آرا۔ اے ہے کہانی کے ناتمام رہنے سے تمہارا جی نہیں کڑھتا۔ ہاجرہ۔ جی کڑھنے
کی کیا بات ہے ایسا ہی مجھکو کہانی کا سُننا ہو تو کیا میں آپ نہیں پڑھ سکتی۔ غرض
لڑکیاں رخصت ہوئیں ﴿

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حُسن آرا نے پڑھنا شروع کیا

حُسن آرا چلنے لگی تو اُس نے محمودہ کو الگ لیجا کر کہا کہ محمودہ بیگم بھلا اتنا پڑھنا کہ میں کہانیکی کتاب آپ پڑھ لیا کروں کتنے دنوں میں آجائیگا۔ محمودہ۔ جی لگا کر پڑھو تو چار مہینے میں بلکہ شاید اس سے بھی کچھ کم میں۔ حُسن آرا۔ اچھی تو مجھکو کل سے شروع کرا دو۔ محمودہ۔ اُستانی جی سے کہو۔ حسن آرا۔ کہا تو تھا۔ محمودہ۔ پھر۔ حُسن آرا۔ اُستانی جی نے کہا ابھی جلدی کیا ہے۔ محمودہ۔ اُستانی جی کو ابھی تمہارے شوق کی طرف سے اطمینان نہوا ہوگا۔ حُسن آرا۔ کچھ ایسی ہی بات ہے۔ محمودہ تو چند روز صبر کرو۔ حسن آرا۔ نہیں میں تو کہتی ہوں آج مجھکو کہانیوں کی کتاب پڑھنی آجائے۔ محمودہ۔ پھر میں اُستانی سے کہدونگی۔ حُسن آرا۔ اِس میں کچھ قباحت ہے کہ تم چپکے سے مجھکو پڑھا دیا کرو۔ محمودہ۔ قباحت کی کیا بات ہے۔ حُسن آرا۔ اُستانی جی خفا نہوں۔ محمودہ۔ ہرگز نہیں اور ایسا ہی خیال ہے تو خود اُستانی جی سے کیوں نہیں شروع کرتیں۔ حُسن آرا۔ مجھ سے چھوٹی چھوٹی لڑکیاں فرفر کتابیں پڑھتی ہیں مجھکو اتنی بڑی ہو کر الف بے پڑھتے شرم آتی ہے۔ محمودہ۔ بہت خوب میں آپکو کوٹھی پر لیجا کر اس طرح چپکے سے پڑھا دیا کرونگی کہ کسی کو خبر بھی نہو۔ حُسن آرا۔ ضرور۔ محمودہ۔ ضرور۔ حُسن آرا۔ اچھی اُستانی جی سے نکہنا۔ محمودہ۔ نہیں غرض یہ باتیں ہو ہوا کر حُسن آرا چلنے لگی تو اُستانی جی نے دو عورتوں کو ساتھ کر دیا گھر تو پاس تھا ہی بات کی بات میں جا پہنچی سلطانہ بیگم۔ آہا حُسنا میں نے تو جانا تم آج وہیں رہیں۔ حُسن آرا۔ نیند آتی تو رہ جانے کا کیا تھا۔ سلطانہ بیگم۔ کیا تم کو اب تک نیند نہیں آئی بچپن سے ابتک ہمیشہ دن ڈوبا اور تم سوئیں۔ حُسن آرا۔ یہ مجھکو آج معلوم ہوا کہ بیشغلی کی وجہ سے میری نیند بڑھتی جاتی ہے دیکھئے آج ہی نہ سوئی اور نہ کچھ کسل معلوم ہوا۔ سلطانہ۔ آج ایسے کس کام میں تھیں۔ حُسن آرا۔ کام تو کچھ بھی نہیں تھا مگر وہاں کی باتوں میں ایسا جی لگتا ہے کہ دن رات سنا کیجئے۔ سلطانہ۔ ہم کو بھی تو کچھ سُنا۔ حسن آرا۔ ابتو رات زیادہ ہو گئی ہے اور مجھکو سویرے اُٹھنا ہے جلدی نسو رہوں گی تو تڑکے آنکھ کا کھُلنا مشکل ہوگا۔ سلطانہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اب تم سویرے اُٹھ چکیں۔ حُسن آرا۔ انشاء اللہ ایسی سویرے اُٹھونگی کہ آپ دیکھیئے گا
انّا تم کہا کرتی ہو کہ میں اُٹھتی ہوں تو تارے چھٹکے ہوتے ہیں بس ضرور ضرور مجھکو اُسی وقت
اُٹھا بٹھانا دیکھو خبردار بھولنا مت۔ انّا۔ جگا تو میں دونگی اُٹھنا نہ اُٹھنا تمہارے اختیار
میں ہے۔ حُسن آرا۔ اگر میں نہ اُٹھوں تو ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مار دینا۔ انّا۔ یہ تو مجھ
سے نہ ہوگا کہ غفلت کی نیند میں تم کو حیران کروں۔ حُسن آرا۔ میں کہتی ہوں نہ کہ جگا دینا پھر
تمکو میری حیرانی کا خیال ناحق ہے۔ انّا۔ بیٹی۔ تم کہتی تو ہو لیکن میری ایسی کیا شامت
کہ صُبح سویرے تم کو چھیڑ کر اپنا بڑا ہڑا کراؤں۔ حُسن آرا۔ نہیں بی نہیں خدا کی قسم میں ہر
بُرا نہ مانونگی ضرور جگا دینا۔ سلطانہ۔ آخر تم کو ایسی سویرے اُٹھنے کی ضرورت کیا ہے یہی نہ
معمول سے ذرا پہلے اُٹھ جانا۔ حُسن آرا۔ واہ میں نے شرط کرلی ہے اگر میں نہ بھی اُٹھوں
تو سوتے کو بڑے تڑکے اندھیرے مُنہ مکتب میں پہنچا دینا۔ انّا۔ دیکھو پھر کیسے دیتی ہوں
ضرور ضرور اُٹھا دینا ورنہ مجھ سے بُرا کوئی نہیں ٭

حُسن آرا سویرے اُٹھنے لگی

انّا اپنے معمول پر اُٹھی سلام پھیر دعا مانگ ڈرتے ڈرتے حسن آرا کی چارپائی پاس جا آواز
حسن آرا کا یا تو یہ حال تھا کہ بیسیوں آوازیں دیئے جاؤ ہونکارا تک نہیں اور اگر نیند سے
ہوشیار بھی ہو چلی ہو تو جب آواز دی کبھی انگڑائی لیکر رہگئی کبھی اس کروٹ سے اُس کروٹ
ہو لیٹی یا انّا کی آواز سُن جھٹ پٹ اُٹھ ہی تو بیٹھی۔ بہتیرا چاہا کہ آنکھیں کھولے پلکوں
چپر اپھاڑا مگر یہ معلوم ہوتا تھا کہ سی دی ہیں یا گوند سے جما دی ہیں اور جو ٹمٹا کر ذرا کی ذرا
کھولیں بھی تو ایسا دکھ معلوم ہوا کہ گویا کسی نے پلکوں میں مرچیں بھر دیں مگر کل کا وعدہ ا
کر ڈھائی کی خوشی پیش نظر تھی ہاتھ پھیلا دیئے۔ انّا نے پیار سے گودی میں اُٹھا لیا اور کہ
بیٹیا ابھی تو بہت سویرا ہے صدقے گئی ایک نیند اور لے لو۔ حسن آرا۔ نہیں بی نہیں مجھ
ابھی مکتب لیچلو۔ انّا۔ بیٹیا منہ تو دھو لو کچھ ناشتا کرلو تب جانا۔ حسن آرا۔ ٹھنک کر بولی اے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اللہ دیکھو کم بخت دیر لگائے چلی جارہی ہے لے نہیں چلتی وہاں سب لڑکیاں آگئی ہونگی۔ غرضکہ آتا مکتب میں لائی حسن آرا کچھ تو آنکھیں کھولتی آئی تھی یہاں آکر دیکھا کہ دالان میں بڑی چھوٹی لڑکیاں سب موجود ہیں مگر کوئی کتاب کھولتی جاتی ہے کسی نے آموختہ پڑھنا شروع کردیا ہے کوئی ابھی مطالعہ لیکر بیٹھی ہے یہ دیکھکر تو حسن آرا کی رہی سہی آنکھیں اور بھی کھل گئیں۔ محمودہ۔ آہا بیگم صاحب ایسے سویرے ماشاء اللہ خوب ہی آپ وعدے کی سچی اور ارادے کی پکی ہیں۔ حسن آرا۔ کیا وعدہ اور کیا ارادہ ہے آخر سب کے پیچھے ہی آئی۔ محمودہ۔ گو آپ سب کے بعد آئیں مگر پہلے ہی دن آپ اتنی سویرے اٹھ کھڑی ہوئیں بڑی مضبوطی کی بات ہے اس اعتبار سے آپ ہی سب سے پہلے آئیں۔ حسن آرا۔ کڑھائی کی فرمائیے۔ محمودہ سب تیار ہے آپ ہاتھ منہ دھولیں تو شروع ہو۔ محمودہ نے لوٹا پانی سیلپچی منجن آئینہ کنگھی تیل سب سامان لاکر سامنے رکھدیا حسن آرا۔ کیا خوب یہ آپ مجھکو ناحق میں کیوں گنہگار بناتی ہیں۔ محمودہ ہم غریب لوگ ہیں نہ تکلف کرتے اور نہ تکلف کا سلیقہ رکھتے اسکو چاہیں آپ بھونڈا پن سمجھیں ہم سب طرح کا کام اپنے ہاتھوں کرلیا کرتے ہیں اور آپ دیکھیے گا کہ کبھی ہماری آپسمیں لڑائی نہیں ہوتی کوئی کام ہو اور کسی کے کرنیکا ہو سب نے ملکر کرلیا ایک نے دوسرے کو سہارا لگا دیا اور یہ بات کچھ بناوٹ اور دکھاوے کی غرض سے نہیں حاضر و غایب ہم سب لڑکیوں میں بڑی سچی محبت ہے ایک کو ایک سگی بہن سے بڑھکر ہے ہاتھ خدا نے کام ہی کیواسطے دیئے ہیں اور لوٹا پانی لاکر رکھدینا بھلا یہ بھی کوئی کام ہے؛

مکتب کی لڑکیوں نے ملکر پکوان تلا اور حسن آرا کام کاج میں شریک ہوئی مگر کام کی عادت نہ تھی چھوٹے چھوٹے کاموں میں بھی بڑی دقت اٹھائی

غرض ادھر تو حسن آرا ہاتھ منہ دھوتی رہی محمودہ نے پہلے تو استانی جی سے پوچھا کہ اگر آپ ارشاد

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کریں توکڑھائی کا سامان کئی دن سے آیا ہوا رکھا ہے اسوقت ٹھنڈک بھی ہے سویری کا وقت
ہے ہم سب ملکر تل تلالیں۔ اُستانی جی۔ بہت خوب مگر حسُن آرا بیگم کا بھی شریک رکھنا۔ محمودہ
بسر و چشم اسکے بعد کوٹھڑی کھول سب سامان نکال باورچیخانے میں لیگئیں کسی نے بیسن
گھولنا شروع کیا کوئی ٹکیاں گڑھنے لگی کوئی پیاز کترنے بیٹھ گئی غرض سب کی سب ایک
کام میں لگ گئیں حسُن آرا۔ محمودہ بیگم کوئی کام مجھکو بھی بتائیے یہ تو مناسب نہیں کہ سب
کام کریں اور میں کھڑی منہ دیکھوں۔ آمنہ آپ کیوں تکلیف کرتی ہیں ہم سب کئے لیتی ہیں
صرف آپ سیر دیکھئے۔ محمودہ نہیں اس میں کچھ قباحت کی بات نہیں کوئی کام ہو
کرنے ہی سے آتا ہے مگر کون کام بتاؤں مصالح پیسنا میدا گوندھنا تلنا بہتیرے کام ہیں
ان میں سے جو آپ سے ہو سکے کیجئے۔ حسُن آرا۔ مصالح تو مجھ سے نہیں پسیگا پہلے ہی رگڑے
میں میرے تو کھوے رہ جائیں۔ میدہ کہئیے تو البتہ میں گوندھ دوں۔ محمودہ۔ میدہ گوندھنا
بھی بڑے زور کا کام ہے بلکہ مصالح پیسنے سے زیادہ محنت ہے۔ حسُن آرا۔ بلا سے ہے مگر
مجھکو منظور ہے۔ محمودہ۔ آخر اس کا سبب۔ حسُن آرا۔ کچھ ہے۔ محمودہ۔ کیا کچھ پردے کی بات
ہے حسُن آرا۔ (جھینپ کر) اجی میدہ گوندہ ہاتھ دھو دھلا کر کھڑی ہو جاؤنگی اور مصالح
پیسونگی تو ہلدی کا رنگ کلنگ کا ساٹیکا دو چار دن تو چھوٹتا نہیں ناحق مجھکو شرمندہ ہونا
پڑیگا۔ محمودہ۔ شرم کی اسمیں کیا بات ہے۔ حسُن آرا۔ آپکو نہیں مجھکو تو ہے ہلدی بھرے
ہوئے ہاتھ لوگ دیکھینگے تو کیا کہینگے۔ محمودہ۔ اپنی اپنی سمجھ ہی تو ہے بعضونکو کام کرنا عیب ہے
بعضوں کو دوسروں کا پکا یا رندھا احدیوں اپاہجونکی طرح کھانا حار ہے ❊
غرض اتنا سمجھا یا امیری کی بو آپکے دماغ سے نکلی پر نکلئی۔ حسُن آرا۔ اصیل مرغی کی ایک
ٹانگ جان جائے پر آن نجائے۔ محمودہ۔ پھر کچھ زبردستی ہے آپ آرام سے بیٹھیے جو کچھ توفیق
ہوگی ہم آپکو بیٹھے بٹھائے چڑھا آوینگے۔ حسُن آرا۔ آپا کچھ تم کو بھی ضد ہے تم کو اپنے کام
سے کام آخر میدہ کوئی گوندھے گا ہی میرا ہاتھ لگ جائیگا تو کیا کیڑے پڑ جائینگے۔ محمودہ۔
کیڑے تو نہیں مگر لوچ توڑ تاڑ ستیا ناس کرکے رکھندوگی امیری کی شیخی بگھارنیکے سوا اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بھی کچھ تم کو آتا ہے۔ حسن آرا۔ خیر کچھ اور کام مجھکو دیجئے محمودہ۔ کون کام دوں مصالح تو تم
نہیں پیسنا چاہتیں آٹا تم کو گوندھنا نہیں آتا اور کون سا کام بتاؤں۔ خیر مصالح کی سل کے
نیچے ادرک گڑی ہوئی ہے چھوٹی چھوٹی دو گرہیں نکالکر کتر ڈالئے۔ حسن آرا۔ ہاں یہ کام میرے
کرنیکا آپنے بتایا ہے دیکھئیگا کیسے باریک لچھے کترتی ہوں۔ محمودہ۔ خدا راست لائے حسن آرا
دوڑے دوڑے جا سل کو اُٹھانے لگی۔ سل تھی بوجھل ایک بالشت بھر تک تو حسن آرا نے ہمت
کر کے اُٹھالی آخر نہ سنبھل سکی چھوٹ پڑی اور چھوٹی تو ہاتھ پر گری۔ حسن آرا تو بلبلا اُٹھی سب
لڑکیاں دوڑی گئیں جاکر دیکھیں تو حسن آرا سل کے تلے ہاتھ دیئے بیٹھی ہیں چہرہ کی رنگت
زرد ہے اور تھر تھر کانپ رہی ہیں جلدی سے سل اُٹھا کر الگ کی ہاتھ دیکھا کچل تو گیا تھا
مگر زمین گیلی اور پولی تھی چوٹ نہیں لگی۔ حلیمہ۔ واہ بیگم صاحب بڑے کچے دل کی ہو تم تو
ایسی بلبلائیں کہ ہم سب کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ حسن آرا۔ منہ پر آنکھیں ہیں یا نہیں اتنی
بڑی سل تمہارے ہاتھ پر گرتی تو جانتیں۔ حلیمہ۔ گرتی ہی کیوں۔ حسن آرا۔ کیا خوب یک شد
دو شد بھلا میں نے تو بالشت بھر اُٹھالی تھی تم ذرا ہلا بھی دو تو سو سلام کروں۔ حلیمہ۔ ہاں حسن آرا ہاں

علم جر ثقیل کا تذکرہ مختصر

حلیمہ نے وہیں چولھے کے پاس سے ایک نوکدار لکڑی اُٹھا پتلا سرا سل کے نیچے اڑا جوں ہی دوسرا
سرا اُٹھایا تھا کہ سل کھٹ سے دوسری طرف جا پڑی۔ حسن آرا۔ بہن یہ تو تم نے کمال ہی
کیا۔ محمودہ۔ کمال کی اس میں کیا بات ہے علم جر ثقیل میں اسی قسم کی ہزاروں باتیں ہیں
حکمت بڑی چیز ہے اکیلا آدمی حکمت کے زور سے ہزاروں من کا بوجھ تنکے کی طرح اُٹھا کر
پھینکدے سل کی کیا اصل ہے۔ حسن آرا۔ اب آپ لوگ اپنا اپنا کام کیجئے میں ادرک کترتی
ہوں۔ محمودہ۔ رہنے دیجئے کوئی اور لڑکی کتریگی آپکا ہاتھ بھی دکھتا ہوگا۔ حسن آرا۔ نہیں
میں تو اب کتر کے رہونگی حسن آرا نے باورچیخانے کے چاقو سے جو ایک گرہ چھیلی تو چاقو کند
معلوم ہوا آپنے کیا کیا محمودہ کے قلمدان سے راجس کا نیا چاقو نکال ادرک چھیلنا شروع کیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ادرک کے عرق سے اوّل تو چاقو کی آب گئی گذری ہوئی دوسرے چاقو ٹیڑا ادرک نرم تین چار
مرتبہ بیچ بیچ چاقو ہاتھ میں لگا اور اوپر سے پہنچا ادرک کا عرق خوب ہی مرچیں لگیں مگر حُسن آرا نے
شرم کے مارے اسکو چھپایا۔ ادرک بھی اچھی نکتری گئی۔ ادرک کتر کر لائی تو اُس میں سُرخی جھلملاتی
تھی۔ محمودہ نے دیکھکر کہا اے ہے کیسی لال لال ادرک ہے کہیں گل تو نہیں گئی۔ دھویا تو
خاصی سفید ادرک نکل آئی تب تو شبہ ہوا کہ شاید حسن آرا نے کہیں اپنا ہاتھ کاٹ لیا گھبرا کر کہا دیکھوں
ہاتھ۔ حُسن آرا نے تھوڑے تامل کے بعد دکھایا تو معلوم ہوا کہ کوئی انگلی نہ تھی جس میں دو چار
خراش نہوں۔ محمودہ۔ اے ہے یہ کیا کیا کس چاقو سے ادرک کتری۔ حسن آرا۔ جس سے آپ
قلم بناتی ہیں۔ محمودہ۔ بھلا قلم تراش سے کوئی ترکاری بناتا ہے اسی واسطے میں آپکو کام دیتی
ہوئی ڈرتی تھی دیکھئے آپنے ہاتھ زخمی کر ہی لیا حُسن آرا۔ بلا سے ہاتھ کا کیا ہے اچھا ہی ہو جائیگا
مگر چاقو کیسا بدرنگ ہو گیا ہے یہ کیونکر درست ہوگا۔ محمودہ۔ قربان کیا تھا چاقو نگوڑا بگڑ گیا بگڑ
گیا۔ جلدی سے پانی میں بھگو کر کپڑا انگلیونکو لپیٹ لیجئے اور خدا کے لئے مکتب میں جا کر
بیٹھئے۔ حُسن آرا۔ واہ میں تو کام کرونگی۔ محمودہ۔ کیا اُستانی جی کو خفا کرانے کی مرضی ہے
حاشا میں تو اب تم کو کسی چیز کو ہاتھ نہ لگانے دونگی۔ حُسن آرا۔ اب میں بہت احتیاط سے پوچھ
پوچھکر کرونگی ابھی کچھ بتاؤ۔ حُسن آرا نے اتنا اصرار کیا کہ محمودہ سے کچھ بن نہ پڑی اور مجبور ہو کر
کہا خیر آپ آگ سُلگا کر گھی کڑکڑا دیجئے۔ حُسن آرا نے تو سمجھا کہ بڑا آسان کام ملا جلدی سے لکڑیاں
اُپلے چولھے میں بھر دیا سلائی سلگا لگی پھونکنے بہتیرا دھونکا آگ بھلا کب سلگتی ہے مُنہ بھی
تمتما اُٹھا ناک اور آنکھ دونو سے پانی جاری ہے دھوان غنٹ کے غٹ تمام مکان میں بھرا ہوا ہے
مگر لکڑیونکو خبر نہیں۔ جب لڑکیاں سامان درست کر چکیں تو محمودہ نے پوچھا کیوں بیگم صاحب
گھی کیا کہ رہا ہے۔ حُسن آرا۔ لکڑیاں کمبخت ایسی گیلی ہیں آنچ ہی نہیں ہوتی۔ محمودہ۔
کیوں دیانت[1] اتنا کہدیا تھا کہ برسات کے دن ہیں لکڑیاں دیکھ کر سوکھی ہوئی لانا آخر وہی
گیلی پانی اُٹھا لائیں دیانت بیوی لکڑیاں تو ایسی خشک ہیں کہ برسات کی ہوا تک بھی انکو

[1] محمودہ کے گھر کی ماما کا نام ہے جو باہر کا سودا سلف لایا کرتی تھی ؀

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہیں لگی بیچ ڈھیر میں سے اپنے سامنے نکلوا کر لائی ہوں دو دن ہوئے انہیں لکڑیوں سے کھانا پکتا ہے ایسی دھڑ دھڑ جلتی ہیں کہ پھونکنا بھی نہیں پڑتا ؀

حُسن آرا نے کام تو بگاڑا آپ اور ماما پر ناحق خفا ہوئی

حُسن آرا کو ایک تو پہلے ہی چولھا پھونکنے کا اتفاق ہوا اور اُس پر طُرّہ یہ کہ دو گھڑی کامل حیران ہوئی اور آگ نہ سلگی یوں ہی کھسیانی ہو کر جلی بھنی بیٹھی تھی۔ ماما دیانت نے جو اُسکے خلاف تقریر کی اور بھی آگ بگولا ہو کر بولی ارے جھونٹی نامراد ذرا پھوٹے ہوئے دیدوں سے آ کر سوجھ تو سہی کہ گیلی ہیں یا نہیں کون وقتوں سے میں سر کھپا رہی ہوں انہیں کو سوکھی لکڑیاں کہتے ہیں نہوئی تو اسوقت میرے گھر کی ماما نہیں انھیں چیلوں سے مارتے مارتے مُردار تجھکو فرش کر دیتی۔ ماما دیانت حسن آرا کا بیہودہ کلام سُنکر مارے غصّے کے کانپ اُٹھی وہ چاہتی تھی کہ جواب دندان شکن دے اُستانی جی نے اشارے سے روکا لڑکیوں نکو بھی حسن آرا کی بات نہایت ناگوار گذری اور قریب تھا کہ سب کڑھائی چھوڑ چھاڑ الگ ہو بیٹھیں محمودہ استانی جی کے اشارے کا مطلب سمجھ گئی تھی اس نے لڑکیوں نکو کنائے سے باز رکھا اور خود چولھے کے پاس جا کر کہنے لگی ذرا میں بھی تو دیکھوں کیسی لکڑیاں ہیں دیکھا تو اندر تک حسن آرا نے لکڑیاں ٹھونس رکھی ہیں راکھ کا اٹم کا اٹم بھرا پڑا ہے۔ محمودہ نے سب لکڑیوں نکو باہر نکال پہلے تو راکھ صاف کی پھر چار لکڑیوں نکو اوپر تلے آڑا رکھ جھینا چولھے کی باہر طرف لگا ایک مرتبہ ذرا کی ذرا پھونکا تھا کہ آگ بھڑک اٹھی۔ حسن آرا۔ آپ نے تو کمال ہی کیا۔ محمودہ ہنسکر بولی کم بخت آگ جلانے میں بھی کچھ کمال کی بات ہے مگر اسی واسطے میں نے کہا تھا کہ کوئی کام ہو بے کئے نہیں آتا۔ لکڑیاں کیا کریں اول تو مونہا مُنہ راکھ بھری پڑی تھی اُس پر آپ نے لکڑیاں اتنی ٹھونس دیں کہ ہوا کا گذر نہ ہوا آگ جلے تو کیونکر جلے مشہور بات ہے کہ جھینا جتنا ہلکا ہو اتنا ہی جلد جل اُٹھتا ہے۔ حسن آرا۔ مجھکو یہ حکمت معلوم نہیں تھی۔ محمودہ۔ بیشک جو کام کبھی نہیں کیا اُس میں آدمی ضرور عاجز ہوتا ہے مگر آپ نے ایک بات بہت بیجا کی۔ حسن آرا۔ وہ کیا کہیں میں نے اپنا کپڑا تو نہیں جلا لیا۔ یہ کہکر لگی اپنے کپڑوں نکو دیکھنے۔ محمودہ۔ خیر ہے اپنا کپڑا نہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جلایا دوسریکا دل جلایا۔ حسن آرا۔ ماما کو جو ذرا میں نے گھر کا اسپر آپ کہتی ہونگی۔ محمودہ۔ للہ میری خطا معاف اوّل تو یہ فرمایئے کہ آپکی خفگی بیجا تھی یا نہیں۔ قصور تو اپنا آگ تک تو خیر سے اپنے تئیں سلگائی نہ آئی اور بیچاری ماما ناحق میں فضیحت ہو۔ حسن آرا۔ البتہ اتنا قصور میرا تھا مگر ماما کو بیچ میں بول اُٹھنا کیا ضرور تھا۔ محمودہ۔ ماما آپسے نہیں بولی میں نے پوچھا تو اُس نے جواب دیا۔ حسن آرا۔ پھر بھی میری بات کو کاٹنا اُسکو مناسب نہ تھا۔ محمودہ۔ وہ ہرگز اس بات سے واقف نہ تھی کہ آپ برسر ناحق بھی ہوں تو آپ ہی کی تائید کرنی چاہئے۔ حسن آرا۔ کیوں کیا وہ نہیں جانتی کہ میں امیرزادی ہوں۔ محمودہ۔ شائد جانتی ہو۔

خیرات دیکر احسان جتانا

حسن آرا۔ شاید میں اسکو خوب پہچانتی ہوں رمضان کے رمضان ہمارے یہاں لنگر سے برابر کھانا لینے جایا کرتی تھی اب چار دن سے آپکے یہاں نوکر ہے تو اسکے مغز چل گئے ہیں وہ دن بھول گئی۔ محمودہ۔ لنگر آپکے یہاں کیوں تقسیم ہوا کرتا ہے۔ حسن آرا۔ نامِ خدا تقسیم ہوا کرتا ہے۔ محمودہ۔ نامِ خدا اسیکا نام ہے کہ جو کوئی اُس میں سے کھانا کھالے وہ عمر بھر کو آپکا غلام بنا رہے اور جس طرح اور تنخواہ دار نوکر آپکا ادب آپکی تعظیم کرتے ہیں وہ بھی کیا کرے ایسے لنگر کا خاک ثواب ہوگا۔ حسن آرا۔ تعظیم نہ کرے تو ہم کو جوتیاں مار لیا کرے۔ محمودہ۔ توبہ توبہ جوتیوں کا یہاں کیا مذکور ہے۔ حسن آرا۔ بوا ایسے کم حیثیت لوگوں کا ایسی بیبا کی سے بول اُٹھنا بھی جوتیاں ہی مارنا ہے۔ محمودہ۔ جب لنگر خدا کے نام کا ہوا تو پھر آپکا کچھ احسان نہیں ایک خیرات کے دو دو بدلے تو نہیں ہو سکتے کہ عاقبت کا ثواب بھی لو اور دنیا میں بھی ادب اور تعظیم کے خواہاں رہو بس خیرات دیکر یہ امید پیدا کرنا کہ یہ ہمارا ادب کرے توقع بیجا ہے اور اس کو دل میں جگہ ندو تو آدمی آدمی سب برابر جیسی آپ ویسی میں ویسی ماما۔ حسن آرا۔ آپکو اپنے تئیں ماما کی برابر سمجھنے کا اختیار ہے مگر میں تو خدا کے فضل سے خاصی امیرزادی ہوں اور ایسی اب بھی دس بیس تو ہمارے گھر نوکر ہونگی۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حسن آرا نے جو ماما کو فضیحت کیا تھا محمودہ کا اس کو ملامت کرنا اور خطا معاف کرانے پر مجبور کرنا

محمودہ۔ یہ بڑی زبردستی ہے کہ آپ امیر ہیں تو دنیا میں جو ہے آپکا ادب کرے اور بڑی دد
ہے کہ آپ امیر ہیں تو جسکو جی میں آئے گالیاں دے لیا کیجئے حسن آرا۔ مینے تو کوئی گالی نہ
دی محمودہ۔ گالی کے سر سینگ ہوتے ہیں آپنے جھوٹی کہا نامراد کہا مردار کہا دیدوں پھوٹی
کہا اور یہ کہا کہ لکڑ یونکے مارے فرش کر دیتی حُسن آرا۔ یہی گالی ہے تو خدا حافظ اب کہ
میں انکو جناب کہتی خداوند بناتی محمودہ۔ کیا ضرور ہے کہ کہئے تو جناب اور خداوند کہیئے یا ایک
سے جھوٹی نامراد دیدوں پھوٹی بنایئے۔ یہی لفظ برا نما نیئے اگر کوئی آپکو کہے تو کیسا برا لگے حسن
مجھکو برا لگے تو لگے لیکن یہ لوگ اسی اوقات کے ہیں انکو برا ماننے کی کوئی وجہ نہیں۔ محمودہ
ہاں بس یہی غلطی ہے یہ ماما اس اوقات کی نہیں ہے غریب تو ہے مگر عزت دار ہے حسن آرا
یہ آپ ہی فرمایئے کہ غریب ہو کر عزت دار ہے محمودہ۔ بیشک آپکے نزدیک دولت ہی عزت
اور میرے نزدیک بلکہ خدا رسول کے نزدیک دنیا کے عقلمندونکے نزدیک نیکی بڑی عزت ہے
حسن آرا۔ بھلا میں بھی دیانت بیگم کی کچھ نیکیاں سنوں کونسا لنگر تقسیم کرتی ہیں کوئی
سرائے مسافرونکے آرام کو بنوا دی ہے جنگل میں پیاسوں کے واسطے کوئی کنواں کھدوایا ہے
کسی بیوہ کی تنخواہ کر رکھی ہے مسجد کے مسافروں کا کھانا مقرر ہے۔ محمودہ۔ کیا بس یہی
نیکیاں ہیں۔ یہ وہ نیکیاں ہیں جو دولتمندونکے حصے میں ہیں اب میں دیانت کی نیکیاں
گنواؤں۔ دیکھئے اس قدر تو غریب ہے کہ ماما گری کرتی ہے مگر اتنی بڑی ایماندار ہے کہ لاکھ کو
خاک سمجھتی ہے چھ چپاتیاں صبح چھ شام اس کو یہاں سے ملتی ہیں پانچ کبھی چار آپ
کھاتی اور ڈیڑھ ایک ضرور خدا کے نام مسجد میں دے آتی ہے اسکی یہ ایک چپاتی آپکے
لنگر سے کہیں زیادہ ہے دیکھئے یہ عمر ہے کہ ناک تک نہیں سوجھتا آپ جانتی ہیں کہ اب یہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چہ کھولکر کیوں بیٹھی ہیں۔ ہمسائی کے بچوں کے کپڑوں میں پیوند لگائینگی۔ دونو وقت مفت میں چھ سات گھروں کا سودا لادیا کرتی ہے۔ ہمسایوں میں کوئی بیمار ہو خدا واسطے کو اپنے ہاتھوں قارورہ حکیم کے یہاں لیجانا عطار کی دوکان سے نسخہ بندھوا لانا چھان بناکر پلانا ور دن میں دس دس مرتبہ جاکر پوچھنا جھوٹ کبھی نہیں بولتی چغلی کسی کی نہیں کھاتی پیٹھ پیچھے کسی کو برا نہیں کہتی کسی کے کام میں عذر نہیں سبکو نیک صلاح نیک نصیحت آپ اسکو بیعزت سمجھیں آپکے بڑے حکیم صاحب جب تشریف لائے اور یہاں ملنے کو آئے ہمیشہ دیانت کو پوچھا اور بہت التفات کیساتھ دیر تک باتیں کرتے رہے۔ حسن آرا۔ آہا تو دیانت بڑی نیک شخص ہے محمودہ بیشک فرشتہ آدمی ہے اُستانی جی اتنا ادب کرتی ہیں کہ کوئی ماؤں کا بھی نکرتا ہوگا۔ حسن آرا۔ کیا سچ مچ دیانت کو میری بات بری لگی ہوگی محمودہ۔ بات تو بُری لگنے ہی کی تھی شائد اُس نے اپنی نیک مزاجی کی وجہ سے بُرا ماننا ہو تو ماناہو۔ حسن آرا۔ بھلا پھر ہوگا کیا۔ محمودہ۔ ہونا کیا تھا کچھ اُس بیچاری کے پاس لشکر ہے کہ آپسے بدلا لیگی۔ حسن آرا۔ اچھا اور کیا کریگی۔ بہت کریگی۔ امّاجان سے جا کہیگی سو میں اماجان سے کچھ ڈرتی ڈراتی نہیں۔

محمودہ۔ اِس سے آپ اطمینان رکھیئے کہ آپ کی امّاجان کیا ماما کسی سے اسکا ذکر تک تو کرنے ہی کی نہیں۔ بڑے ضبط کی آدمی ہے۔ حسن آرا۔ پھر کیا خوف ہے کہدیا کہدیا۔ اے ہے یہی تو بڑا غضب ہے اگر اُس کا دل دکھا ہے تو ایسا نہو کہیں خدا کو بُرا لگا ہو اُسکی مار بلا کی مار ہے اُس کی لاٹھی میں آواز نہیں دم کے دم میں جو چاہے کر گذرے اچھے بھلے کو اندھا کوڑھی کر دے بادشاہ سے بھیک منگوا دے۔ حسن آرا۔ اچھی تو خدا کے لئے دیانت سے میرا قصور معاف کرا دو۔ محمودہ میں خطا میں شریک نہ تھی تو اب معافی میں بھی شریک نہیں ہونگی آپ ہی نے اُسکو ناحق بُرا کہا آپ ہی اُس سے خطا معاف کرائیے۔ حسن آرا۔ اچھا ذرا دیانت الگ ہو تو میں کہونگی۔ محمودہ۔ الگ ہونیکی کیا ضرورت ہے۔ حسن آرا۔ ہاں سبکے سامنے میں امیرزادی ہوکر ایک ماما کے آگے ہاتھ جوڑوں۔ محمودہ۔ انصاف تو یہی ہے کہ سب کے سامنے اُسکو ذلیل کیا تو سب کے سامنے ہی اُس کو خوش بھی کیجئے امیری آپکے مغز میں کچھ ایسی سما رہی ہے کہ نہیں معلوم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آپ اپنے تئیں کیا سمجھتی ہیں جب آپکے مُنہ سے غرور کی بات میں سُنتی ہوں لرز اُٹھتی ہوں کہ خدا خیر کرے یہ سنکر حسُن آرا دوڑی دوڑی جا دیانت سے لپٹ گئی اور رونے لگی۔ دیانت آنکھوں میں بھی آنسو ڈبڈبا آئے اور جھٹ اُسنے حسن آرا کو اُٹھا گلے سے لگا لیا اور ہزاروں دُعائیں دیں حسُن آرا۔ خطا معاف کرا کے پھر محمودہ کے پاس گئی لیجئے حضرت میں نے دیانت کو راضی کر لیا۔ محمودہ۔ بیگم صاحب سچ کہنا اب تمہارے دل کی کیا کیفیت ہے۔ حسُن آرا۔ میں دیکھتی ہوں تو خطا کا اقرار کرنا کچھ بےعزتی کا موجب نہیں ہے نجانے تو سدا کو دیانت سے آنکھ چھپکی رہتی آپکے کہنے سے ایک کھٹکا سا ہو گیا تھا اب تو دلمیں ایک عجیب طرح کی خوشی پاتی ہوں کہ بیان نہیں کر سکتی۔ محمودہ۔ اس میں شک نہیں بڑے حوصلے اور بڑی ریاست کی بات آپنے کی سُننے گا خوش ہوگا اور تعریف کریگا اور خدا کی درگاہ میں تو اسکا اجر اتنا بڑا ہے کہ دنیا کی کوئی نعمت اُس کی برابری نہیں کر سکتی جتنی کتابیں آجتک میں نے پڑھی ہیں سب میں یہی ہے کہ دل آزاری سے بڑھکر دنیا میں کوئی گناہ نہیں اور دلجوئی سے بڑھکر کوئی نیکی نہیں مجھے اور حسن آرا میں یہ باتیں بھی ہوا کیں اور کام بھی ہوتا رہا ادھر یہ گفتگو ختم ہوئی اُدھر کڑھائی ہر ہر چیز میں سے تھوڑا تھوڑا لے بھرا چنگیر تو اللہ کے نام مسجد میں گیا جو باقی رہا پہلے اُستانی جی کے آگے رکھا مگر اُستانی جی روزے سے تھیں لڑکیوں سے کہا تم لوگ شوق سے کھاؤ پھر سب نے ملکر خوب کھایا۔

نیکی اور سچّی خیرات

سب کی برابر ایک حصّہ دیانت کو بھی ملا تھا دیانت پکوان کو دبیں لیے دبے پاؤں باہر نکل جاتی کو محمودہ نے دیکھ لیا اور چپکے چپکے حسُن آرا سے کہا بیگم صاحب لیجئے آئیے آپکو اپنے کہے کی تصدیق کرا دوں اور حسُن آرا کا ہاتھ پکڑ کھڑکی کی آڑ میں لیجا کھڑا کر دیا دیانت بھی ہمسائی کے گھر جا پہنچی نام لے لے کر اُنکے سب بچوں کو پیار سے بُلا بُلا اپنے پاس بٹھایا اور وہ پکوان جو یہاں ملا تھا اُن سبکو اپنے ہاتھ سے کھلا دیا جب کھا چکی تو سب کا ماتھا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ھلا آپ چلنے کے ارادے سے اُٹھیں اور چلتے چلتے سب پر تاکید کرتی آئیں کہ خبردار چکنائی پر
ئی پانی مت پی لینا کھانسی ہو جائیگی دیانت گھر آئی تو محمودہ نے پوچھا کیوں بی بی ماما پکوان
ے ساتھ۔ ماما۔ سبحان اللہ بڑے مزیکا مجھکو تو بہت ہی بھایا۔ یہ سنکر محمودہ نے حسن آرا سے کہا
جا آپنے کس درجہ کی یہ عورت نیک ہے کیسا ہی کوئی گیا گذرا ہو پھر بھی کڑھائی ہوئی نئی چیز
ئی جی للچا ہی اُٹھتا ہے خصوصاً بڈھونکو تو کھانیکا غضب ہوکا ہوتا ہے لیکن دیکھیئے دیانت
ے کتنا اپنے پیٹ کو مارا ہے اور اس غریبی پر کیا استغنا ہے کہ آپ پکوان چکھا تک نہیں۔ حسن آرا۔
یا دیانت سے اور ہمسائی سے کچھ رشتہ ناتہ ہے۔ محمودہ۔ ہرگز نہیں دیانت سیدانی
ے اور ہمسائی پٹھانی۔ اور یہ ہمسائی تو پانی پت کرنال کیطرف کی رہنے والی ہے اکیلی آپ پڑی ہے
ر یہاں کسی سے بھی رشتہ ناتہ نہیں۔ رشتے ناتے پر سلوک تو سبھی کوئی کرتا ہے یہ بی دیانت
ی کا حوصلہ ہے کہ جان نہ پہچان اور دل و جان قربان اور ذرا اس خیر خواہی کو دیکھیئے کہ
بردار کوئی پانی نہ پی لینا اور اس اخفا پر نظر کیجیئے کہ کیسے دبے پاؤں گئی اور میں نے پوچھا
پکوان کی کیسی تعریف کی کہ گویا آپ ہی کھایا ہے سچی خیرات اسکو کہتے ہیں نہ یہ کہ دین تو
ا کے نام اور اپنا نام نمود چاہیں۔ بھلا لنگر بانٹنا اور ڈھول بجا کر دینا کیا ضرور ہے۔ دنیا
ہی ٹھیک ہے کہ کانوں کان خبر نہو۔ اتنی بات میں دیانت نے محمودہ سے کہا صاحبزادی تمہی
تو کڑھائی تل تلا چکیں وہ روپیہ جو تم نے مجھکو دیا تھا اُس میں کے کچھ پیسے بچے ہوئے میرے
ے بندھے ہیں کہیں کھل کھلا پڑینگے اس کا حساب کر لو تو بہتر ہے۔ محمودہ۔ یاد ہے کیا کیا
ڑ لائی ہو۔ ماما۔ چھ آنہ کا گھی۔ دو پیسے کے تل۔ ڈیڑھ آنے کا بیسن تین آنہ کی کھانڈ۔ ایک آنہ
ادھی دو آنہ کا میدہ۔ بس یہی چیزیں تو اُس روپے میں آئی ہیں۔ محمودہ۔ بوا کنیز فاطمہ
یھو تو ماما کے پلے میں آٹھ پیسے بندھے ہیں کھول لاؤ کنیز فاطمہ نے پیسے لا محمودہ کے ہاتھ دیئے
ن آرا۔ دیکھوں کے پیسے ہیں گنے تو آٹھ تھے تب اس نے حیران ہو کر محمودہ سے پوچھا۔
ہی تم نے بے گنے کیونکر جان لیا تھا کہ آٹھ ہیں۔ محمودہ۔ حساب سے۔ حسن آرا۔ حساب کیا۔ محمودہ۔
ساب یہ کہ روپے کے سولہ آنے اور آنے کے چار پیسے جتنا خرچ ماما نے بتایا اُسکو میں نے جوڑا تو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چار آنہ ہوئے دو آنہ باقی رہے جنکے چار دونی آٹھ پیسے ہوئے۔ حسن آرا۔ یہ تو عجیب چیز ہے میں نے اپنے گھر میں تو ایسی بات کبھی نہیں سُنی۔ محمودہ۔ عجیب اور بڑے کام کی چیز ہے دنیا بھر کا لین دین اجابت بیوپار سب حساب پر موقوف ہے ممکن نہیں کہ آپکے گھر حساب نہوتا ہو آپکا گھر تو بڑا امیر گھر ہے غریب سے غریب گھر میں بھی تھوڑا بہت حساب ضرور ہوتا ہے۔ حسن آرا۔ کیا یہ بھی کوئی پڑھنے کی چیز ہے۔ محمودہ۔ کوئی دنیا میں ایسی چیز بھی ہے جو پڑھنے میں نہو مگر چھوٹا موٹا حساب لوگ زبانی بھی سیکھ لیتے ہیں اور بازار کے بنئے بقال حلوائی وغیرہ سب بقدر ضرورت حساب سے واقف ہوتے ہیں۔ حسن آرا۔ مکتب کی یہ لڑکیاں بھی حساب جانتی ہیں محمودہ۔ بعض تو ان میں بہت جانتی ہیں مشکل مشکل باتیں نکال لیتی جنکو ان پڑھ آدمی مہینوں کے سوچ بچار سے بھی نہ نکال سکے اور بعض جو مبتدی ہیں وہ بھی بازار والوں سے کہیں زیادہ جانتے ہیں اگر فرمائیے تو میں آپکے روبرو ان سے کچھ حساب کے سوالات پوچھوں دیکھئے کہ کیسے تڑ تڑ جواب دیتی ہیں۔ حسن آرا۔ بہت خوب ؛

حساب کی دلچسپ باتیں

محمودہ۔ کیوں کلثوم تین اور سات اور نو ملکر کے ہوتے ہیں۔ کلثوم۔ اُنیس محمودہ۔ اور بھلا آٹھ اور چھ اور دو۔ کلثوم۔ سولہ۔ محمودہ۔ بھلا پچیس روپے میں سے آٹھ روپے خرچ ہو جائیں تو کے روپے بچے۔ کلثوم۔ سترہ۔ محمودہ۔ بھلا یہ تو بتاؤ سوا سو کتنے روپے ہوتی ہیں۔ کلثوم۔ سو اور پچیس۔ محمودہ۔ بھلا پونے چار سو کتنے ہوتے ہیں۔ کلثوم۔ تین سو اور پچھتر یا پچیس کم چار سو۔ محمودہ۔ شاباش بوا شاباش جب جانیں ایک بات بتاؤ کہ آمنہ غدر میں سات برس کی تھی اور غدر کو اب چھ برس ہوئے تو آمنہ کی عمر اب کے برس کی ہے۔ کلثوم۔ تیرہ برس۔ محمودہ۔ ٹھیک بہن ایک بات اور بتاؤ کہ آمنہ کا بھائی اُس سے چار برس بڑا ہے تو بھلا غدر سے کے برس پہلے ہوا تھا۔ کلثوم۔ سو چکر گیارہ برس۔ محمودہ۔ اچھا زبیدہ تم تو کلثوم سے زیادہ پڑھی ہو بھلا بتاؤ تو بارہ لڑکیاں اگر ہنڈکلھیا میں تین تین پیسے کا ساجھا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ملائیں تو سب کے آنے ہونگے۔ زبیدہ۔ نو آنے۔ محمودہ۔ ڈیڑھ سیر میوے ہیں اگر چھ لڑکیوں کے برابر حصّے لگائے جائیں تو ہر ایک لڑکی کو کتنا کتنا پہنچیگا۔ زبیدہ۔ پاؤ پاؤ بھر۔ محمودہ۔ دو سو آم ہوں اور دس لڑکیاں تو کتنے کتنے۔ زبیدہ یہ تو بہت صاف ہے بیس بیس۔ محمودہ۔ یہ گلاب کا درخت جو انگنائی میں لگا ہے پندرہ پھول روز کے روز اِس سے اُترتے ہیں مہینے بھر میں کتنے پھول ہونگے۔ زبیدہ۔ چار سو اور پچاس۔ محمودہ۔ کیوں صاحب سات آنے گز کے حساب سے سات گز ایک پائجامے کے دریس کے کیا دام ہوئے۔ زبیدہ۔ سوچکر تین روپے ایک آنہ۔ محمودہ۔ ڈوریے کا آٹھ گز کا تھان تین روپے کو ٹھہرے تو کتنے گز پڑا۔ زبیدہ۔ لکھکر جوڑ لوں۔ محمودہ نہیں صاحب زبانی سوچکر کہو کچھ ایسا مشکل نہیں ہے زبیدہ۔ تھوڑی دیر تامل کر کے۔ چھ آنے گز۔ محمودہ۔ بھلا ڈیڑھ آنے کا چھٹانک گھی تو آدھ سیر کتنے کا ہوا۔ زبیدہ ہتھیلی پر انگلیوں سے کچھ لکھکر بارہ آنے کا۔ محمودہ۔ گز میں کے گرہ۔ زبیدہ۔ سولہ۔ محمودہ۔ اور من میں کے سیر۔ زبیدہ۔ چالیس۔ محمودہ۔ خوب بہن خوب اچھا بی رابعہ تم تو تشریف لاؤ تم تو بڑی حسابی ہو بتاؤ تو نو گرہ عرض کی دریس ایک پائجامے میں نو ہی گز لگتی ہے تو پورے گز بھر کا عرض ہو تو کتنی لگیگی۔ رابعہ۔ تختی پر لکھ لوں۔ محمودہ۔ بہت اچھا لیکن جلدی جواب دو نہیں تو بزاز چلا جائیگا۔ رابعہ۔ دو لمحہ بعد پانچ گز ایک گرہ۔ محمودہ۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ یہ دالان جسمیں ہم سب بیٹھے ہیں چھ گز لمبا ہے اور ڈھائی گز چوڑا ہے چاندنی میں کتنا مارکین خرچ ہوگا۔ رابعہ۔ اور مارکین کا عرض۔ محمودہ۔ یہی معمولی گز بھر زبیدہ۔ پورے پندرہ گز۔ محمودہ۔ ایک سوال بتادو تو تم کو بڑی شاباش دیں۔ یہ بڑی مسجد کا حوض چھ گز مربع ہے یعنی لمبان چوڑان برابر اور دو گز گہرا اور ایک گز مربع میں تین مشک پانی آتا ہے اور ایک مشک میں پچیس لوٹے اور ایک لوٹے میں پندرہ گلاس اور ایک گلاس میں آدھ پاؤ پانی تو سارے حوض میں کتنا پانی ہوا۔ رابعہ۔ پاؤ گھنٹے بعد دو سو ترپن من پانچ سیر۔ حسن آرا۔ اے ہے اِن کم بخت جان ہارونکو کیسی کیسی باتیں آگئی ہیں لڑکیاں ہیں کہ بلا ہیں۔ محمودہ۔ اسنے بھی عجیب عجیب باتیں انکو معلوم ہیں میں نے آپکے سمجھانیکو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آسان آسان باتیں ان سے پوچھیں کیوں ہاجرہ جامع مسجد کے منار کو بے گز بے رسّی اور
بے اوپر گئے ناپ سکتے ہو۔ ہاجرہ۔ بیشک مجھکو وہ سایے کا حساب یاد ہے۔ کوئی دو مہینے
کی بات ہے کہ ہمارے کنبے سے ایک برات پلول گئی تھی میں بھی ساتھ تھی راہ میں قطب
صاحب کی لاٹ کے پاس ناشتہ کرنیکو ٹھہری مجھکو تو اُس قاعدیکا بڑا اچنبھا تھا جھٹ میں نے
ایک تنکا لے اور سایہ ناپ وہیں زمین پر حساب لگایا ساتھ والیاں مجھکو چھیڑنے لگیں کہ یہ
دن دہاڑے کیا تنکے چُننے لگیں غرض میں نے وہ ناپ جو میرے حساب سے نکلی تھی یاد رکھی
لوٹ کر گھر آئی تو صناوید عجم میں دیکھا ٹھیک وہی لمبان تھی کوئی شائد دو گز کا بل تھا۔ رابعہ
اچھی بوا ہاجرہ سایئکا حساب مجھکو بھی بتا دو گی۔ ہاجرہ۔ اچھی۔ ایک بڑی آسان بات ہے
ایک تنکا لیکر اُس کو ناپ لیا کر پھر اُسکو دھوپ میں کھڑا کر کے اُسکے سائے کو ناپ لیا پھر
لاٹ کے سائے کو ناپ ڈالا تو اربعہ متناسبہ کے قاعدے سے جو تم کو معلوم ہے لاٹ کا لمبان
نکل آئیگا اس طور پر کہ اتنے لمبے تنکے کا سایہ اس قدر لمبا پڑتا ہے تو لاٹ جس کا سایہ اتنا لمبا ہے
کتنی اونچی ہوگی۔ رابعہ تو اتنا اشارہ پاکر خوشی کے مارے اُچھل پڑی لیکن حسن آرا تو اربعہ
وغیرہ کو کچھ جانتی نہ تھی وہ معمے کو کیا سمجھتی ہاجرہ کی طرف مخاطب ہو کر بولی اُفوری جھوٹی اُفوری
لپاٹن آپ خیر سے ابھی پورے چار ہاتھ کی بھی نہیں ہوئیں اور ہزاروں کوس کی اونچی
لاٹ ناپنے چلیں۔ تم نے کہا اور میں نے مان لیا۔ خدا کو دیکھا نہیں تو عقل سے پہچانا ہے۔ محمودہ
ایں ایں بیگم صاحب آپکا یہ کیا دستور ہے کہ باتوں ہی باتوں میں آپ ناحق بگڑ بیٹھتی ہیں
خدائے پاک کی قسم میں تو کچھ بھی نہیں بگڑی نہ میں نے کچھ کہا۔ محمودہ۔ یہ جلدی سے قسم کھا
لینا اور غضب ہے۔ حسن آرا۔ یوں بات کاٹنے پر آؤ تو بولنا ہی غضب ہے۔ محمودہ۔ اگر ذرا
آپ انصاف سے میری بات سُنیں تو میں کچھ عرض کروں اور اگر بیجا ہو تو میں قائل ہو جاؤنگی
حسن آرا۔ بھلا کچھ تو کہیئے ؂

قسم کھانے کی بُرائی

محمودہ۔ اول تو یہ بتایئے کہ آپنے خدا کی قسم کیوں کھائی۔ حسن آرا۔ تاکہ تمکو میرے کہیکا اعتبار ہو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

محمودہ - یہ آپکی سمجھ کا پھیر ہے جسکی بات کا اعتبار نہیں اُسکی قسم کا لاکھ دفعہ اعتبار نہیں ۔ حسن آرا ۔ خیر میں نے یوں قسم کھالی تو بُرا کیا ۔ محمودہ ۔ بیشک بُرا کیا ۔ خدا کو آپنے لڑکیوں کی گڑیا بنا یا ہے یا بچوں کا کھلونا قرار دیا ہے آپکو اُس دو جہان کے مالک اور بادشاہ کا نام اس بے احتیاطی سے لیتے ہوئے ڈر نہیں لگتا یہ دیکھئے دنیا کی بے ایمانی کہ آدمی آدمی کا ادب کرے تو نام نہ لے بھلا کوئی ماں باپ یا بڑے بھائی یا بڑی بہن یا کسی اور بزرگ کا بھی نام لیتا ہے اور خدا کی یہ بیوقعتی اور بیوقری کہ بات بات میں اُس کا نام لیا جائے جب میں کسی کو خدا کی قسم کھاتے سنتی ہوں میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور حیران ہو کر منہ دیکھنے لگتی ہوں کہ کیونکر بے دھڑک یہ لفظ اس کی زبان سے نکلا ۔ حسن آرا ۔ خدا کا نام لینا منع نہیں منع ہوتا تو اذان اور نماز میں کیوں لیتے ہیں ۔ محمودہ ۔ عبادت میں نام لینا دوسری بات ہے اور خدا کے نام کو تکیہ کلام قرار دینا اور جا بجا بول اُٹھنا بالکل خلاف ادب ہے ۔ حسن آرا ۔ لوگ تو بات بات میں واللہ باللہ کہا کرتے ہیں ۔ محمودہ ۔ جو بات کہ بُری ہے اگر دنیا بھر اُسکو کرنے لگے تو اچھی نہیں ہو سکتی اور اگر دنیا کے لوگوں کی مثال لیجیے تو اچھے دیندار اور نیک بندے بہت ہی کم ملیں گے آپ ذرا اتنی بات پر غور کر لیجئے کہ خدا کی عظمت اور اُس کی بڑائی اگر ہمارے دل میں ہے تو ممکن نہیں کہ اُس کے نام پاک کے ساتھ ہم ایسی بے احتیاطی سے پیش آئیں آدمی ہال بال گنہگار ہے اپنے تئیں دیکھے اور اُس خداوند عالیجاہ کی شان اور اُس کے تقدس پر نظر کرے ۔ حسن آرا ۔ البتہ قسم کھانا تو بہت ہی بُری بات ہے تو بہ توبہ پھر میرے منہ سے قسم نکلے تو بیشک میرے منہ پر طمانچہ کھینچ مارنا ۔ محمودہ ۔ ایسا کیوں ہونے لگا آپ بھی آیندہ سے خیال رکھیں اور جو کبھی آپ کے ذہن سے بات اتر جائے گی تو میں یاد دلا دونگی ۔

ہمجولیوں میں پاس ادب

خیر یہ تو ہو چکا اب میں پوچھتی ہوں کہ آپنے بیچاری زبیدہ کی دلشکنی کیوں کی ۔ حسن آرا ۔ بوا میں نے تو زبیدہ کو کچھ نہیں کہا تم ناحق بیچاری کو مجھ سے لڑواتی ہو ۔ محمودہ ۔ جھوٹی لپاٹن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہا اور کچھ بھی نہیں کہا یہ وہی دیانت کیسی بات پھر آئی آپ نہیں جانتیں کہ جھوٹ بولنا بڑے عیب کی بات ہے اور بھلے مانسوں کی بہو بیٹیاں جھوٹ نہیں بولا کرتیں کسی کو جھوٹی کہہ دینا ایسا ہی ہے جیسے کسی کو چوری لگا دینا۔ حُسن آرا۔ بوا ایں نے تو ہنسی ہنسی میں کہا تھا آپس کی بے تکلفی میں ایسی بات بیساختہ منہ سے نکل ہی جاتی ہے اگر رات دن کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے والوں سے ایسا تکلف کریں تو زندگی دشوار ہو جائے۔ محمودہ۔ یہ تو کچھ ہنسی اور بے تکلفی کی بات نہیں بلکہ لڑائی اور بگاڑ کی بات ہے اگر ساتھ کے بیٹھنے والوں میں ایسی باتوں کا لحاظ نہ رہیگا تو پھر عادت پڑ جائے گی اور شائد یہی سبب ہوا ہو کہ آپ اُس دن دیانت کے ساتھ ایسی بے تکلفی کر بیٹھیں۔ حُسن آرا۔ بھلا میرا ہی قصور تھا یا زبیدہ کا بھی تھا کہ وہ زمین و آسمان کے قلابے ملانے چلی تھی۔ محمودہ۔ زبیدہ بیچاری کی تو کچھ بھی خطا نہ تھی وہ تو ایک واجبی بات کہہ رہی تھی۔ حُسن آرا۔ واجبی اگر یہی واجبی ہے تو ایسی واجبی کو سلام ہے۔ محمودہ۔ آپنے ابھی کچھ پڑھا نہیں آپکو دنیا جہان کی خبر ہو تو کیونکر ہو آپکے نزدیک تو زبیدہ کی بات غیر واجبی ہونی ہی چاہئے مگر جب زبیدہ کو آپنے جھوٹی لپاٹن کہا نہیں معلوم مجھکو کیا خطاب ملے اِس ڈر کے مارے کچھ نہیں کہہ سکتی۔ حُسن آرا۔ برائے خدا جو کچھ جی میں ہے کہہ ڈالیئے۔ محمودہ۔ کہہ ڈالوں پھر بُرا تو نمانیئے گا۔ حُسن آرا۔ بیشک کہہ ڈالیئے میں ہرگز بُرا نمانونگی۔ محمودہ۔ بیگم صاحب امیرزادی ہونا اور بات ہے اور علم و عقل دوسری بات ہے آپ اتنا تو جانتی ہی نہیں کہ کوس کس جانور کا نام ہے۔ حسن آرا۔ کیوں میں تو کوس کو خاصی طرح جانتی ہوں بتا چلوں قدم شریف ایک کوس۔ ہمایوں کی بھول بھلیاں تین کوس قطب صاحب سات کوس اور آپ کبھی گئی ہیں میرٹھ پچیس کوس۔ پانی پت چار منزل۔ میں تو بڑی بڑی دور ہو آئی ہوں۔ محمودہ۔ درست تبھی قطب صاحب کی لاٹ کو آپنے ہزاروں کوس کی لمبی بتایا۔ حسن آرا۔ کیوں ہزاروں کوس کی لمبی نہیں ہے کبھی آپنے نیچے کھڑے ہو کر بھی لاٹ کو دیکھا ہے تکا کبوتر کی طرح آدمی اُلٹا ہی تو گر پڑتا ہے کبھی اوپر جانے کا اتفاق ہوا ہے اچھے مردوں کا دم ہی تو چڑھ جاتا ہے۔ محمودہ۔ کیا ضرور ہے کہ اوپر جانے میں اچھے مردوں کا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دم چڑھ جائے تو لاٹھ ہزاروں کوس کی لمبی ہو۔ حسن آرا۔ میں تو اس سے قیاس کرتی ہوں کہ ضرور ہزاروں کوس کی لمبی ہوگی سُنا ہے کہ بعضے مرد دو دے پندرہ پندرہ بیس بیس کوس چل جانا کچھ بات نہیں سمجھتے اور لاٹ پر چڑھنے میں ہانپنے لگتے ہیں اور دم پھول آتا ہے تو ضرور لاٹ کچھ بہت ہی اونچی ہوگی۔ محمودہ۔ اس کا سبب میں آپکو سمجھاؤں :

زمین کی کشش

جتنی چیزیں ہیں سب کو زمین اپنی طرف کھینچتی ہے جو چیز اوپر کو پھینکتے ہیں کچھ دور تک تو پھینکنے والے کے زور اور زبردستی سے اوپر کو چلی جاتی ہے پھر آخر کو زمین کی کشش اُسکو نیچے کھینچ لاتی ہے پتھر کو اوپر پھینکو اور دیکھتے رہو تو ایسا معلوم ہوگا کہ جوں جوں اوپر کو جاتا ہے اُس کی چال سُست اور دھیمی ہوتی جاتی ہے اور پھر جو اُلٹتا ہے تو تیر کی طرح زمین کی طرف دوڑتا ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ چیزیں زمین کی کشش کے مارے اوپر کو نہیں جانا چاہتیں اور جاتی بھی ہیں تو بڑی زبردستی اور مشکل سے اسی طرح جب آدمی لاٹ کے اوپر جانے لگا تو اُس کے بدن کا بوجھ اُسکو روکتا ہے اور یہ زبردستی اپنا تمام بوجھ اُچکا اُچکا کر اوپر کیطرف لئے چلا جاتا ہے اسی واسطے اوپر جانے میں بڑا زور پڑتا ہے اور آدمی جلدی تھک جاتا ہے پھر جو اوپر سے نیچے اُترنے لگتا ہے تو دیکھو کیسی دھم دھم جلدی جلدی نیچے اُتر آتا ہے کیونکہ ایک تو خود اس کا اپنا زور دوسرے بدن کے بوجھ کا جھکاؤ دو سرا بل ہو جاتا ہے مثلاً یہی ہمارا بالا خانہ کچھ ایسا بہت تو اونچا نہیں صرف اٹھارہ سیڑھیاں ہیں پھر بھی جسکو عادت نہیں اُسکو چڑھنا کتنا مشکل پڑتا ہے۔ جان ضرور تا جب کبھی اوپر جاتی ہیں تو کوٹھے پر پہنچتے ہی دم لینے کو بیٹھ جاتی ہیں اور کہا کرتی ہیں اے ہے کوٹھا ہے کہ ایک آفت ہے ٹانگیں ٹوٹ جاتی ہیں مگر اُترنے میں ہرگز یہ دقت نہیں ہوتی غرضکہ لاٹ کے اوپر جانے میں دم کا چڑھ جانا اُس کی بلندی کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ حسن آرا۔ خوب صاحب خوب یہ تو آج میں نے بالکل ایک نئی بات سُنی کہ زمین چیزوں کو کھینچتی ہے۔ مگر یہ تو فرمایئے کہ لڑکے جو کنکوے اُڑاتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں یہ خود بخود زمین سے کیوں دور ہوتے جاتے ہیں ایک مرتبہ ارجمند نے تکّل کو ایسا بڑھایا تھا کہ آسمان میں ملا دیا تھا۔ محمودہ۔ کنکوّا ہو یا تکّل زمین کی کشش سب پر اثر کرتی ہے اور اگر پتنگ کو بڑھا کر رہنے دیا جائے تو گو ہوا کے جھکولوں سے دیر میں گرے مگر گریگا ضرور ٭

وزن مخصوص

اسمیں بھید یہ ہے کہ کوئی چیز ہلکی ہے کوئی بھاری جتنی ہلکی چیزیں ہیں خود بخود اوپر آجاتی ہیں مثلاً اگر گلاس میں اوّل تیل ڈال دیجئے اُسکے اوپر پانی تو چونکہ تیل پانی کی نسبت ہلکا ہے خود بخود اوپر آجائیگا یا ایک طسلے میں جھاڑو کے تنکے رکھکر اُسکو پانی سے بھر دیجئے تنکے آپسے آپ اوپر آجائینگے اور اسی بنیاد پر دریاؤں میں کشتیاں اور جہاز چلتے ہیں کیونکہ لکڑی پانیکی نسبت ہلکی ہوتی ہے وہ اُسکے نیچے بیٹھ نہیں سکتی بلکہ اُسکو پانی کے نیچے رہنے سے اتنی نفرت ہے کہ تھوڑا بوجھ بھی ہو تاہم وہ اُسکو سہارے رہتی ہے۔ حُسن آرا۔ کشتیاں ڈوب بھی تو جاتی ہیں۔ محمودہ۔ جب بے اندازہ بوجھ لاد دیتے ہیں غرضکہ کنکوّا ایسے پتلے کاغذ کا بناتے ہیں کہ اگر گولی بنا کر اُس کاغذ کو تولیں تو ایک یا دو ماشے سے زیادہ نہو گا مگر اُسکو اتنا پھیلا دیتے ہیں کہ ڈاک کا کاغذ جسپر خط لکھتے ہیں آدھا دستہ یعنی بارہ تختے مشکل سے ایک تولے کے ہوتے ہیں بس ایک تختہ کاغذ نے گز بھر جگہ تو گھیر لی مگر اتنی جگہ میں جو ہوا بھری ہے اگر تختے کے وزن کو اُسپر تقسیم کر کے دیکھو تو سیر بھر ہوا پر کوئی خشخاش کے دانے سے بھی کم بوجھ ہوا لیکن تختے کی گولی بنا لو تو کاغذ کا سارا بوجھ اکٹھا ہو گیا اور گولی کی کیا بساط اتنی جگہ میں ہوا کتنی۔ اس سبب سے کنکوّا اوپر جاتا ہے اور اُسی کی برابر گولی نیچے گر پڑتی ہے. دانشمندوں نے زمین کی کشش پر جو بہت غور کیا تو یہ معلوم ہوا کہ فاصلے اور جسامت پر اس کا مدار ہے یعنی چیز جتنی ٹھس ہوگی اُسیقدر اُسپر زمین کی کشش بہت ہوگی اور جتنی زمین سے پاس ہوگی اُسپر کشش کا اثر زیادہ ہوگا کوٹھے پر سے اگر ایک پتھر نیچے کو لڑھکا دو تو جتنا وہ زمین سے قریب ہوتا جائیگا اُس کی رفتار تیز ہوتی جائے گی اسی طرح ایک پیسہ اور پیسہ بھر کاغذ کی گولی بنا کر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک ساتھ دونو کو اوپر سے گراؤ تو ظاہر ہیں کاغذ کی گولی پیسے کی نسبت قدو قامت میں بڑی ہوگی مگر چونکہ ٹھس نہیں ہے ہمیشہ پیسہ پہلے ہی گر یگا۔ دھواں بھی اسی قاعدے کے مطابق ہمیشہ اوپر کو جاتا ہے اس واسطے کہ لکڑی وغیرہ کی اجزاے لطیف جو آگ کی گرمی کے اثر سے باہر نکلتے ہیں انہیں کا نام دھواں ہے اور چونکہ ہوا سے ہلکے ہوتے ہیں اس واسطے اوپر کو چڑھتے ہیں۔ حسن آرا۔ کیا ہی خوب بات آپنے مجھکو بتائی مگر آپکی باتوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہوا کو بھی وزنی سمجھتی ہیں۔ محمودہ۔ ضرور اور بیشک ہوا میں بھی بوجھ ہے ؎

ہوا کا داب

حسن آرا۔ ہوا نگوڑی بالکل ہلکی پھلکی ہے اس میں بوجھ کہاں سے آیا۔ محمودہ۔ اس میں تو نہایت بوجھ ہے کہ تم سنو تو حیران ہو جاؤ۔ روپیہ بھر جگہ میں پانچ سیر سے کم ہوا کا بوجھ نہیں ہوتا اس حساب سے تمہارے بدن پر کئی ہزار من بوجھ ہوگا۔ حسن آرا۔ اے ہے لوج خدا نکرے کہ اتنا بوجھ ہو میرا تو دبکر بھرکس ہو جائے۔ محمودہ۔ یہ بات غلط نہیں ہے عقلمندوں نے ہوا کو تولا ہے اور تولکر دریافت کیا ہے۔ حسن آرا۔ جو بات آپ کہتی ہیں ایسی ہی کہتی ہیں کہ کسی کی عقل میں نسما سکے۔ محمودہ۔ البتہ بے علم لوگوں کی عقل میں یہ باتیں نہیں آسکتیں مگر یہ اُن کی عقل کا قصور ہے۔ حسن آرا۔ بھلا ہوا بھی کسی کے تولے تولی جاتی ہے۔ محمودہ۔ اُس کی تدبیر سنئے کہ ایک خالی بوتل لی اور اُسکو تولا وہ بوتل خالی تو ہے مگر پھر بھی اُس میں ہوا ہے اس تولنے سے جو وزن ٹھہرا بس تو اُسمیں بوتل کا ہے اور کچھ ہوا کا پھر بوتل سے ہوا نکالکر تولا تو دیکھا کہ وزن گھٹ گیا آخر اس کا سبب کیا ہے۔ حسن آرا۔ بوتل سے ہوا کیونکر نکالی جائے۔ محمودہ۔ اسکی ایک کل ہے یوں منہ سے چوس لیجائیے تو بھی نکل سکتی ہے یا ایک اور طریقہ بھی اس کے امتحان کا ہے کہ ربڑ کا پھٹکنا جس سے لڑکے کھیلا کرتے ہیں پہلے اسکو توس موس کر تول لیا ہے تو اسمیں ہوا نہیں پھر پھونک کر ہوا بھر دی جب خوب تن گیا تو سرا باندھ دیا اور پھر تولا ضرور تول میں فرق ہوگا اور اچھا کانٹا ہوگا تو معلوم ہو جائیگا جب چاہو آزمالو۔ حسن آرا۔ مگر جتنا بوجھ آپ بتاتی ہیں وہ تو بالکل خلاف قیاس ہے۔ محمودہ۔ ہوا کا بوجھ جو ہم لوگونکو معلوم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہیں ہوتا اس کا بھی سبب ہے وہ یہ کہ ہر جگہ اور ہر چیز میں ہوا ہے اندر کی ہوا باہر کی ہوا کا روک کرتی ہے اگر باہر ہوا نہو تو بدن پھٹ پڑے اور بعض دفعہ لوگ جو غباروں میں بہت اونچے چڑھ گئے ہیں انکو بخوبی اس کا تجربہ ہوا ہے کیونکہ زمین کے آس پاس جو ہوا ہے وہ بہت وزنی ہے اور جسقدر اوپر چڑھتے جاؤ ہلکی ہوتی جاتی ہے یہ بات میں تم کو ایک بہت موٹی مثال میں سمجھا دوں اگر روئی کا بڑا انبار لگا دیا جائے تو اوپر کی روئی ضرور ہلکی ہوگی اور نیچے کی روئی دبکر ٹھس ہو جائیگی بعینہ یہی حال ہوا کا ہے ہم لوگ زمین پر رہتے ہیں جیسی ٹھس ہوا ہمارے اوپر اور آس پاس ہے ویسی ہی ہمارے بدن میں بھی بھری ہوئی ہے اور باہر کی ہوا کا دباؤ اور اندر کی ہوا کا زور برابر ہے جب بہت اونچے جاؤ تو اندر وہی ٹھس ہوا ہے مگر باہر کی ہوا ہلکی ہے جس کا دباؤ اندر کی ہوا کے زور کی نسبت کم ہے اسی وجہ سے بدن پھٹنے لگتا ہے تاکہ تم اس بات کو بخوبی سمجھ لو میں مثالیں اور بیان کرتی ہوں یہ تو مانتی ہو کہ پانی وزنی چیز ہے یا اس میں بھی کچھ کلام ہے۔ حسن آرا۔ پانی کے وزنی ہونے میں کس کو کلام ہے مجھ سے تو دھیلے والی ٹھلیا بھی نہ اٹھائی جائے۔ محمودہ۔ خیر کبھی حوض میں نہائی ہو۔ حسن آرا۔ سیکڑوں دفعہ ہمارے گھر خود زنان خانے میں بڑا لمبا چوڑا حوض ہے لوہے کا جال پڑا ہے رنگ برنگ کی مچھلیاں پلی ہیں۔ محمودہ۔ پانی کے اندر کچھ پانی کا بوجھ بدن پر معلوم ہوتا ہے۔ حسن آرا۔ نہیں تو۔ محمودہ۔ کیا سبب۔ حسن آرا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ محمودہ۔ سبب یہی کہ اوپر کا پانی داب کرتا ہے اور نیچے کا پانی اوپر کو اچھالتا ہے اس واسطے کہ آدمی کا بدن پانی سے ہلکا ہے پس اوپر کا داب اور نیچے کا اچھال برابر سرابر کچھ بھی معلوم نہیں ہوتا اسی پر ہوا کو قیاس کر لو اور دوسری مثال یہ ہے کہ آئینہ تو بڑی نازک چیز ہے استانی جی کے سنگاردان کا آئینہ دیکھا ہے۔ حسن آرا۔ وہی نہ جسکے بیچوں بیچ دراڑ پڑی ہے۔ محمودہ۔ ہاں۔ وہ دراڑ مجھ ہی سے پڑ گئی ہے میں ایک دن سر میں کنگھی کر رہی تھی بال کی لٹ جو الجھی میں جھٹک کر لگی سلجھانے کنگھی ہاتھ سے چھوٹ کر لٹو سی آئینے میں جا لگی دیکھوں تو آئینے میں بال آگیا خیر ہوئی کنگھی اوڑھنے میں اٹک گئی تھی نہیں تو چکنا چور ہو جاتا اتنی ٹھیس میں تو بال آگیا اور بھلا اسی آئینے پر تم کھڑی ہو جاؤ اور خبر نہو۔ حسن آرا۔ عجب ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

محمودہ الماری کھول آئینہ نکال لائی اور برابر جگہ میں رکھ حسن آرا سے کہا کہ لو اسپر بسم اللہ کرکے دونو پاؤں سے کھڑی تو ہو جاؤ۔ حسن آرا۔ نہ لو کہیں ٹوٹ ٹاٹ جائے تو آئینے کا آئینہ غارت ہو اور پاؤں میں کرچ لگجائے تو اور آفت ہو۔ محمودہ۔ احتیاط کی بات تو یہی ہے مگر اسوقت علم کا ایک مسئلہ حل ہوتا ہے لاؤ میں ہی سینگ کٹا کر بچھڑوں میں ملجاؤں۔ یہ کہکر بے تکلف آئینے پر جا کھڑی ہوئی اور آئینے پر ذرا آنچ نہ آئی۔ حسن آرا تو دیکھکر حیران رہ گئی اور بار بار آئینے کو ہاتھ میں اُٹھا اُٹھا غور سے دیکھا کی۔ محمودہ۔ خوب دیکھ لیجئے ٹوٹنا کیسا بال تک بھی نہیں آیا اور کیوں آنے لگا تھا جب اوپر سے میرا بوجھ ویسا ہی نیچے سے زمین کا سہارا آئینے پر برگزند کیا تھا۔ حسن آرا۔ اب تو مجھکو بھی یہ بات سچ معلوم ہوئی ہے کہ زمین چیزوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے ؛

کشش اتصال

محمودہ۔ زمین پر کیا منحصر ہے کل چیزیں ایک دوسرے کو کھینچتی ہیں۔ حسن آرا۔ زمین کا کھینچنا تو اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز پھینکو زمین پر گرتی ہے مگر یہ کیونکر دریافت ہوا کہ کل چیزیں ایک دوسرے کو کھینچتی ہیں۔ محمودہ۔ کئی باتوں سے اسکی شناخت ہوتی ہے اول تو یہ کہ پانی میں اُنگلی ڈبوؤ تو پانی کی بوند اُنگلی کے سرے میں لٹکتی رہتی ہے اگر اُنگلی کی کشش نہیں ہے تو بوند گر کیوں نہیں پڑتی اس کے سوا ایک اولا تھوڑے پانی میں ڈالئے تو دیکھئے گا کہ پانی نیچے سے اولے کے اوپر تک پیوست ہوتا جاتا ہے اگر اولا پانی کو نہیں کھینچتا تو پانی اُلٹا کیوں چڑھتا ہے ایک بات اور بتاؤں کہ کوٹھے پر چلئے اور میں کچے سوت کا ایک باریک سا دھاگا لٹکاؤں اور اُسکو تلے رہوں چاہئے کہ سیدھا رہے مگر دیوار کی کشش سے ضرور بیچ میں لچکا ہوا معلوم ہوگا

غرضکہ کشش کی قوت خدا تعالی نے ہر چیز میں پیدا کی ہے اور اس خاصیت پر غور کرتے کرتے دانشمندان فرنگ نے ہزاروں باتیں ایسی عجیب عجیب نکالیں کہ جن کے پڑھنے سے عقل کو تیزی اور دل کو خوشی ہوتی ہے۔ حسن آرا۔ بھلا اگر سب چیزیں ایک دوسرے کو کھینچ رہی ہیں تو سب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مل جل کر ایک۔ دھیر کیوں نہیں بنجاتیں۔ محمودہ۔ کھنچ تو رہی ہیں مگر وہ کشش ایسے زور کی نہیں ہے جیسی مقناطیس میں ہوتی ہے ٭

مقناطیس

حسن آرا۔ مقناطیس کیا محمودہ۔ کیا تم مقناطیس بھی نہیں جانتیں۔ مقناطیس ایک قسم کا لوہا ہوتا ہے بعض لوگ اُسکو غلطی سے پتھر جانتے ہیں اور چقمک پتھر کہتے ہیں خداے تعالیٰ نے اُس لوہے میں یہ خاصہ رکھا ہے کہ وہ دوسرے لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے اس سے بڑھکر ایک اور عمدہ اور مفید خاصیت اُس میں یہ ہے کہ اگر مقناطیسی لوہے کی سوئی بنائی جائے تو ایک سرا اُس سوئی کا ہمیشہ اُتر کو رہیگا اور دوسرا دکھن کو۔ حسن آرا۔ یہ سب باتیں آپ سُنی ہوئی کہتی ہیں یا دیکھی ہوئی۔ محمودہ۔ اپنی آنکھوں دیکھی اور اپنے ہاتھوں آزمائی ہوئی۔ بوا آمنہ وہ تمہارے لوہے کی مچھلی کہاں ہے جو پانی میں تیرتی ہے اور بچے کو لینے دوڑتی ہے۔ آمنہ۔ ہے تو سہی میرے جزدان میں ہے نکال لاؤں۔ آمنہ دوڑی دوڑی جا وہ مچھلی اور بچہ نکال لائی اور محمودہ نے مچھلی حسن آرا کے ہاتھ میں دی کہ آپ اسکو بخوبی غور سے دیکھ لیجئے نہ کہیں تار ہے نہ کوئی کل لگی ہے۔ حسن آرا نے مچھلی کو اوپر تلے سے خوب دیکھا پھر آمنہ نے کہا اب مچھلی کو الگ رکھدو تو اُسکے بچے کو دیکھو۔ حسن آرا۔ اچھی مچھلی کو الگ کیوں رکھدوں۔ آمنہ۔ بوا بچہ ماں کو دیکھیگا تو پیار کے مارے ماں سے لپٹ جائیگا اور پھر چھڑانا چاہوگی تو رونے لگے گا۔ محمودہ۔ اچھا آمنہ انکو اس کے تیرنے کی سیر تو دکھاؤ ٭

آمنہ چینی کی ایک پیالی میں پانی بھر لائی اور مچھلی کو پانی میں چھوڑ دیا وہ مزے میں تیرنے لگی جب اُس کا بچہ دکھاتی وہ اُس کی طرف دوڑ تی۔ حسن آرا کی عقل دنگ تھی کہ کیا ماجرا ہے اور بار بار پوچھتی اچھی اسمیں ہے کیا۔ محمودہ۔ کچھ بھی نہیں مچھلی لوہے کی ہے اور بچہ مقناطیس کا ہے جب بچے کو پاس لاتی دوڑی آتی ابھی دونوں کو ملا دو ایک دوسرے کو چمٹ جائینگے۔ حسن آرا۔ یہ تو بڑے اچنبھے کی چیز ہے۔ محمودہ۔ اب دوسرا اچنبھا دیکھئے۔ ماجرا دیکھنا ہو اور وہ کھونٹی میں سامنے اُٹھا لی ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی تسبیح لٹک رہی ہے اچھی ذرا تمہارا ہاتھ لمبا ہے اُتار تو لینا۔ ساجرہ تسبیح اُتار لائی امام کے ساتھ ایک چھوٹا سا کیری کا عطردان تھا اسی میں قبلہ نما لگا تھا۔ محمودہ نے ڈبیا کھول حسن آرا کو دکھایا کہ دیکھئے لال مرغ جو آپ دیکھتی ہیں اِس کا یہ خاصہ ہے کہ پچھم کو مُنہ پورب کو دُم اور داہنا بازو اُتر کو اور بایاں دکھن کو رکھتا ہے جب جانیں اس کا رُخ پھیر دیجئے۔ حسن آرا نے بہتیرا ڈبیا کو گھمایا اُلٹا سیدھا کیا اصیل مرغ کی ایک ٹانگ جب ذرا ڈبیا سیدھی ہوئی مرغا جھٹ پچھم کو مُنہ پھیر کھڑا ہو گیا حسن آرا۔ اے ہے کم بخت کیسا ضدی مُرغا ہے کسی ڈھب مانتا ہی نہیں موئے کے حلق پر چھری پھیر دو۔ کیوں بوا محمودہ بیگم آخر یہ سب کھلونے ہی ہیں۔ محمودہ۔ وہ مچھلی تو کھلونا ہے مگر قبلہ نما کھلونا نہیں ہے بڑے کام کی چیز ہے جنگل ہو نئی جگہ ہو رات ہو برسات ہو اِسکے ذریعے سے سمت معلوم ہو جاتی ہے۔ سمندر میں جب جہاز چلتے ہیں تو چاروں طرف پانی ہی پانی نظر آتا ہے نہ سڑک ہے نہ راہ نہ کوئی درخت نہ پہاڑ کچھ نہیں معلوم ہوتا کدھر جاتی ہیں کہاں ہیں تو اگلے زمانے میں ناخدا ستاروں کی شناخت سے کام نکالتے تھے لیکن جب کبھی رات کو بادل ہوا تو تارے نظر نہ آتے بڑی دقت ہوتی تھی جہاز سیکڑوں کوس کہیں سے کہیں چلے جاتے تھے اور آخر تباہ ہو جاتے تھے جب سے مقناطیس کا خاصہ دریافت ہوا بڑا اطمینان ہو گیا ہے ہے تو ذرا سی سوئی مگر لاکھوں روپے کا کام دیتی ہے کروڑوں روپے کا مال تجارت جو سمندر کی راہ انگریزوں کی ولایت سے آتا جاتا ہے اِسی سوئی کی بدولت ڈوبنے سے بچتا اور لاکھوں آدمی جو سمندر پر سفر کرتے ہیں بے خوف و خطر آتے جاتے ہیں۔ ہاں تو زمین کا چیزوں کو کھینچنا یا چیزوں کا آپس میں ایک دوسرے کو کھینچنا ایسے زور سے نہیں ہوتا جیسے مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے ۔

زمین گول ہے اور آفتاب کے گرد گھومتی ہے

مگر کیا خدا کی قدرت ہے کہ اسی کشش کی وجہ سے زمین گیند کی طرح لڑھکنیاں کھاتی ہوئی آفتاب کے گرد چکر لگا رہی ہے۔ حسن آرا۔ زمین گیند کی طرح لڑھکنیاں کھاتی ہوئی آفتاب کے گرد چکر لگا رہی ہے محمودہ۔ جی ہاں گیند کی طرح لڑھکنیاں کھاتی ہوئی اور آفتاب کے گرد چکر لگا رہی ہے۔ حسن آرا۔ تم تو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

غضب ڈھلانے اور دنیا جہانکو اندھا بنانے لگیں۔ محمودہ۔ کیوں کیا کچھ غلط کہتی ہوں۔ حسن آرا۔ اب کہونگی تو برا مانوگے ایک زبان کا ڈنڈا خدا نے حوالے کردیا ہے چاہو زمین کو گیند بناؤ لڑھکاؤ گھماؤ جو چاہو سو کرو اور جو کہیں سچ مچ زمین گیند بنکر لڑھکنے لگے تو ایک ہی پلٹے میں بیوی صاحب کا جھوٹ سچ سب نکل جائے۔ محمودہ۔ بھلا اگر زمین کا گول ہونا اور لڑھکنا اور آفتاب کے گرد چکر کھانا ثابت ہو جائے تب تو مانیئے گا۔ حسن آرا۔ میں تو کچھ باولی نہیں ہوئی تمام زمانہ اس کا قایل ہو جائے تو بندی ماننے والی نہیں مجھ سے تو آنکھوں پر ٹھیکری نہیں رکھی جاتی صریحا دیکھ رہی ہوں کہ اچھی خاصی طرح زمین چوڑی چکلی نظر آرہی ہے پھر ناحق کیونکر گول سمجھ لوں۔ محمودہ۔ بس اسیواسطے آپ زمین کو گول نہیں سمجھتیں نہ کہ آنکھ سے چوڑی چکلی نظر آتی ہے۔ حسن آرا۔ دنیا میں آنکھوں دیکھی بات کا سب سے بڑھکر اعتبار ہے مگر آپ اسکو بھی جھٹلا دیجیئے دو چار باتوں میں جو آپنے مجھ کو قایل کردیا تو کیا اب مجھکو ایسی بیوقوف بنالیا ہے کہ اتنی موٹی بات بھی میں نہیں سمجھ سکتی۔ محمودہ۔ بھلا اگر آنکھ غلطی کرتی ہو۔ حسن آرا۔ میری یا سب کی۔ محمودہ۔ سب کی۔ حسن آرا۔ ہاں تو مجھکو اس سرمے کا نسخہ نہیں معلوم کہ لگاتے ہی زمین گول نظر آنے لگے۔ محمودہ۔ وہ نسخہ میں آپکو بتاؤنگی۔ بوا زبیدہ ذرا وہ خوردبین شیشہ تو استانی جی سے میرا نام لیکر مانگ لاؤ دیکھنا ذرا سنبھال کر لانا۔

خوردبین

زبیدہ۔ خوردبین لے آئی۔ محمودہ۔ لیجئے ذرا اس شیشہ کو تو دیکھئے۔ حسن آرا۔ یہی شیشہ ہے جس میں زمین گول دکھائی دیتی ہے۔ محمودہ۔ نہیں زمین تو گول نہیں دکھائی دیتی مگر اور بہت سے تماشے نظر آتے ہیں۔ حسن آرا نے دیکھا تو بولی اے ہے یہ سر کے بال ایسے لاٹھی برابر موٹے اچھے دیکھنا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بال بیچ میں نے کی طرح سے کھوکھلا کھوکھلا ہے۔ محمودہ۔ ہاں میں نے دیکھا ہے اندر سے بال کھوکھلا ہوتا ہے۔ حسن آرا۔ یہ لو اور سیر دیکھو بدن کے رونگٹے رونگٹے میں چھید۔ مکھی کو تو دیکھو ہزاروں لاکھوں آنکھیں اور پروں میں اتنے رنگ۔ اُفوہ وا میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اتنے بُھنگے ماشاءاللہ اکبر پانی میں یہ بلا کے کیڑے شیشہ تو عجب طلسمات کا شیشہ ہے۔ محمودہ۔ اسی شیشے سے تو آنکھ کی کوتاہی ثابت ہوتی ہے۔ حسن آرا۔ آنکھ کی کوتاہی کیا ثابت ہوتی ہے خدا جانے اس میں کیا بلا بھری ہے کچھ جادو کا شیشہ معلوم ہوتا ہے ایک سفید شیشہ کا سہ پہل ٹکڑا میرے پاس بھی ہے اُس میں اور ہی خواص ہے جس چیز کو دیکھو ہے تو سفید مگر اُسمیں دیکھنے سے گوٹ کی طرح نیلی ہری لال دھاریاں نظر آتی ہیں۔ محمودہ۔ وہ تمہارا سہ پہل شیشہ بھی سچا ہے ایک کتاب میں میں نے رنگوں کا تھوڑا بیان پڑھا ہے ؛

رنگ

اُس میں لکھا ہے کہ دنیا میں بہت سے رنگ ہیں مگر اصلی رنگ تین ہیں زرد۔ سیاہ۔ سُرخ اور باقی سب رنگ انہیں رنگوں سے بنتے ہیں اور لوگ خیال کرتے ہیں کہ کوئی رنگ نہو تو سفید کہا جاتا ہے لیکن عقلمندوں نے جو چھان بین کی تو یہ دریافت ہوا کہ سب رنگ ملکر سفید رنگ ہوتا ہے اور اگرچہ اس بات کی اور بہت دلیلیں ہیں مگر سہ پہل شیشے میں آنکھوں سے دیکھ لیا۔ برسات میں جو ایک رنگین کمان آسمان میں نکلا کرتی ہے اُسکی اصل حقیقت بھی یہی ہے کہ ہوا میں جو پانی کی بہت ننھی ننھی بوندیں رہ جاتی ہیں جب آفتاب سامنے آیا اُس کی شعاع بوندوں میں رنگین نظر آنے لگی ایک مرتبہ میں سر دھو کر اُٹھی بال نم تھے میں نے ہاتھ سے جھٹکے بوندیں جو اُڑیں تو عجب رنگ دکھائی دینے لگے میں اس تماشے میں ایسی محو ہوئی کہ جبتک بالوں میں ذرا نمی رہی میں بالوںکو برابر جھٹکتی رہی کہیں اُستانی جی کی نظر جو پڑ گئی تو بولیں اے محمودہ آج کیا ہے کہ برابر نگوڑے بالوںکو جھٹکے جاتی ہو دیکھنا بال ہیں ٹوٹ جائینگے تب میں نے اُستانی جی سے بیان کیا کہ میں یہ نئی سیر دیکھ رہی ہوں اس کا سبب کچھ میری سمجھ میں نہیں آتا اُستانی جی نے الماری میں سے ایک کتاب نکالی مجھکو رنگوں کا بیان دکھا دیا کہ اس کو پڑھ لو اور جہاں سمجھ میں نہ آئے پوچھ لو۔ حسن آرا۔ کیا بتاؤں میری تو سُدھ بُدھ یہاں آکر کچھ جاتی سی رہی جو بات سنتی ہوں مجھکو اچنبھا ہوتا ہے اور اپنے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جی ہی جی میں کہتی ہوں کہ میں نے دنیا میں آکر کیا دیکھا اور کیا سیکھا خیر زمین کا گول ہونا تو ثابت کیجئے وہ بات ہی رہی جاتی ہے۔ محمودہ۔ ہاں خوردبین سے ہمکو اپنی نظر کا نقصان معلوم ہوتا ہے دو باتیں ہیں اور بھی کہوں گی ایک یہ کہ تم تو اپنے تئیں بڑی جہانیاں جہان گشت جانتی ہو سلطان جی۔ قطب صاحب۔ میرٹھ۔ پانی پت نہیں معلوم کہاں کہاں تک گھنتی تھیں کہ گئی ہوں۔ حسن آرا۔ ہاں خدا رکھے جہانیاں جہان گشت تو ہوں تھوڑا ملک میں نے دیکھا ہے باہر میدان میں صاف نظر آتا تھا کہ تھوڑی دور چلکر زمین آسمان کے کنارے سے ملگئی ہے مجھکو کیا سب کو ایسا ہی دکھائی دیا کہ آسمان سرپوش کی طرح زمین پر ڈھکا ہوا ہے میں تو جانتی ہوں کہ کوئی شہر میرے دیکھنے سے نہیں چھوٹا۔ محمودہ۔ کیوں جھوٹ بولتی ہو بھابا جھجھر اپنی سسرال گئی ہو۔ حسن آرا نے جھجھر کا نام سنکر آنکھیں نیچے کرلیں اور بولی کہ نگوڑے گاؤں نہ جاڑے دھوپ نہ گرمی چھاؤں۔ کا کیا نام لینا تھا لوج میں وہاں کیوں جانے لگی۔ محمودہ۔ بھلا تم پانی پت میرٹھ کس سواری میں گئیں تھیں۔ حسن آرا۔ پالکی گاڑی کی ڈاک تھی۔ محمودہ۔ راہ میں تم نے ادھر ادھر تو ضرور دیکھا ہوگا۔ حسن آرا۔ دیکھتی تو سہی مگر ذرا کی ذرا ایک تھوکنے کو منہ نکالا تھا دیکھتی کیا ہوں کہ سر سر زمین پاؤں کے تلے سے نکلی چلی جاتی ہے یہ دیکھکر مجھکو ایک چکر سا آنے لگا جھٹ میں نے منہ اندر کرلیا ؂

متحرک چیزوں میں آنکھ کا غلطی کرنا

محمودہ۔ یاد رکھیئے کہ یہ آنکھ کی دوسری غلطی ہے چلنے تو گاڑی اور نظر آئے کہ زمین چل رہی ہے۔ بھلا دوسری بات اور پوچھوں کہ کبھی پھٹے ہوئے بادل میں چاند کو بھی بھاگتے ہوئے دیکھا ہے۔ حسن آرا۔ سیکڑوں دفعہ۔ ہم تو ہمیشہ چاندنی رات میں چندا ماموں کھیلا کرتے ہیں۔ محمودہ۔ تم کیا سمجھتی ہو کہ چاند اتنی جلدی بھاگتا ہے۔ حسن آرا۔ اور کیا۔ محمودہ۔ بھلا جب بادل نہیں ہوتا تب چاند اس طرح بھاگتا ہوا کیوں نہیں نظر آتا اگر حقیقت میں چاند چلتا ہوتا تو کھلی راتوں میں اسکا چلنا اور بھی صاف دکھائی دیتا۔ حسن آرا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کچھ سبب سمجھ میں نہیں آتا۔ محمودہ۔ میں بتا دوں کہ یہ بھی آنکھ کی ایک غلطی ہی ہوا بادل کو اڑائے لئے چلی جاتی ہے اور بادل چل رہا ہے ہم کو ایسا نظر آتا ہے کہ گویا چاند بھاگ رہا ہے ۔

زمین کے گول ہونے کی دلیل

حسن آرا۔ بھلا پھر ان باتوں سے زمین کا گول ہونا ثابت ہو گیا۔ محمودہ۔ ابھی نہیں ذرا صبر کرو ایک بات اور بتاؤ کہ جب تم قطب صاحب گئی تھیں تو لاٹ تم کو کتنی دور سے نظر آنی شروع ہوئی تھی۔ حسن آرا۔ اجی پرانی دہلی کے باہر نکلو اور لاٹ نظر آنے لگتی ہے اور اگر درختوں اور مکانوں کی آڑ نہ ہو تو لاٹ اللہ اکبر اتنی اونچی ہے کہ شاید اُس کی چوٹی یہاں سے بھی دکھائی دے تو کچھ اچنبھا نہیں۔ محمودہ۔ صرف چوٹی۔ حسن آرا۔ اور کیا اب آپ چاہتی ہیں کہ گھر بیٹھے ساری لاٹ دیکھ لوں۔ محمودہ۔ نہ دیکھ لینے کا سبب۔ حسن آرا۔ سبب یہی دوری اور کیا۔ محمودہ۔ دوری کی وجہ سے لاٹ بلا سے چھوٹی دکھائی دے مگر ساری دکھائی تو دے اس کا کیا سبب کہ پہلے صرف چوٹی دکھائی دیتی ہے اُس کا نیچے کا دھڑ کہاں غایب ہو جاتا ہے۔ حسن آرا۔ کچھ کسی چیز درخت وغیرہ کی آڑ پڑتی ہوگی۔ محمودہ۔ آڑ تو پڑتی ہے مگر درخت کی آڑ ہوتی تو درخت تو نظر آتا ہیں بھی تو قطب صاحب چھ سات مرتبے سے کم نہیں گئی۔ ہمایوں کے مقبرے سے آگے اچھا خاصہ کف دست میدان پڑا ہے اور ناک کی سیدھ عین لاٹ کی جڑ میں سڑک لگی ہے اور لاٹ پر کیا موقوف ہے یوں سڑک پر دور کے بہت سے درخت صاف سامنے نظر آتے ہیں جن کے بیچ میں کچھ بھی آڑ نہیں مگر پھر بھی پہلے وہی اوپر کی ٹہنیاں نظر آتی ہیں اور جوں جوں پاس ہوتی جاؤ رفتہ رفتہ نگاہ نیچے تک پہنچتی جاتی ہے یہانتک کہ سارا درخت چوٹی سے جڑ تک نظر آنے لگتا ہے۔ حسن آرا محمودہ کا یہ اعتراض سنکر بغلیں جھانکنے لگی۔ محمودہ۔ اس کا سبب میں عرض کروں۔ حسن آرا۔ فرمایئے۔ محمودہ وہی زمین کی گولائی کی آڑ۔ یہ کہکر محمودہ نے حسن آرا کو پانی کے مٹکے کے پاس لیجا گولائی کا آڑ کرنا اور لوگوں کا زمین کے گرداگرد گھوم آنا بخوبی سمجھا دیا۔ حسن آرا۔ زمین کے گول ہونے پر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہی ایک دلیل ہے۔ محمودہ۔ نہیں اور بہت دلیلیں ہیں لیکن ابھی آپکو انکا سمجھنا مشکل ہے
مگر جب آپکی معلومات زیادہ ہوجائیگی تو میں زمین کے گول ہونے کی سب دلیلیں ضرور
آپسے بیان کرونگی۔ حسن آرا۔ اچھا اگر زمین گول ہے تو ہم لوگ اسپر سے پھسل کیوں نہیں
پڑتے۔ محمودہ۔ گول تو ضرور ہے مگر ذرا اس کو بھی تو سمجھ لیجئے کہ گول چیز جس قدر چھوٹی
اُسی قدر اُس میں گولائی زیادہ مثلاً رائی کا دانہ چنے کا دانہ بیر آڑو انڈا آبخورہ ٹھلیا مٹکا
گنبد گول تو سب ہیں مگر چھوٹی چیز کی گولائی فوراً ظاہر ہوجاتی ہے۔ بیر میں سے ناخن برابر
چھلکا بھی لو تو گول ہوگا اور بڑے مٹکے میں سے آپکی بالشت کے برابر ٹھیکرا توڑ لیا جائے تو
سپاٹ کھپرا معلوم ہوگا بھلا ایک اچھا گول بیر انڈے پر رکھنا چاہو تو لاکھ حکمت کرو ہاتھ
ہٹایا اور گرا لیکن مٹکے پر جس جگہ چاہو دس پندرہ بیر رکھدو جب مٹکی کا یہ حال ہے تو گنبد
کا اُس سے زیادہ اور زمین تو ان مٹکوں اور گنبدوں کے آگے خدا جانے کے کروڑ کے لاکھ
دفعہ بڑی ہے اور جب کشش زمین ہم کو تھام رہی ہے تو ہم گر کر جائیں تو کہاں جائیں۔
زمین کی بڑائی کی اٹکل کرا دینا آسان نہیں ہے۔ مگر یوں سمجھئے کہ یہ ہمارے گھر کی انگنائی
آپ دیکھتے ہیں کیسی لمبی چوڑی ہے۔ حسن آرا۔ انگنائی ہے کہ شیطان کی آنت ہے کمبخت
اس سرے سے اُس سرے تک جاؤ تو ٹانگیں ٹوٹ پڑیں بھلا اتنا میدان کیوں چھوڑ رکھا
ہوگا صحن کیا ہے جنگل معلوم ہوتا ہے۔ محمودہ۔ بیچ میں بارہ دری بننے والی ہے اُسی کی جگہ
چھوٹی ہوئی ہے بھلا خیر اِس دالان سے ڈیوڑھی تک کتنا فاصلہ ہوگا۔ حسن آرا۔ مجھکو تو
نہیں معلوم۔ محمودہ۔ اٹکل سے۔ حسن آرا۔ کوئی بیس اور بیس اور بیس اے ہے خدا جانے
کے بیسی گز ہوگا۔ محمودہ۔ پورا پچاس گز ہے۔ حسن آرا۔ پچاس کتنے ہوتے ہیں بیس اور بیس اور
دس۔ حسن آرا۔ اُف بڑا لمبا صحن ہے۔ محمودہ۔ بھلا کتنے پھیرے آپ صحن کے اِس سرے
سے اُس سرے تک کر سکتی ہیں۔ حسن آرا۔ کتنے پھیرے اجی ایک بھی ہوجائے تو بہت ہے
محمودہ۔ بس اتنا ہی زور ہے۔ حسن آرا۔ ہاں میری ٹانگوں میں تو اتنا ہی بوتا ہے کچھ خدا
نکرے میں کہاری تھوڑی ہوں میں تو خاصی امیرزادی ہوں اور امیرزادیاں بس اپنے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پاؤں سے اتنا ہی چلا پھرا کرتی ہیں جس دن اُستانی جی عین سامنے بیٹھی ہوتی ہیں لحاظ کے مارے چبوترے کے پاس دوا کی گود سے اُتر پڑتی ہوں مگر دالان تک پہنچتے پہنچتے دم ہی تو چڑھ جاتا ہے اور جو کبھی اُستانی جی سامنے نہیں ہوتیں یا نیچے آنکھیں کیئے ہوئے کسی کو پڑھاتی ہوتی ہیں تو میں دوا کو بیچ دالان میں اپنی جگہ لا کر چھوڑتی ہوں محمودہ - اگر اپاہج ہونا بھی امیری کا ہنر ہے تو شاباش آپ بڑا اچھا کام کرتی ہیں مگر میں تو انشاءاللہ ایک دم سے سو پھیرے تو کر جاؤں اور نہ دم چڑھے اور نہ ٹانگیں دکھیں ؛

حسن آرا منہ سے یا ٹانگوں سے - محمودہ - اجی انہیں ٹانگوں سے اور آپکو یقین نہ ہو تو پہلے اُستانی جی سے پوچھوا دوں ؛

جسمانی ریاضت اور ایام غدر کی ایک حکایت میں اُسکے فائدوں کا بیان

اُستانی جی کا تو بارھوں مہینے کا معمول ہے کہ کوئی چار گھڑی رات رہے اُٹھیں تہجد کی نماز پڑھی اسمیں کوئی دو گھڑی کا تڑکا ہو آیا اُس وقت سے برابر اسی صحن میں ٹہلا کرتی ہیں اور منزل پڑھتی جاتی ہیں یہانتک کہ جھٹپٹا ہونے آیا نماز پڑھی معمولی وظیفہ کبھی پڑھ چکتی ہیں کبھی پڑھتی ہوتی ہیں کہ میں جاگتی ہوں پچھلی گرمیوں میں ایک رات یوں ہی میری آنکھ کھل گئی دیکھا تو اُستانی جی ٹہل رہی ہیں میرا جاگ اُٹھنا جو اُنکو معلوم ہو گیا تو کہا محمودہ اب سویرا ہے مت سو طبیعت خراب ہو جائے گی آؤ دیکھو تو آخر شب چاندنی میں کیا لطف ہے ستارے اس طرح ٹمٹما رہے ہیں کہ گویا رات بھر کے جاگے ہیں اور اب صبح ہوتے اونگھتے ہیں کیسی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے کہ طبیعت باغ باغ ہوئی جاتی ہے پھول جو کھلے ہیں تو بھینی بھینی خوشبو آرہی ہے جانور میٹھی میٹھی آوازوں میں خدا کی حمد گا رہے ہیں نور ظہور کی گھڑی اور برکت کا وقت ہے پورب کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھو کہ صبح کا نور کیسا دلکو لبھاتا ہے میں جھٹ پٹ اُٹھ کھڑی ہوئی اور ہاتھ منہ دھو اُستانی جی کے ساتھ ٹہلنے لگی میں نے اُس دن خوب دھیان لگا کر گنا تھا تو کوئی اسّی ہاتھ یوں سمجھو کہ چالیس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پھیرے انگنائی میں میرے ہو گئے تھے میں نے اُستانی جی سے پوچھا کہ آپ اسقدر سویرے اُٹھکر کیوں ٹہلا کرتی ہیں تو یہ فرمایا کہ دن رات میں اِس سے بہتر فرحت کا کوئی وقت نہیں اور ٹہلنے سے میرا اصلی مطلب یہ ہے کہ انسان کو حفظ صحت کے لئے تھوڑی بہت بدنی محنت اور جسمانی ریاضت بھی چاہئے تم دیکھتی ہو کہ خدا کے فضل سے میں کمتر بیمار پڑتی ہوں اِس کا ظاہری سامان میں تو یہی سمجھتی ہوں کہ ہر روز صبح کو اتنا ٹہل لیتی ہوں کہ خاصی طرح بدن میں عرق آجاتا ہے اور ایکمرتبہ اِس عادت کا ایک خاص فائدہ بھی میں دیکھ چکی ہوں غدر میں جب سارا شہر بھاگ نکلا تھا ہم لوگ اس امید پر پڑے رہ گئے تھے کہ ابا جان جس رئیس کے نوکر ہیں وہ سرکار کا بڑا خیر خواہ تھا خود اُسکے اپنے بیٹے پوتے سرکاری فوج کیساتھ لڑائی پر تھے رئیس کی معرفت ابا جان نے سرکار سے یہ اقرار کرا لیا تھا کہ جب دہلی فتح ہو تو سرکاری فوج کا کوئی آدمی ہم لوگوں کو نہ ستائے جب شہر میں بھاگڑ مچی محلے والوں نے بہتیرا ہم لوگوں سے کہا کہ شہر میں رہکر کیوں مفت میں جان گنواتے ہو مگر ہم لوگ اُس وعدے کے آسرے پر گھر سے نہ نکلے لوگوں سے تو ڈر کے مارے یہ حال ظاہر نہیں کیا مگر جی ہی جی میں دعائیں مانگ رہی تھی کہ کس دن دہلی فتح ہو اور ہم لوگ آرام سے بیٹھیں خدا کا کرنا جس دن دہلی پر پہلا دھاوا ہوا آے ہے خدا دشمن کو بھی وہ دن نہ دکھائے ایک قیامت برپا تھی دن بھر گولیوں کا مینہ برستا رہا اور گولے خدا کی پناہ کان بہرے ہو ہو جاتے تھے زمین دہل دہل پڑتی تھی شام ہونے آئی تو نہر کے پرلے پار تک انگریز آ گئے تھے اور عین ہماری اس دیوار کے نیچے گلی کی نکڑ پر موئے تلنگوں نے توپ لگا رکھی تھی کس کو امید تھی کہ زندہ نکلو صبح ہوگی جان سے ہاتھ دھو کر تہخانوں میں چپ بیٹھے اللہ اللہ کر رہے تھے کس کا کھانا اور کس کا پکانا ایک ایک کا منہ تکتا تھا کوئی پہر رات گئی کسی مردوے کی آواز آئی ابا جان کا نام لیکر پکارتا تھا ڈر کے مارے جواب کون دے آخر میں نے بھائی جان سے کہا خدا کے لئے انگنائی میں نکلکر خبر تو لو کون وقت ہوا یہ آدمی برابر چلا رہا ہے شاید سرکاری فوج کا کوئی آدمی ہو اور ہماری حفاظت کے لئے آیا ہو غرض بھائی جان باہر نکلے اور کوٹھے پر چڑھکر آواز کی آہٹ لی اُسوقت لڑائی بھی بند تھی وہ مردوا سڑک میں تھا بھائی جان نے اُسکو کوٹھے کے نیچے بلایا اور حال پوچھا اُس نے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہا کہ مجھکو کپتان صاحب نے بھیجا ہے اور یہ کہا ہے کہ ہم نے ہر چند چاہا کہ آپ کے مکان کی حفاظت ہو مگر کوئی تدبیر نہیں بن پڑتی باغیوں نے شہر خالی نہیں کیا نہر کے اُدھر وہ لوگ ہیں اور نہر تک ہماری عملداری ہے رات کے دو بجے ہم لوگ باغیوں پر حملہ کرینگے آپکا مکان عین زد میں ہے حملے کے وقت سے پہلے پہلے تم لوگ اپنی جانیں لیکر نکل جاؤ جب سلطنت بیٹھے گی دیکھا جائیگا۔ اس خبر کے سنتے ہی سبکو سناٹا ہو گیا کسی نے کہا جہاں پڑے ہو پڑے رہو آخر یوں بھی مرنا ووں بھی مرنا ہے فائدہ عورتوں کو بازار میں لیئے لیئے پھرنا کیا حاصل ایک آدھ احمق یہ بھی کہنے لگے کہ آؤ عورتوں پر ہم ہی ہاتھ صاف کریں پھر جیسا ہوگا دیکھا جائیگا۔ غرض جتنے مُنہ اُتنی باتیں اس گفت وشنود میں آدھی رات گذری بھائی جان نے دیکھا کہ وقت نکلا جاتا ہے اور لڑائی شروع ہونے میں کچھ دیر نہیں تب تو ذرا وہ کڑے ہو کر بولے کہ یہ سب کہنے کی باتیں ہیں اور نرے نامردی کے خیالات ہیں جانکا بچانا فرض ہے جہانتک ہو سکے بھاگنا چاہیئے اور یوں قضا کا تو کچھ علاج نہیں یہ کہکر مجھ سے کہا اُٹھ لڑکی تو تو چل یہ لوگ جانیں اور انکا کام جانے میں پہلے ہی سے بھاگنا بھاگنا کر رہی تھی چلنے کا نام سُنتے ہی میں نے اپنا تمام زیور اپنے ہاتھوں نکال انگنائی میں پھینکا اور دالان کی چاندنی میں سے دو پاٹ پھاڑ دوپٹہ بنایا اور کہا لو صاحب میں تو یہ چلی میرا چلنا تھا کہ سارا کنبا پیچھے ہو لیا اُس رات تم ہوتیں تو ان کم بخت عورتیں کی سیر دیکھتیں ایک صاحب ہیں کہ تمام دھن دولت تو گھر چھوڑا پان کھانے کی پٹاری لاوے لیئے چلی جاتی ہیں کسی کی جوتی پاؤں میں سے نکل نکل پڑتی ہے کسی کا ازار بند پاؤں میں اُلجھتا ہے اُس دن جسکے جتنے بڑے پائنچے تھے اُسی کو چلنے کی بڑی مصیبت تھی بھائی جان اُسوقت بھی چھیڑتے تھے کم کمبختو اور نین سکھ کے تھان کے دو پاٹ پائجامے بناؤ لاہور کے ریشمی ازار بندوں میں پٹیاں لگا لگا کر اور بڑا کرو ہنسی کی ہنسی مصیبت کی مصیبت ان بیچاریوں کو بازاروں میں چلنے کا کاہیکو اتفاق ہوا تھا گو رات تھی اور یوں بھی راستہ نہیں چلتا تھا مگر من من بھر کے پاؤں تھے دو قدم چلیں اور گریں خدا خدا کر کے صبح ہوتے ہوتے کاغذی محلے تک پہنچے یہاں کیا ٹھکانا تھا انگریز کہتے تھے کہ قلعہ لیں تو آج لیں جوں ہی پن چکیوں کی برابر آئے دیکھا کہ سیکڑوں ہزاروں گورے اور سکھ قطار باندھے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چلے آتے ہیں دیکھنے کیساتھ دم ہی توفنا ہو گیا مٹھائی کے پُل کی طرف پھر بھاگے بیچاری عورتوں کا
بُرا حال تھا ایک بیوی تو سڑک پر لیٹ گئیں کہ مجھ سے تو آگے نہیں چلا جاتا خدا کے لئے مجھکو یہیں
رہنے دو تھوڑی دور میں نے انکو چڑھی چڑھایا اتنے میں وہ تین اور گریں اب کس کو کون کندھے
چڑھائے اپنی ہی جان بھاری تھی بھائی جان نے کہا کہ لوگو خدا کے لئے دل مضبوط کر کے ذرا پھول
کی منڈی تک تو چلو وہاں ممکن ہوگا تو کچھ سواری کا بندوبست کیا جائیگا ہزار وقت کوئی پہر دن
چڑھے تک پھول کی منڈی پہنچے سواری یہاں کیا رکھی تھی باہر سے گدھوں پر اناج آیا تھا
گدھے والا اپنے گدھے باہر لئے جاتا تھا بھائی جان نے اُس سے پوچھا کہاں کے گدھے ہیں
اُس نے کہا سلطان جی کے بھائی جان نے اُس سے بہت گڑگڑا کر کہا بھائی میاں فدا شہر کے
دروازے تک ان عورتوں کو بٹھا لو اور جو کہو سو دیں۔ گدھے والا۔ اجی میاں جی کیسا کرایہ دیکھتے
ہو انگریز قلعے میں پہنچ گئے ہیں کم بختی کا مارا رات کو نجا سکا اب دیکھئے کیسے بچا ہوں گدھے لو
اور جس قدر چاہو لدلو اور ہانک لاؤ مجھکو دروازے کے باہر گدھے حوالے کر دینا غرضکہ چار
گدھے بھائی جان نے روک لئے اور کہا کہ لو صاحب جو تھک گیا ہو اس پر بیٹھ لے اور دیر کرنا
غضب ہے پہلے تو گدھے کی سواری کا نام سنکر سب نے تامل کیا مگر کرتیں کیا مجبور گدھوں پر سوار
ہونا پڑا مجھ سے بھی بھائی جان نے کہا لڑکی تو بہت تھک گئی ہے بیٹھ لے مصیبت کو کیا
کریں میں نے کہا میں ابھی مطلق نہیں تھکی اور ایسے ایسے دس حصے پا پیادہ اور چل سکتی
ہوں۔ بھائی جان۔ آخر چڑھنا پڑیگا تم جانتی ہو کہ شاید شہر میں چلکر ٹھہرینگے۔ ہرگز نہیں عرب
کی سرائے سے ادھر کہیں ٹھکانا نہیں ہے میں نے کہا انشاء اللہ میں سرائے تک بخوبی چلی جاؤنگی
غرض خدا نے مجھکو تو اس فضیحت سے بچا لیا اور بیویاں چڑھیں ہی چڑھیں آجتک انکی
ہنسی ہوتی ہے اور میں خدا کے فضل سے اسی چہل قدمی کی بدولت برابر چلی گئی نہ تھکی نہ ماندی
ہوئی۔ حسن آرا۔ اجی غدر بھی ایک آفت ناگہانی تھی سو بیت گئی کہیں خدانخواستہ ہر روز
غدر ہو رہا ہے کم بخت عورتیں اُسکے واسطے دوڑنے کی عادت اور بھاگنے کی مہارت کریں۔
محمودہ۔ بات میں بات میں نے بیان کی میرا بھی یہ مطلب نہیں کہ عورتیں گھروں میں گھوڑدوڑ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کیا کریں مگر اتنی آنکسی بھی ٹھیک نہیں کہ ڈیوڑھی تک جائیں تو ہانپنے لگیں کوٹھے پر چڑھیں تو سانس پیٹ میں نسمائے اُٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے میں تو پھرتی رکھنی چاہئیے۔ حسن آرا۔ خیر اب وہ زمین کا گول ہونا ثابت کیجئے کیا آپ اُس بات کو ٹالنا چاہتی ہیں۔ محمودہ۔ ہاں یہ تو انگنائی پچاس گز لمبی ہے اِس سرے سے اُس سرے تک پینتیس یعنی پانچ کم دو بیسی پھیرے کرو تو ایک میل ہو اور دو میل کا ایک کوس ہوتا ہے حسن آرا۔ اُف وا اتنا بڑا میل اور اتنا بڑا کوس ہوتا ہے۔ محمودہ۔ اب قطب صاحب کی لاٹ کو فرمائیے کہ کتنے ہزار کوس لمبی ہے۔ حسن آرا۔ میں تو جانتی ہوں کہ اِس حساب سے پوری میل بھر بھی لمبی نہ ہوگی۔ محمودہ۔ بیشک میل کیسا میل کا دسواں حصہ بھی نہیں ؛

زمین کی جسامت اور ہیئات اور تقسیم

اور زمین بتاؤں میلوں کے حساب کتنی بڑی ہے چوبیس ہزار میل اس کا دور ہے مردوں میں بارہ کوس کی منزل مقرر ہے یعنی مرد لوگ جو سفر کرتے ہیں تو بارہ کوس روز چلے جاتے ہیں اور واقع میں آرام کے ساتھ سفر کیا جائے تو بارہ کوس دن بھر کے چلنے کو بہت ہے اِس حساب سے اگر کوئی آدمی ناک کی سیدھ چلنا شروع کرے تو پانچ برس میں جہاں سے چلا تھا وہیں آ کھڑا ہوگا اور اس کا صرف ایک پھیرا پورا ہوگا۔ حسن آرا۔ اللہ اکبر اب جو میں خیال کرتی ہوں تو زمین بہت ہی بڑی ہے بھلا تم نے کیونکر جانا کہ چوبیس ہزار میل کا دور ہے۔ محمودہ۔ کتابوں سے جانا ہمت والے لوگوں نے محنت اُٹھا کر برسوں سفر کیا اور تمام دور ناپ ڈالا خشکی کی راہ تو سیدھا چلنا مشکل ہے کہیں بڑے بڑے دو دو تین تین کوس کے اونچے مہینوں کی چڑھائی کے دشوار گزار پہاڑ ہیں کہیں سیکڑوں کوس کے جنگل ہیں جن میں نہ کہیں ٹھہرنے کا ٹھکانا ہے نہ پانی کا آسرا نہ راہ نہ سڑک مگر سمندر جہازوں پر لوگوں نے سفر کیا ہے اور قطب نما کے سہارے سے سیدھ لگائے چلے گئے اور آخر کو وہیں آموجود ہوئے جہاں سے چلے تھے کیا اب بھی زمین کے گول ہونے میں کچھ شک و شبہ ہے۔ حسن آرا۔ دو دو تین تین کوس اونچے مہینوں کی چڑھائی کے پہاڑ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں تو زمین گول کہاں رہی۔ محمودہ۔ ہاں زمین ایسی گول نہیں ہے جیسی ڈھلی ہوئی گولی ہوتی ہے ٹھیک نارنگی کی طرح گول ہے اُتر دکھن دونوں سرے پچکے ہوئے اور جیسے نارنگی کے چھلکے پر پھنسیاں پھنسیاں اُبھری ہوتی ہیں اسی طرح زمین پر یہ پہاڑ ہیں جو شخص پہاڑوں کو دیکھکر زمین کے گول ہونے میں شک کرے اُسکو زمین کی بڑائی کا ٹھیک تصور نہیں ایک مٹکے پر ایک رائی کا دانہ رکھدو تو اُس کی گولائی میں کیا فرق آجائیگا۔ حُسن آرا۔ زمین کو تو میں بھی پہلے سے بڑی جانتی تھی مگر ٹھیک اندازہ معلوم نہ تھا محمودہ۔ تم تو خاک بھی بڑی نہیں جانتی تھیں ایک میرٹھ اور پانی پت آپ کیا گئیں کہ آپنے سمجھا تمام روے زمین کی سیر کرلی۔ حسن آرا۔ زمین اتنی بڑی ہے تو ہزاروں لاکھوں شہر اس پر بسے ہونگے۔ محمودہ۔ بیشک مگر اِس سے یہ مت سمجھو کہ تمام روے زمین پر آبادی ہے تین حصے میں تو سمندر ہے ایک حصہ جو کھلا ہے اُسی میں کل نوّے کروڑ آدمی بھی جابجا بسے ہیں اور جنگل پہاڑ دریا بھی ہیں +

تمدن کی وجہ

حُسن آرا۔ سب لوگ ملکر ایک جگہ کیوں نہیں رہتے ایک بڑا شہر بسالیں اور سب اُسی میں رہیں تو بڑا مزہ ہو۔ محمودہ۔ کھانے کا اناج میدان میں پیدا ہوتا ہے اس سبب سے لوگ دنیا میں الگ بسے ہیں ہر ایک بستی کے آس پاس کچھ میدان جوتنے اور بونے اور اناج پیدا کرنے کیواسطے لگا رکھتے ہیں سب ایک جگہ بسیں تو ہزاروں کوس کا لمبا چوڑا شہر ہوجائے جوتنے بونے کہاں جائیں مگر آدمی زندگی کی ضروریات اکیلا بہم نہیں پہنچا سکتا اس واسطے ہمیشہ تھوڑے تھوڑے بہت بہت آدمی ملکر رہتے ہیں جہاں تھوڑے آدمی بسے ہوں وہ گاؤں ہے اُس سے بڑھکر قصبہ اس سے بڑھکر شہر اُس سے بڑھکر ملک اور ولایت بعضے گاؤں صرف چار چار پانچ پانچ گھر کے بھی ہوتے ہیں اور بڑے شہروں میں تو لاکھوں آدمی ہوتے ہیں۔ حُسن آرا۔ جہاں صرف چار چار پانچ پانچ گھر ہیں وہ لوگ کیونکر گذرتے ہونگے۔ محمودہ۔ ہم سب سے بہتر طور پر گذر کرتے ہیں۔ حسن آرا۔ کیا خاک گذرتے ہونگے نہ حلوائی نہ عطار نہ گندھی نہ منہیار نہ بزاز نہ کوئی نہ کوئی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

محمودہ۔ یہ چیزیں امیرانہ زندگی کے لایعنی تکلفات اور شیخی اور نمود اور ڈینگ کے بیہودہ سامان ہیں انکو داخل ضروریات زندگی کون کہتا ہے خوب غور کر دیکھا پیٹ بھر لینے کو دال دلیا کچھ غذا چاہئے اور تن بدن ڈھک لینے کو موٹا چھوٹا کپڑا بس اتنا تو ضرور ہے اور اسکے علاوہ سب انسان کی خود بینی اور تن پروری اور آرام طلبی کے ڈھکوسلے ہیں سو جو چیزیں حقیقت میں ضروری ہیں گاؤں والے اپنے ہاتھوں پیدا کر لیتے ہیں کھانیکا غلہ اور میوے اور ترکاریاں روئی تنباکو کسم نیل سبھی کچھ تو کھیتوں میں ہوتا ہے بلکہ کھانے پینے کی چیزیں جیسی عمدہ اور صاف گاؤں والونکو میسر آتی ہیں ہم شہر والے خواب میں بھی نہیں دیکھتے۔ حسن آرا۔ بھلا اگر گاؤں میں آدمی بیمار پڑے تو دوا کہاں سے لے علاج کس سے کرائے۔ محمودہ۔ گاؤں والے خدا کے فضل سے دوا اور علاج کے محتاج ہی نہیں ہوتے۔ حسن آرا۔ اس کا سبب۔ محمودہ۔ سبب صفائی آب وہوا کی عمدگی اور روز کی محنت ٭

آب وہوائے شہر و دیہات کا مقابلہ

حسن آرا۔ آب وہوا تو ساری دنیا میں ایک ہی ہوگی۔ محمودہ۔ ایک تو ہے مگر جہاں آدمی بکثرت رہتے ہیں وہاں غلاظت بہت جمع ہوتی ہے اور عفونت کی وجہ سے آب وہوا بگڑ جاتی ہے آئے دن وبا آتی رہتی ہے اور وبا بھی نہیں ہوتی تبھی شہر کے لوگ اکثر بیمار رہتے ہیں۔ حسن آرا۔ گاؤں والے بیمار نہیں ہوتے تو مرتے کیونکر ہیں۔ محمودہ۔ مرنا اور بات ہے گاؤں والے بیمار نہیں ہوتے تو مرتے کیونکر ہیں۔ محمودہ۔ مرنا اور بات ہے گاؤں والے زندگی کا لطف تو پاتے ہیں نہ شہر والونکی طرح دائم المرض اور یوں کبھی کبھار دکھ درد ہوتا ہے تو گاؤں والے سہج سا علاج بھی کیوں نہیں کرتے جنگل کی بوٹی درختوں کی چھال اور پتے گھسے رگڑے پی گئے اچھے ہوگئے یہ نہیں کہ ہفتوں منضجیں پیا کریں مہینوں ماء الجبن میں پڑے گھلتے رہیں لاکھ دوا کی ایک دوا تو تازی ہوا ہے جو شہر والونکو عمر بھر نصیب نہیں ہوتی اور گاؤں والونکو ہر وقت میسر ہے
حسن آرا۔ سب کچھ تو ہے مگر گاؤں میں جی کیسا گھبراتا ہوگا نہ محلہ نہ ہمسایہ کس سے بات کیجئے کس کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پاس جایئے۔ محمودہ۔ شہر میں روز کے روز کون کس کے پاس جاتا ہے جس طرح شہر والے گھر کے
کام کاج میں لگے رہتے ہیں گاؤں والونکو کھیتی باڑی اور مویشیوں کی خبرگیری کا مشغلہ کیا کم ہے
اس سے فرصت ہوئی تو وہ لوگ بھی گھروں میں کام کرتے اور آپس میں جی بہلاتے ہیں۔ حسن آرا۔
یہ گاؤں والے بڑے اُجڈ اور اکھڑ اور بے سلیقہ کیوں ہوتے ہیں۔ محمودہ۔ بوا خیر النسا دیکھو حسن آرا
گاؤں والونکو اُجڈ اور اکھڑ اور بے سلیقہ کہتی ہیں تم بھی باہر والی ہو جواب دو۔ خیر النسا۔ بیگم صاحب کو
گاؤں والوں کا حال معلوم نہیں سُنے سُنائے بُرا کہہ اُٹھیں اسکا جواب کیا دوں۔ حسن آرا۔
خیر النسا تم کہاں کی رہنے والی ہو۔ خیر النسا۔ مراد آباد کے ضلع میں شریف پور نام ایک گاؤں ہے
وہیں میرا غریب خانہ ہے۔ حسن آرا۔ تمہارے گھر میں کام کیا ہوتا ہے۔ خیر النسا۔ کوٹنا۔ پیسنا۔ پکانا
ریندھنا۔ کاتنا۔ سینا۔ پرونا۔ گھر کی جھاڑو بہارو۔ بال بچوں کا نہلانا۔ دھلانا۔ حسن آرا۔ میرا یہ
مطلب نہیں ہے میں پوچھتی ہوں کہ تمہارے مرد کیا کیا کرتے ہیں۔ خیر النسا۔ جو لڑکے ہیں پڑھتے
ہیں جو جوان ہیں کمائی کرتے ہیں جو بڈھے ہیں گھر کے لڑکے لڑکیوں کو پڑھاتے ہیں اور نماز روزے
میں مصروف رہتے ہیں۔ حسن آرا۔ اے ہے میں پوچھتی ہوں تمہارے گھر ہوتا کیا ہے۔ خیر النسا۔
دن کو دن رات کو رات۔ حسن آرا۔ پتھر پڑیں ایسی موٹی سمجھ پر کوئی جواب معقول نہیں۔ خیر النسا
آگ لگے ایسی بھونڈی تقریر کو کہ کوئی بات ٹھکانے کی نہیں۔ حسن آرا۔ نگوڑی گنوار ہی شامت
کی ماری تیری کم بختی آئی ہے بے تمیز زبان سنبھال کر نہیں بولتی ابھی مارتے مارتے کچلا کر ڈالونگی
خیر النسا۔ چل چل شہری بے بہری امیر بیگم ہوگی تو اپنے واسطے ہم کیا خدا نکرے کسی کی لونڈی
باندی ہیں ایک کہیگی تو دس سُنیگی اور مارے گی تو مار کھائیگی بھی۔ لو صاحب کیا مجھکو بھی شہر
کی لڑکی بنایا ہے کہ دھمکا لیگی۔ حسن آرا نے عمر بھر کبھی جواب نہ پایا تھا خیر النسا کی بات سنتے ہی
بے اختیار ہو گئی مارنا اور کچلا کرنا تو نری دھمکی ہی دھمکی ہی تھی مگر سیدھی اُٹھ اُستانی جی سے جا فریاد
کی اور رونے لگی۔ اتنا روئی اتنا روئی کہ گھگی بندھ گئی جبتک روتی رہی اُستانی جی چپ
بیٹھی رہیں اور اگر کہیں دلجوئی کی ایک بات بھی اُنکے مُنہ سے نکلتی تو حسن آرا پندی شام تک
بھی نہ سنبھلتی آخر کو سسکیاں لے لے خود بخود تھم گئی۔ اس درمیان میں محمودہ چند بار آئی اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قصداً حسن آرا کے پاس ہو کر نکلی مگر حسن آرا نے منہ پھیر لیا یہ دیکھکر محمودہ کو جرأت نہوئی کہ حسن آرا سے بات کرے ورنہ وہ رفع ملال کر بھی دیتی اب شام قریب تھی اُستانی جی نے کہا لڑکیو وہ مسیح الملک کی کہانی کن مدتوں کی ناتمام پڑی ہے آج اُسی کو ختم کر لیتیں کس کی باری ہے۔ محمودہ خیر النسا کی باری ہے۔ اُستانی جی۔ کیوں بوا حسن آرا خیر النسا کہانی کہیں تم سنوگی حسن آرا۔ آنکھیں نیچے کر کے مسکرانے لگی اور بولی کیوں سُننے کو کیا ہوا ہی نہ کہ میں بیچ میں نہ بولوں گی۔ محمودہ۔ کیوں نہ بولوگی جب بیچ بیچ میں بات ہی نہوئی تو کہانی کیا وہ تو خاصہ سبق ہوگیا مزہ کیا خاک ملا شوق سے بولو بات کرو حسن آرا۔ واہ آپ بھی بڑی حضرت ہیں اب پھر لڑائی دیکھنے کو جی چاہا ہوگا۔ محمودہ۔ ایسی بھی کوئی کم بخت ہوگی جس کو دو آدمیوں کی لڑائی میں مزا ملتا ہوگا آدمی تو آدمی جانوروں کو لڑانا بھی بڑا گناہ لکھا ہے حسن آرا۔ آپا کیوں کرتی ہو تمہیں نے تو خیر النسا کو مجھ سے بھڑایا۔ محمودہ میں نے بھڑایا یا گفتگو کی تقریب کی آپ شروع سے دیہاتیوں کی مذمت پر اُتار دتھیں لمحہ دو لمحہ بھی ضبط نہو سکا لڑ پڑیں حسن آرا میں لڑی۔ محمودہ۔ آپ تو منصف مزاج ہیں آپ ہی فرمائیے سخت کلامی پہلے کس نے شروع کی حسن آرا۔ جو جیسا ہوتا ہے کہتے میں آتا ہے دیہاتیوں کو کیا میں اکیلی اُجڈ اور اکھڑ اور بدسلیقہ کہتی ہوں شہر بھر کہتا ہے خیر النسا کس کس کا منہ بند کرتی پھرینگی۔ خیر النسا۔ آپ اپنی تعریف کرنے سے کوئی اچھا نہیں بنجاتا اور کسی کے بُرا کہنے سے کوئی بُرا نہیں ہوا جاتا شہر والے دیہاتیوں کو اُجڈ اور اکھڑ اور بے سلیقہ کہتے ہیں دیہات والے شہریوں کو اَحدی نکمے کم محنت پست ہمت ظاہر پرست جانتے ہیں۔ اُستانی جی۔ جب تم دونو اس امر میں بحث کرتی تھیں تو اسکے یہ معنی تھے کہ شہریوں اور دیہاتیوں کی لڑائی کا فیصلہ کرتی تھیں پس دوسروں کی لڑائی کا فیصلہ کرتے کرتے آپس میں کیوں لڑنے لگیں۔ خیر النسا۔ جناب بیگم صاحب نے پہلے چھوٹتے ہی دیہاتیوں کو اُجڈ اکھڑ بے سلیقہ کہا مجھکو بُرا تو بہت لگا مگر میں چپ ہو رہی اور اُستانی جی حسن آرا بیگم نے تم کو اُجڈ اکھڑ بے سلیقہ نہیں کہا اُنکا یہ مطلب تھا کہ شہر والے دیہاتیوں کو ایسا سمجھتے ہیں۔ خیر النسا۔ کیا ہوا پھر بھی کربہ الفاظ بیگم صاحب کو زیبا نہ تھے اور میں اُس بات پر تو کچھ بولی بھی نہیں۔ اُستانی جی۔ کیا اس سے زیادہ کوئی اور سخت بات حسن آرا بیگم نے خاص

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تم کو کبھی تھی اِن کی ایسی عادت تو معلوم نہیں ہوتی۔ خیر النسا۔ خیر اب اس کا اعادہ آپکے روبرو کرتے مجھکو شرم آتی ہے میرا ہی قصور تھا آخر میں بے تمیز گنواری ہی تو ہوں ادب اور سلیقہ آئی تو کہاں سے آئی اس میں شک نہیں کہ جواب میں نے بھی سخت دیا پیچھے میرا دل بہت کڑھا۔ اُستانی جی۔ اگر تمہارا قصور تھا تو تم نے معذرت کیوں نہ کی۔ خیر النسا۔ میں سو مرتبہ معذرت کرنیکو موجود ہوں ہاتھ جوڑنے اور پاؤں پڑنے میں بھی مجھ کو عذر نہیں مگر ذرا اتنا بیگم صاحب کو بھی سمجھا دیجئے کہ بات بات میں لڑکیوں سے نہ اُلجھا کریں انکی شان کو ہرگز یہ بات زیبا نہیں۔ حسن آرا۔ تم یہ چاہو کہ میں سب کی برابر ہو کر رہوں تو یہ بات نہ مجھ سے ہوئی اور نہ ہو تم لوگونکو بھی تو کچھ خیال کرنا چاہئے کہ میں امیر زادی ہوں اور مجھکو خدا نے بڑا کیا ہے۔ اُستانی جی۔ یہ بات تمہاری غیر واجب ہے مکتب کی لڑکیاں کچھ تمہاری لونڈیاں ہیں نوکر ہیں یا تم اپنی دولت انکو بانٹ دیتی ہو۔ حسن آرا۔ نوکر نہ سہی غریب تو ہیں۔ اُستانی جی۔ غریب ہیں تو ہوں نے دو تمہاری دولت کی کچھ پروا نہیں کرتیں۔ حسن آرا۔ ہم کب انکی پروا کرتے ہیں۔ اُستانی جی۔ چلو نہ تم کو انکی پروا نہ انکو تمہاری برابر سرابر۔ حسن آرا۔ کیا ہوا پھر بھی انکو میری تعظیم کرنی لازم ہے۔ اُستانی جی۔ بے ضرورت بے غرض کیوں لازم ہے اور نہ کریں تو انکا کیا نقصان۔ حسن آرا۔ اَے ہے لازم نہیں مناسب ہے اور نقصان آپس کا رنج۔ اُستانی جی۔ اس اعتبار سے تم پر بھی لازم ہے۔ حسن آرا۔ کیا۔ اُستانی جی۔ ان کی تعظیم۔ حسن آرا کھلکھلا کر ہنس پڑی اور اُسکے ساتھ سب ہنسے۔ اُستانی جی۔ سنو بوا حسن آرا بیگم ہمعصری میں تعظیم و تکریم کا کیا مذکور تم سب کو آپس میں محبت رکھنی چاہئے اور ہر ایک لڑکے کو اس کا اہتمام رہے کہ آپس میں بگاڑ کی کوئی بات نہو۔ حسن آرا۔ کیا خدا نکرے مجھ سے خیر النسا سے کچھ بگاڑ ہے بہنیں بہنیں آپس میں لڑیں لوگوں نے جانا بیر پڑے۔ یہ کہکر حسن آرا خیر النسا کے گلے سے جا لپٹی ؛

اہل شہر اور دیہاتیوں کا محاکمہ

جس میں دونو کی طرز زندگی کا مذکور ہے اور ہر ایک کو اُسکے عیب پر متنبہ کر دیا ہے اور گفتگو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور وضع اور حالت اور ذات اور ہنر پر بحث کرکے نصیحت کی بہت باتیں نکالی ہیں ٭

اُستانی جی ۔ بھلا تم لوگوں میں تکرار شروع کس بات پر ہوئی تھی ۔ حسن آرا ۔ بات تو اتنی ہی تھی کہ میں نے خیرالنسا سے پوچھا تمہارے گھر ہوا کیا کرتا ہے یہ بیوی صاحب لگیں عورتوں کے کام گنوانے میں نے دوہرا کر جو پوچھا تو مردوں کا قصہ نکال بیٹھیں تیسری بار پوچھا کرتی کیا ہم تو ذرا آپ بھی دیکھیئے کتنی کیا ہیں دن کو دن اور رات کو رات ۔ اُستانی جی سُنکر مُسکرانے لگیں اور کہا سُنو بوا خاصہ جواب ترکی بہ ترکی دیا تم کو یوں پوچھنا تھا کہ وجہ معاش کیا ہے یا تمہارے باپ بھائی کیا پیشہ کرتے ہیں ۔ خیرالنسا ۔ انکا مطلب میں سمجھ گئی تھی مگر انکو اپنی گفتگو پر بڑا ناز ہے انکے قائل کرنیکو میں بھی بات پر اڑ بیٹھی تھی ۔ حسن آرا ۔ خیر اب فرمایئے کہ آپ کی وجہ معاش کیا ہے ۔ خیرالنسا ۔ زمینداری اور کھیتی اور غدر کے بعد سے کنبے کے دو چار آدمی نوکری بھی کرنے لگے ۔ حسن آرا ۔ بھلا سچ کہنا تم کو شہر میں رہنا بھلا معلوم ہوتا ہے یا گاؤں میں ۔ خیرالنسا ۔ سچ تو یہ ہے کہ شہر میں میرا جی خوب نہیں لگتا اگر اس مکتب کا سہارا نہوتا تو مجھ سے شہر میں ایک دن بھی نہ ٹھہرا جاتا ۔ حسن آرا ۔ آخر تم کو شہر میں تکلیف کس بات کی ہے کیا کھیلنے اور بات کرنے کو محلے میں لڑکیاں نہیں ۔ خیرالنسا ۔ لڑکیاں تو اتنی ہیں کہ شائد شہر بھر میں اتنی لڑکیاں نہونگی جتنی اکیلی شاہ تارا کی گلی میں ہیں صبح سے شام تک ایک تانتا لگا رہتا ہے یہ آئی وہ آئی ۔ حسن آرا ۔ پھر تو گھبرانیکی کوئی وجہ نہیں ۔ خیرالنسا ۔ ان لڑکیوں سے میری طبیعت میل نہیں کھاتی شہر کے لوگوں میں ظاہرداری اور مُنہ دیکھے کی محبت بہت ہے مگر کام پڑے پر طوطے کی طرح آنکھیں بدل ہی تو جاتی ہیں گویا کبھی کی جان پہچان نہ تھی بادشاہ بیگم کو تو تم بھی خوب جانتی ہوگی ہمارے مکان سے انکا مکان ملا ہے وزیر بیگم اُن کی چھوٹی بیٹی نے مجھ سے ایسا پیار اخلاص بڑھایا کہ رات دن میں ایک دم کو الگ نہوتیں خانم کے بازار میں داروغہ مصاحب السلطان کے گھر شادی تھی ہم لوگوں کو بھی بُلاوا آیا اور بادشاہ بیگم تو داروغہ جی کی سگی پھوپھی کی بیٹی بہن ہیں انکا تو گھر بھر ہفتوں پہلے سے مہمان تھا وزیر بیگم جب جانے لگیں تو زبردستی مجھکو ساتھ لیئے جاتی تھیں پالکی پر سوار ہوتے ہوتے ہاتھ پکڑ لیا کہ میرے ساتھ چلو مگر بڑی مشکل سے میں نے اُنکو سمجھایا کہ ہم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لوگوں سے اور داروغہ جی سے دور کا واسطہ ہے بن بُلائے جانا مناسب نہیں جب شادی کے تین دن رہے تو میں بھی گئی وزیر بیگم اپنی سہیلیوں کو لئے بیٹھی تھیں مجھے اُترتے انھوں نے دیکھا بھی مگر جگہ سے ہلی تک نہیں میں نے سمجھا کہ کھیل میں دھیان ہے نہ خیال کیا ہوگا اُترتے کیساتھ میں گھر والونکے پاس تک بھی نہیں گئی سیدھی وزیر بیگم کی طرف چلی گھڑیوں پاس کھڑی رہی اُس خدا کی بندی نے آنکھ اُٹھا کر بھی تو نہ دیکھا اپنا سا منہ لیکر میں سامنے کے دالان میں جہاں ہمارے ساتھ کے لوگ ٹھہرے تھے جا بیٹھی چھوٹی آپا نے مجھکو چھیڑا ابھی کہ اترتے کے ساتھ تیر کی طرح گئی تو تھیں اے پھٹے منہ اُس نے بات بھی نہ پوچھی یہ سنکر اسقدر مجھکو شرمندگی ہوئی کہ پسینے پسینے ہوگئی اور اپنے دل میں کہتی تھی کہ یہ وہی وزیر بیگم ہیں کیا انکو ہو گیا ہے تھوڑی دیر بعد مجھ کو پیاس سی معلوم ہوئی شہ نشین میں ایک کوری صراحی رکھی تھی میں نے جانا کہ گھر والوں نے مہمانونکے واسطے رکھوا دی ہے میں نے جلدی سے اُٹھ اُس میں سے پانی پی لیا تو وزیر بیگم لال پیلی ہو گیا کہتی ہیں کیوں تو نے ہمارے پینے کی صراحی سے بے پوچھے پانی پیا یہ کہکر صراحی کو فرش پر پٹک دیا تمام مہمان دیکھنے لگے اور بھرے مجمع میں مجھکو فضیحت کیا۔ اُستانی جی۔ وزیر بیگم کے ناحق بگڑ بیٹھنے کا سبب بھی کچھ تم نے دریافت کیا۔ خیر النسا۔ بہتیرا سوچا کچھ سمجھ میں نہ آیا کوئی بات ہوئی ہو تو سمجھ میں آئے۔ محمودہ۔ میں اسکا سبب بتاؤں میں بھی وزیر بیگم کے مزاج سے خوب واقف ہوں اُنکو محلے میں اپنے میل کی لڑکیاں کھیلنے اور بات کرنیکو نہیں ملتیں اس ضرورت سے اُنھوں نے تم سے ملاپ کیا وہاں شادی میں اُنکو اپنی جیسی امیر زادیاں مل گئیں تم سے ملنا عار سمجھیں۔ خیر النسا۔ انکو مجھ سے صرف شادی میں ملنا عار تھا اور مجھکو اُن سے ملنا انشاء اللہ عمر بھر عار رہے گا۔

اُستانی جی۔ کچھ عجب طرح کا معاملہ ہے اکثر امیر مغرور ہوتے ہیں اور سبکو اپنے سامنے ہیچ سمجھا کرتے ہیں دولت بھی بہت بُری چیز ہے آدمی کو شیطان بنا دیتی ہے شعر نشہ دولت کا بد اطوار کو جس آن چڑھا ÷ سر پہ شیطان کے اک اور بھی شیطان چڑھا ÷ حسن آرا۔ بھلا خیر وزیر بیگم اگر تمہارے ساتھ بُری طرح پیش آئیں تو اُنھوں نے بڑی نالائقی کی بات کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

محبت ملاپ میں امیری غریبی سے کیا بحث باقی رہی مگر یوں تو شادی کا مجمع مہمانداری کے سامان مہمانوں کی شوکت و شان جہیز کی آرایش رسموں کی خوبی یہ باتیں تو تم نے ضرور ہی پسند کی ہونگی۔ خیر النسا۔ اس میں شک نہیں کہ کبھی شہر والونکی شادی میں مجھکو شریک ہونیکا اتفاق نہیں ہوا تھا اور یہی شوق مجھکو لے بھی گیا تھا مگر انجام کار کچھ واکو فرحت حاصل نہیں ہوئی خدا جھوٹ نہ بلوائے ہزاروں ہی عورتیں جمع تھیں مگر غور سے دیکھا تو سب ایک رنگ میں تھیں جسکو دیکھا شیخی اور نمود کی تصویر پایا اتنے مہمان گھر میں بھرے تھے سب تو امیر تھے ہی نہیں جسکو خود مقدور نہ تھا کرایے کے کپڑے مانگے کے زیور بنائے ہوئے نوکر ساتھ لایا تھا وہ اُسی پر اترا رہا تھا ایک بیوی ریشمی موزے دکھانے کی غرض سے گھٹنوں تک پائینچے اُٹھائے چلی آرہی ہیں دوسری گرمی کے بہانے سے گلا کھول کھول کر زیور دکھا رہی ہیں تیسری بے تکلف سر کھولے بیٹھی ہیں تاکہ چوٹی کی بندش موباف کی قطع پر لوگونکی نظر پڑے ایک صاحب نے پازیب کی آواز سنائی کوئی گھڑی بھر میں خدا جھوٹ نہ بلوائے کوئی پچاس بیٹھکیں بدلی ہونگی یہ تو اُن بیویوں کا حال تھا جنکے پاس کوئی چیز اپنی یا مانگی کی تھی اور اُسکو جان جان کر دکھاتی تھیں اور بعضیاں خالی پلی بھی اتراتیاں تھیں ایک بیوی موٹی ململ کا دوپٹہ اوڑھے بیٹھیں تھیں آپ ہی آپ نہ کوئی پوچھے نہ گچھے کہتی کیا ہیں لے دیکھنا بوا بنارس کے سیاہ کامدار دوپٹے کا بھی رنگ کٹتا ہے لو ذرا کی ذرا کندھے پر ڈالا تھا کہ تمام کپڑوں میں دھبے پڑ گئے جلدی سے میں نے اتار پھینکدیا ایک بیوی زیور میں لدی بیٹھی تھیں اور ایک بیچاری غریب اُن سے باتیں کر رہی تھیں وہ بیوی جن کو میں بیچاری سمجھتی تھی کہتی کیا ہیں کہ دیکھنا میرے کانوں کا کچھ ایسا بھنا گوشت خدا نے بنایا ہے کہ مطلق زیور کو نہیں سہار سکتے جڑاؤ بالے پتے مگر مرکیاں میں نے ذرا کی ذرا ڈالی تھیں کہ دکھنے لگے ایسا معلوم ہوا کہ اب کٹ پڑینگے ناچار سادی بالیاں پہنیں اُن سے بھی سوج سوج کر کُپا ہوئے میں نے کہا بھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹیں کان کہیں ایسا نہو ٹینٹ پڑ جائیں اُتار رکھیں۔ غرض جسکو دیکھا شیخی کے مرض میں مبتلا پایا آپس میں جو بیویاں باتیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کر رہی تھیں کسی کی غیبت کسی کی شکایت اس کے سوائے کچھ مذکور نہ تھا جتنی تھیں کپڑوں کے رنگ اور خراش تراش اور وضعداری بس اسی میں محو تھیں شادی کی خبر سنکر بیچارے غریب غربا بھی مانگنے چلے آئے تھے اتنا سامان تھا کہ رات دن دیگیں کھڑکتی تھیں مگر شاید ایک چانول خدا کے نام کسی غریب کو نہیں ملا منوں کھانا ضایع ہوا چوری گیا رکھا رکھا سڑ گیا مگر نہ دیا تو محتاج کو دینے کی جگہ غریبوں کو دھکے اور گالیاں دیجاتی تھیں ایک بیچاری بھیک مانگنے نہیں معلوم کس طرح اندر محل میں چلی آئی تھی نیچے کا دھڑ رہگیا تھا خدا جانے بیچاری کس مصیبت سے گھسٹتی گھسٹتی آئی ہو گی گھٹنوں انگنائی میں کھڑی چلایا کی کسی نے بات بھی نہ پوچھی سب اپنے اپنے کھانے میں لگے رہے اور میرا یہ برا حال کہ بڑھیا کی آواز کان میں چلی آئی اور لقمہ حلق سے نہ اترے پہلے تو میں دیکھتی رہی کہ اب بھی کوئی گھر والی بڑھیا کی کچھ خبر لے جب بہت دیر ہو گئی اور کسی نے بات تک نہ پوچھی تو ایک خمیری روٹی میں ایک مٹھی چانول رکھ اپنے چھوٹے بھائی احمد کو دی کہ جاؤ وہ بڑھیا انگنائی میں کھڑی ہے اسکو دے آؤ جوں ہی احمد روٹی لیکر اٹھا ان بیوی کی نظر پڑ گئی جو ہم لوگوں کو کھانا کھلا رہی تھیں مگر گھر والوں کے پاس کے رشتہ کے ہونگے انہوں نے دوڑ احمد کے ہاتھ سے جھپٹا مار روٹی چھین لی اور بولیں لو کچھ خدا کا خوف بھی ہے دسترخوان پر آنکھوں دیکھتے یہ غضب میں بولی خدا ہی کا خوف کھا کر میں نے یہ روٹی اس فقیرنی کے دینے کو بھیجی تھی تب وہ بیوی کیا کہتی ہیں حلوائی کی دوکان دادا کی فاتحہ بیوی بنو ایسا ہی خدا کا خوف ہے تو گھر جا کر لنگر بانٹنا مجھکو ایسی سخت بات کہی تھی اسکا تو مجھکو کچھ بھی رنج نہیں مگر میرے سبب سے بڑھیا غریب کی جو شامت آئی اس کا مجھکو اب تک صدمہ ہے اس بیوی نے جو بیچاری فقیرنی کو دیکھا لونڈیوں پر اس قدر خفا ہوئیں کہ خدا کی پناہ اور چلائیں نکالو نکالو اس مردار بڑھیا کو کسنے اس کو یہاں آنے دیا لونڈیوں نے بے تامل بڑھیا کو گھسیٹ دروازے کے باہر ڈالدیا میری یہ کیفیت تھی کہ جی چاہتا تھا اس بیوی کا منہ نوچ لوں مگر کیا کر سکتی تھی دسترخوان پر سے تو میں اسیوقت اٹھ کھڑی ہوئی شربت پلائی میں دینے کو ایک چوآنی میرے پاس تھی وہی چوآنی میں نے احمد کے ہاتھ بڑھیا کو بھیجدی اور اسکو اپنے مکان کا پتہ بتا دیا اور فوراً ڈولی میں اپنے گھر چلی آئی۔ استانی جی۔ کیا اتنے مہمانوں میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کوئی بھی ایسا نہ تھا کہ اُس بڑھیا کی حالت پر رحم آیا ہو۔ خیر النسا۔ جناب رحم کیسا جب لونڈیاں اسکو گھسیٹنے لگیں سب کے سب ٹھٹھے مار مار ہنس رہے تھے کھانے کے بعد لڑکیوں نے بڑھیا کی نقل کا کھیل بنایا۔ حسن آرا۔ فقیرنیاں اکثر مکار بھی ہوتی ہیں لوگونکو دھوکا دینے کی غرض سے اندھی بنجائیں۔ لنگڑی۔ لولی۔ اپاہج بنجائیں۔ اُستانی جی۔ اگر ایسا شبہ کیا کریں تو اصلی محتاج بھی محروم رہجائیں اور خیرات کا سلسلہ منقطع ہوجائے دینے والیکو اتنی تفتیش سے کیا مطلب اور مانگنا تو بڑے شرم کی بات ہے کوئی آدمی بے ضرورت سوال نہیں کرتا آخر کو جو مکر کرکے مانگتے ہیں اُنکو بھی حاجت نے مجبور کر رکھا ہے۔ حسن آرا۔ کیوں بعضے بے حاجت بھی مانگتے پھرتے ہیں غیرت باقی نہیں رہی کمانے کے لئے بھیک سے زیادہ کوئی سہل تدبیر نہیں ہمارے محلے میں چندروز ہوئے ایک فقیرنی مری تھی نہیں معلوم کتنی اشرفیاں کی ہنڈی روپے اُس کی کوٹھڑی میں سے نکلے پس کیا حاجت اُس سے بھیک منگواتی تھی نہیں بلکہ طمع۔ اُستانی جی۔ بھلا طمع سے کوئی فرد بشر خالی ہے۔ حسن آرا۔ طمع تو سب کو ہے مگر طمع والونکی مدد کرنا کچھ ضرور نہیں۔ اُستانی جی۔ ایسا نہو کہ خداوند کریم جو سب کو دیتا ہے اِس قاعدے کا برتاؤ کرے البتہ حاجتمند کا حق مقدم ہی بہتر ہے کہ جنکو واقع میں حاجت ہو اُنھیں کو دیا جائے مگر دینے کیلئے خواہ مخواہ ہر ایک پر بیوجہ شبہ بھی مت کرو بے تحقیق دینے سے یہی نہ کہ بعض بے استحقاق لیجائیں گے مگر اِس زمرے میں سیکڑوں مستحق بھی تو پا جائیں گے اکثر اِس قسم کی محتاجیں وہ لوگ نکالا کرتے ہیں جنکو خدا کے نام دینا منظور نہیں ہوتا۔ حسن آرا۔ کیوں بوا خیر النسا یہ عیب جو تم شہر والیونمیں بتاتی ہو کیا گاؤں میں نہیں ہوتے دیہات میں سب اللہ کے ولی ہی تو بستے ہیں۔ خیر النسا۔ نہیں اچھے بُرے سبھی جگہ ہوتے ہیں گاؤں شہر پر کیا موقوف ہے مگر اتنا تو میں کہہ سکتی ہوں کہ گاؤں والوں میں اتنی شیخی اتنی نمود اتنی ظاہر داری ہرگز ہرگز نہیں ہوتی۔ حسن آرا۔ بھلا شہر والونکی مزاج خراب سہی مگر شہر والونکی وضع کیا ہے مطبوع وضع ہے۔ خیر النسا۔ کچھ آپ ہی کے نزدیک شہر والوں کی وضع مطبوع ہوگی پردہ داری تو بالکل نہیں یہ احمد میرا چھوٹا بھائی نہیں ہے اِس نے شہر کے لڑکوں کی دیکھا دیکھی بال رکھوائی تھی اب یہ بلا کا اہتمام

لعیہ محاورہ ہے مطلب یہ ہے کہ احمد جو میرا چھوٹا بھائی ہے ۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے کہ دوسرے دن آنولوں سے سر دھویا جاتا ہے دن میں دس دس دفعہ کنگھی ہو رہی ہے صبح وشام تیل ڈالا جاتا ہے جبتک بال چھوٹے رہے کہیں شلجموں کے پانی سے سر دھلتا ہے کہیں ماش کی دال ملی جاتی ہے اماں کہتی بھی تھیں کہ جس دن تیرا باپ آیا کھڑے کھڑے تیرا سر منڈوا کر رہیگا جتنا بناؤ سنگھار تجھ سے کرتے بن پڑے کرلے آخر تو یہ بال نائی کے گھر جائیں ہی گے آگرے جاتے ہوئے خدا کا کرنا آبا بھی آموجود ہوئے میاں احمد کو دیکھو تو ہر دم عمامہ سر پر بندھا ہے کہ کہیں بال نہ دیکھ لیں مگر بانکپن تو سر پر سوار تھا چھپے کیونکر آبا نے دیکھ ہی لیئے بہت ہی خفا ہوئے کہ مردود شہر والونکی طرح تو بھی زنخہ بنے گا کیسا حجام کس کا نائی قلمدان سے مقراض نکال۔ اپنے ہاتھوں سے بالونکا ڈھیر لگا دیا اب میاں احمد ہیں کہ گنجا سر لیئے ہوئے چلے جاتے ہیں اس کے بعد اماں سے کہا کہ پڑھوانے کے لالچ سے تم لڑکونکو یہاں لائی تو ہو مگر ایسا نہو کہ انکو شہری غنڈہ بنا کو بیجاؤ دیکھو خبردار خیرنؔ کو شہر کی لڑکیوں میں مت بیٹھنے دینا شہر کے مردونکی وضع تو خیر عورتوں کی وضع نعوذ باللہ بالکل خلاف شرع اور خلاف حیا ہے۔ اُستانی جی۔ تمہارے آبا نے بہت ٹھیک کہا مگر دیکھو بوا خیر النسا مجھکو شہر والیاں چھیڑتی بھی ہیں لیکن میں انکی وضع کی تقلید نہیں کرتی۔ خیر النسا۔ جناب آپ اپنے تئیں ناحق شہر والوں میں گنتی ہیں نہ شہر والوں کا سا آپکا مزاج نہ شہر والونکی سی آپ کی عادت آپ تو دیہاتیوں سے بھی زیادہ پردہ دار کپڑا پہنتی ہیں آپ کی دیکھا دیکھی تو میری اماں بڑی آستینوں کی کرتی پہننے لگی ہیں۔ اُستانی جی۔ بوا حسن آرا بیگم یہ تو بڑی بیجا بات ہے کہ خیر النسا شہر والوں میں عیب پر عیب نکالتی چلی جاتی ہیں۔ حسن آرا۔ کیا بتاؤں مجھکو دیہاتیونکے حال سے خوب واقفیت نہیں ورنہ ابھی ہفتاد پشت تک اُکھاڑ کر رکھ دیتی اور ذرا آپ ان شہر کی لڑکیونکو دیکھئے یہ کچھ بوچھاڑ ہو رہی ہے کوئی ہوں بھی کرتی ہے کیسی دم بخود بیٹھی سُن رہی ہے۔ محمودہ۔ بھلا بوا خیر النسا۔ شہر بانو۔ ذرا خیر النسا کو میری ایک بات کا جواب پہلے دے لینے دیجئے۔ کیوں بوا خیر النسا گفتگو شہر والونکی بہتر ہوتی ہے یا دیہات والونکی۔ خیر النسا۔ تم سب شہر والیاں ایک طرف ہو جاؤ گی تو مجھ اکیلی کو قائل کر دینا کون بڑی بات ہے مگر کوئی مجھکو یہ تو سمجھا دے کہ گفتگو کی بھلائی بُرائی ہے کیا چیز۔ محمودہ۔ گفتگو کی خوبی یہ ہے کہ اُس میں سختی نہو بولنے والیکی

لہ یعنی خیر النسا +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

زبان سے لفظ آسانی کے ساتھ ادا ہوں سننے والیکو گراں نہ گذرے - خیر النسا - گاؤں والونکو
بھی اپنی بولی ہرگز سخت نہیں معلوم ہوتی - محمودہ - معلوم کیونکر ہو وہ شہر کی بولی کی نرمی سے
واقف نہیں تم بولو کہ دو نو بولیوں میں تم کو کہاں کی بولی بھلی معلوم ہوتی ہے - خیر النسا بھلی بری کی
تو میں کچھ جانتی نہیں مگر شہر والے جو اپنی نرم اور نازک بولی سے کام لیتے ہیں وہی کام گاؤں
والے اپنی کرخت بولی سے نکالتے ہیں کوئی مطلب اُنکا اٹکا نہیں رہتا - حسن آرا - بس یہی تو گنوار
پن ہے کہ بھلے بُرے میں امتیاز نہیں مجھ کو تو دیہات کی بولی ایسی بُری معلوم ہوتی ہے جیسے
کسی نے پتھر کھینچ مارا سیدھی بولی کی بھی ہڈی پسلی توڑ کر رکھدیتی ہیں - شہر بانو - اس میں تو
شک نہیں کہ دیہات والے لفظوں کی تو بڑی شامت لاتے ہیں کوئی لفظ تشدید سے خالی
نہیں - لون کو جب بولینگے لّون - پانی کو پانڑین - گاڑیکو گاڈی - خیر النسا کی بولی شہر میں رہنے
سے بہت سنبھل گئی ہے پھر بھی زبان کی اینٹھن نہیں گئی کچھ عجب طرح سے لفظونکو مروڑ تروڑ کر
بولتی ہیں - کیوں آپا محمودہ یاد ہے جب خیر النسا نئی نئی آئی تھیں تو کس طرح کی بولی بولتی تھیں
محمودہ - خیر النسا ایسی احسان فراموش نہیں ہیں شہر والونکا یہ سلوک تو ضرور یاد رکھینگی کہ انکی
بدولت انکی زبان درست ہوگئی - خیر النسا - ایک زبان کا درست ہونا میرا تو رُواں رُواں شہر
والونکا احسانمند ہے تھوڑا بہت - لکھنا - پڑھنا - سینا - پرونا - پکانا - ریندھنا - جو کچھ
مجھکو آتا ہے سب کچھ شہر ہی کی بدولت ہے مگر میں تو کہتی ہوں شہر والوں نے میری بولی خراب
کردی - حسن آرا - لو اور سُنو وہی کہاوت ہے گدھے کو نون دیا اُس نے کہا میری آنکھیں
دکھتی ہیں خیر النسا - یہ بڑی شہر والی ہیں اور انکو اپنی گفتگو پر بڑا ناز ہے نہ سمجھیں نہ بوجھیں کہدینے
سے کام - حسن آرا - سیدھی تو بات ہے پہیلی نہیں چیستاں نہیں سمجھنے کو کیا ہوا تم نے یہی کہا کہ
شہر والوں نے میری بولی کو بگاڑ دیا خیر النسا - ہاں ہاں بگاڑ دیا اب خدا کریگا میں پھر اپنے گھر
جاؤں گی تو وہاں والے میری باتوں پر ہنسینگے اور میری نقلیں کرینگے - اُستانی جی - خیر النسا -
سچ کہتی ہیں بڑی خرابی کی بات ہے شہر کی بولی بولو تو گاؤں والے ہنسیں اور دیہات کی بولی
بولو تو شہر والے چھیڑیں حسن آرا - دس نکٹوں میں ایک ناک والا نکو اب کیا نکٹوں کے ڈر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے آدمی ناک کٹا ڈالے خیر النسا شوق سے تم بھی بولی بولنا۔ خیر النسا۔ نہیں بوا میں تو جیسا دیس ویسا بھیس شہر میں آئی کتا بلی کرنے لگی گھر گئی پھر وہی اٹار وٹی۔ حسن آرا۔ گاؤں میں تم جاؤ سہی مگر ممکن نہیں کہ وہاں تمہارا جی لگے انشاء اللہ اگلے ہی مہینے اُلٹے پاؤں بھاگو گی۔ خیر النسا۔ ہم گاؤں والیوں کا خدا ایسا دیدہ ہوائی نکرے کہ گھروں میں جی نہ لگے اِس مکتب کے سواے اور بھی کوئی چیز ہے جس کو میں گاؤں میں جاکر یاد کروں گی۔ حسن آرا۔ ہزار دل لاکھوں چیزیں یاد کرنے کی ہیں ایک بات ہو تو کہوں بڑے سویرے بچھونے سے نہیں اُٹھتے کہ چنے پر ملی والوں کی آوازیں آنی شروع ہوئیں اور۔ خیر النسا۔ اے لاحول ولاقوۃ چنے بھی کوئی آدمیوں کا کھانا ہے یا جانوروں کا دانہ بس دیکھئے شہر والونکی نزاکت۔ حسن آرا۔ وہ دیہاتی چنے ہیں جن کا تم مذکور کرتی ہو شہر کے چنے سبحان اللہ بھلستے ہوئے گرما گرم سوندھی خستہ ٹھڈی کا نام نہیں نرم ایسے کہ بے تکلف پوپلے کھاتے ہیں۔ شہر کا لطف یہ ہے کہ کوڑیوں اور لوہے کی کیل پرانے ٹاٹ اور گوڑ کے بدلے چنے لے لیجئے۔ حسن آرا۔ اور چنے والا ابھی گلی سے باہر نہیں نکلا کہ خوانچے والا آموجود ہوا تازہ حلوا پوری تازی خستہ کچوریاں تازی مٹھائی ہمہ نعمت موجود ایک گیا ایک آیا ایک گیا ایک آیا پہر رات گئی تک یہی تار لگا رہتا ہے۔ برتن۔ کپڑا۔ گوٹا کناری۔ برف۔ میوہ۔ پھول۔ ترکاری۔ جو چیز چاہئے گھر بیٹھے لے لیجئے کتنے بڑے آرام کی بات ہے کباب ایک سے ایک چٹپٹے مزیدار مٹھائیاں ایک سے ایک تحفہ خوشگوار چھ کوڑی کا سودا لو تو بھی دَڈی میں دینگے یہ نہیں کہ سودا لینے جاؤ تو بھیک کا پیالہ گھر سے لیکر نکلو سودے والوں کی صدائیں سُننے والوں کے دلونکو لبھائیں حق تو یہ ہے کہ دنیا کی بہشت شہر ہے خدا رکھے تو شہر میں ورنہ گاؤں کے جینے سے مجھکو تو مرنا قبول ہے۔ خیر النسا۔ واللہ رے چٹوری منہ سوئی پیٹ کوئی بس کھانے پر مرتی ہیں ہم دیہاتیوں میں بھلے مانسوں کی بہو بیٹیاں بازار کی چیز زبان پر بھی نہ رکھیں ہم لوگوں میں تو اِس کا بڑا عیب

لہ یہاں کتا اور بلی بے تشدید پڑھنا چاہئے اس واسطے کہ خیر النسا کو شہر والوں کی تخفیف پر اعتراض کرنا منظور ہے

لہ دڈنو کو مشدد پڑھا جائے جیسا کہ نواح دہلی میں بولتے ہیں +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گمن جاتا ہے۔ حسن آرا۔ آہا آپ بڑی بھلی مانس بڑی اشراف کیوں نہو شریف پور میں نہ آپ
رہتی ہیں اور ہم شہر والے کمینے رذالے خیر النسا۔ کیوں کیا باہر والوں کی شرافت میں بھی کچھ
کلام ہے ہم لوگ ٹکسالی اشراف ہیں۔ حسن آرا۔ تمھاری ذات کیا ہے۔ خیر النسا۔ بیچارے
پتلی دال کے کھانے والے شیخ۔ حسن آرا۔ میں تو مغلانی ہوں کیوں بوا اس مکتب میں کوئی
اور شیخ نہیں۔ حلیمہ۔ میں ہوں۔ کلثوم۔ میں بھی شیخ ہوں۔ زبیدہ۔ ہم بھی شیخونکے نام لیوا
ہیں خیر النسا۔ حلیمہ اور کلثوم کا حال تو میں کچھ جانتی نہیں زبیدہ جیسی شیخونکے نام لیوا ہیں مجھکو
خوب معلوم ہے اور زبیدہ نے بھی ٹھیک اپنے تئیں شیخ نہیں کہا شیخوں کی نام لیوا کہا۔ زبیدہ
تم شیخوں میں کون شیخ ہو۔ زبیدہ۔ کون شیخ تو میں جانتی نہیں شیخ البتہ سُنا کرتی ہوں۔ خیر النساء
اجی قریشی ہو عثمانی ہو صدیقی ہو دہنسکرا ڈفالی ہو۔ زبیدہ۔ یہ مجھکو نہیں معلوم مگر ڈفالی تم ہوگی۔
خیر النسا۔ تمھارے ماموں کا کیا نام ہے۔ زبیدہ۔ مرزا یاور علی بیگ۔ خیر النسا۔ اور خالو۔ زبیدہ۔
میر تقی۔ خیر النسا۔ اور بہنوئی۔ زبیدہ۔ دلاور خاں۔ خیر النسا۔ تو بوا تم خاصی ست بنجی شیخ معجونی ہو
ایک گھر میں چاروں ذات۔ خیر النسا۔ بیگم صاحب شہر کے شیخوں کو آپنے دیکھا۔ حسن آرا۔
دوسری ذات میں رشتہ ناتہ کرنا کیا کچھ منع ہے۔ خیر النسا۔ شریعت میں تو منع نہیں مگر باہر
کے اشراف منع سے بڑھکر جانتے ہیں ہم لوگ سیدوں تک کو بیٹی نہیں دیتے مغل کی کون کہے
اور تمھارے شہر کا یہ قاعدہ ہے کہ ذات جماعت کچھ نہیں دیکھتے صورت شکل اور روپیہ پیسا دیکھ لیا پھر
نہ بیٹی لینے کا مضایقہ نہ بیٹی دینے میں عار اور دیہات والوں میں استخوان اچھی چاہیئے دولت
ہو یا نہ ہو۔ شمودہ۔ بھلا اس سے حاصل جب خدا رسول کے نزدیک منع نہیں تو ذات کوئی چیز نہیں
خیر النسا۔ حاصل حصول تو میں کچھ جانتی نہیں بزرگوں سے ایک بات ہوتی چلی آئی ہے استانی جی
دنیا میں بےوجہ کوئی رسم جاری نہیں ہوئی۔ ذات سے بھی بڑے بڑے فائدے تھے اور ہیں دنیا
میں ذات سے زیادہ پُرانی کوئی رسم نہیں اور کچھ نہ کچھ تو فائدہ اس رسم سے ہے کہ آجتک یہ رسم
موقوف نہیں ہوئی۔ شروع پیدایش دنیا سے کئی ہزار برس تک بادشاہت کا انتظام بیٹھنے نہیں
پایا چاروں طرف لوٹ کھسوٹ مچی رہتی تھی آئے دن ڈاکے پڑا کرتے تھے اور ہمیشہ آپس میں لڑائی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوا کرتی تھی اُن دنوں جان و مال دونوں غیر محفوظ تھے اس واسطے پہلے لوگ جتھے باندھ کر رہتے تھے اور ایک دادا پردادا کی اولاد ایک گروہ بنجاتی تھی جس گروہ میں آدمی زیادہ ہوتے تھے وہی گروہ بڑا زبردست گنا جاتا تھا اس واسطے ہر گروہ میں یہ عہد و پیمان ہوتا تھا کہ آپس ہی میں شادی بیاہ ہو اور اس گروہ کی طاقت کو گھٹنے نہ دیں یوں ذات برادری کی رسم دنیا میں پھیلی جو آجتک چلی جاتی ہے۔ کچھ ذاتیں پیشوں کے اعتبار سے بھی الگ ہوئیں مثلاً جولاہے موچی۔ لہار۔ بڑھئی وغیرہ اور اس سے یہ فائدہ تھا کہ اُس ذات کے لوگ اپنے تئیں اس پیشے کا ٹھیکہ دار سمجھکر اطمینان کے ساتھ کام کریں اور غیر آدمی اس کام کو ہاتھ نہ لگائے چنانچہ یہی دستور ابتک چلا جاتا ہے ہوتے ہوتے بادشاہت کا انتظام اب بخوبی بیٹھ گیا جان و مال کی حفاظت کے لئے اب نہ جتھا درکار ہے نہ گروہ ویسے ہی ذات برادری کا بچار کم رہ گیا ہے اور شہروں سے تو اب بالکل اُٹھ ہی گیا پیشوں کے اعتبار سے جو ذات کا امتیاز تھا اُسمیں بھی کمی ہے۔ خیر النسا۔ تو ذات کچھ فخر کی بات نہیں۔ اُستانی جی۔ آدمی آدمی سب برابر فخر کی بات اگر ہے تو ہنر ہے۔ خیر النسا۔ مگر ذات پہلے سے چلی آتی ہے تو ذات پر فخر بھی پہلے سے چلا آتا ہے۔ اُستانی جی۔ جن لوگوں سے ذاتیں چلیں وہ بڑے نمود کے لوگ تھے اور اپنے گروہ میں سردار تھے اگر فخر کریں تو وہ لوگ اور یوں تو ذات پر فخر برابر ہوتا آیا ہے کوئی زمانہ ایسا نہیں گذرا کہ اُس میں لوگ شیخی خورے نر ہے ہوں جب لیاقت والے بزرگ مر گئے جن کا نام تھا اُن کی اولاد میں کوئی نمود والا ہوا نہیں اب یہ فخر کریں تو کس بات پر بیچارے مردوں ہی کی ہڈیوں کو پڑے چچوڑ رہے ہیں۔ خیر النسا۔ کچھ ہو مگر دھنئے جولاہوں کی برابری تو نہیں ہو سکتی۔ اُستانی جی۔ پھر حسن آرا بیگم کی امیری پر ناحق کا اعتراض ہے انکو امیری کا گھمنڈ تو کسی قدر چاہیے بھی ہے انکو خدا نے دولت تو دے رکھی ہے تمہارے پاس نری شیخی کے سوائے اور کیا ہے اور خدا کے یہاں تو اسکی پرسش ہی نہیں دیکھو اس زمانہ کی سیدانیاں اپنے تئیں کتنا دور کھینچتی ہیں اور پیغمبر صاحب نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رض کو جن سے سیدوں کی جڑ بنیاد ہے بلا کر فرمایا کہ اے فاطمہ رض اس دھوکے میں مت رہنا کہ میں پیغمبر کی بیٹی ہوں بلکہ عاقبت کے لئے سامان کر۔ جب خود

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حضرت فاطمہؓ کا یہ حال ہے تو اب اور کس گنتی میں ہیں۔ ہندی کا ایک دوہا کیا ہی اچھا ہے۔
ذات پات پوچھے نہ کوئی ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئے۔ حسن آرا۔ کیوں خیر النسا اب تو کبھی ذات کا نام
نہ لوگی۔ خیر النسا۔ تم تو بات بات میں امیری نہ جتاؤگی۔ اُستانی جی۔ ذات اور امیری پر کیا موقوف ہے
غرور تو کسی بات پر کرنا ہی نہیں چاہیئے۔ حسن آرا۔ دیہات والے چاہے ٹکسالی اشراف ہوں
مگر عجب روڑھے بھدی اور بہنگم صورتیں ہوتی ہیں کہ بے اختیار ہنسنے کو جی چاہتا ہے نزاکت تو
کسی کو چھو نہیں گئی اچھی بھلی صورت کو بگاڑ دیتے ہیں۔ خیر النسا۔ شہر والوں کی وضع اور تراش خراش
کا جواب تو میں پہلے ہی دے چکی ہوں اگر وضعداری بے پردگی کا نام ہے تو ایسی وضعداری
کو سلام ہے اور ذرا مجھ کو نزاکت کے معنی سمجھا دیجئے۔ حسن آرا۔ مجھکو تو ایسی ہندی کی چندی
نہیں آتی۔ محمودہ۔ نزاکت یہ کہ دُبلا ڈیل۔ سوکھتے ہوئے ہاتھ پاؤں کم خوراک محنت اور تکلیف
کی برداشت نہ کر سکے۔ خیر النسا۔ کیوں بیگم صاحب نزاکت کے یہی معنی ہیں نہ جو منجھو بیگم نے بیان کئے۔
حسن آرا۔ بیشک۔ خیر النسا۔ میں ہاری اور تم جیتیں خدا ہم دیہات والیوں کو روگی اور اپاہج
نہ کرے۔ کیا الٹی سمجھ ہے معذوری پر فخر اور مرض پر ناز اس کے بعد سب نے سکوت کیا تو خیر النسا
بولی اور بھی کسی کو دیہات والیوں پر اعتراض کرنے کا حوصلہ ہو تو کہہ گذرو۔ حسن آرا۔ ابھی تو
میرے اعتراض باقی ہیں دیہات والیوں کے بے سلیقہ ہونے میں بھی کچھ کلام ہے۔ خیر النسا۔
میں شہر والیوں کی لغت کم سمجھتی ہوں پہلے یہ تو فرمایئے کہ سلیقہ کہتے کس کو ہیں حسن آرا۔
نشست برخاست۔ بات چیت کا دستور۔ سلیقہ بولا جاتا ہے۔ خیر النسا۔ یہ واللہ باللہ
اور قبلہ و کعبہ۔ اور مجرا۔ اور کورنش اور مزاج مقدس یہی نہ۔ حسن آرا۔ ہاں یہ بھی داخل سلیقہ ہے
دیہات والیوں کی طرح نہیں بو بو سلام۔ حسن آرا نے اس طرح پر دیہات کی بولی کی نقل کی کہ
سب لڑکیاں ہنس پڑیں اور خود خیر النسا بھی ہنسی کو ضبط نہ کر سکی۔ خیر النسا۔ یہ تو پھر وہی
بولی کا طعنہ ہوا۔ جھوٹے تپاک ظاہرداری کے اشتیاق۔ بناوٹ کی لگاوٹ منہ دیکھے کی
محبت دکھاوے کے پیار لس کام کے۔ ہم باہر والے سیدھے سادھے منہ پر کم اور دل میں
بہت وزیر بیگم کے ہاتھوں اسی ظاہرداری کے دھوکے میں تو ماری پڑی میٹھی چھری زہر کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بجھی مُنہ در مُنہ خالہ نانی پیٹھ پیچھے دشمن جانی۔ چلو مکار و دیکھے تمہارے سلیقے اونچی دُکان پھیکا پکوان ہیں تمہارے رگ و ریشے سے واقف ہوں بس بہت مُنہ مت کھُلواؤ ابھی تکلف کا لفافہ اُدھیڑ کر رکھ دونگی۔ محمودہ بیگم صاحب اب بس کیجئے اِنکو وزیر بیگم کی بیوفائی پر غصہ آگیا ہے۔ خیر النسا۔ ہرگز مجھکو غصہ نہیں ہے بیشک اِنکو اعتراض کرنے دیجئے میں انکو قایل کر کے رہونگی حسن آرا۔ ہاں خیر النسا۔ ہاں اور ہاں حسن آرا۔ بھلا سچ کہنا دیہات والیاں بے ہُنر ہوتی ہیں یا نہیں۔ خیر النسا۔ قصور معاف یہ اعتراض آپکے مُنہ سے اچھا نہیں لگتا کوئی اور لڑکی کہے تو جواب دوں حسن آرا کھسیانی ہو کر) میرا کیا مذکور تھا میں ابتک دولت کو ہنر سمجھتی رہی اب خدا نے بھی چاہا تو تھوڑا بہت سیکھ ہی لونگی مگر ہنرمندوں سے شہر بھرا پڑا ہے بہتر سے بہتر سلائی بہتر سے بہتر کاڑھنا بہتر سے بہتر کام ہر ہر گلی کوچے میں ہے۔ خیر النسا۔ سچ ہے دیہات میں ایسے ہُنر نہیں ہیں اور حسن آرا بھلا شکر ہے تم نے ایک بات تو مانی۔ خیر النسا۔ ذرا سُن تو لیجئے ان ہنروں کے نہ جاننے کی وجہ یہ ہے کہ دیہات میں ان چیزوں کی قدر نہیں اور نہ دیہات والونکو ایسے تکلفات کی ضرورت اور عادت ہے۔ حسن آرا۔ نہیں گاؤں والوں میں کچھ عقل بھی واجبی ہی واجبی ہوتی ہے۔ محمودہ۔ عقل کی ترقی کے سامان گاؤں والونکو میسر نہیں زمین سے غلہ پیدا کر لینا اور مویشیونکو پالنا بس یہی دو بڑے کام ہیں۔ خیر النسا کھیتی بھی بجائے خود بڑا مشکل کام ہے ذرا دولت ہند کو دیکھو زمین کو درست کرنے اور جنس کو اعلیٰ اور عمدہ بنانے کی کیا کیا نادر تدبیریں لکھی ہیں مگر سچ یہ ہے کوئی کرتا کراتا نہیں زمین جوت کر بیج بو دیا اللہ اللہ خیر صلاح۔ حسن آرا۔ کیا دیہات میں عورتیں بھی کھیتی کرتی ہیں۔ خیر النسا غریب آدمی جن میں پردہ کا رواج نہیں اُن کی بہو بیٹیاں مردوں کی برابر کھیتوں میں کام کرتی ہیں مگر ہم لوگوں میں ایسا نہیں ہوتا ہماری یہی کھیتی ہے گھر میں ترکاریاں بولیں امرود انار آڑو فالسہ کھرنی لیموں نارنگی بیر آم اس طرح کے میوہ دار درخت جگہ ہوئی تو لگائے یا جی بہلانے کو ایک آدھ کیاری میں پھول۔ مگر پھر بھی دیہات والے خدا کے اس نمونہ قدرت سے ایسے ناواقف نہیں ہوتے کہ خشکے کے پیڑ اور تنجن کے درخت کو دیکھ کر حیرت کریں۔ اُستانی جی۔ دیہات والیوں کے حال پر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

البتہ مجھکو بھی اس خیال سے تاسف ہوا کرتا ہے کہ اُن کی عقل کی اصلاح کا کچھ سامان بہم نہیں پہنچتا بیچاریاں انواع واقسام کے اوہام میں مبتلا رہتی ہیں لوٹنے ٹوٹکے اُتارے چڑھاوے نظر گذر جن آسیب بھوت پریت چڑیل فال شگون جھاڑ پھونک جادو منتر نذر منت ان چیزوں کا بچار گاؤں والوں میں اکثر کرکے ہوتا ہے۔ شہر میں بھی یہ خرابی کیوں نہیں تھی اب خدا خدا کر کے مولویوں نے درس سنا سُنا کر کفر توڑا ہے یہی خیر النسا موجود ہیں اُنکی چھوٹی بہن کو کس کس مصیبت سے میں نے چیچک کا ٹیکا دلوایا ہے کہ معاذ اللہ ؛

عورتوں کے متوہمات کی ایک طولانی حکایت

دیہات والوں کے خیالات میں بیدینی بہت ہے سبب گیا ہے علم کی کمی عقل کی کوتاہی ہمارے دور کے رشتے کی ایک نانی تھیں کوئی چار برس ہوئے پورے سو برس کی ہو کر مریں اُنکے حالات سُنو تو نہایت تعجب کرو ایک تو اگلے وقتوں کے آدمی دوسرے مدتوں رہیں باہر۔ دیہات والیوں کی خوبو اُن میں اتنا اثر کر گئی تھی کہ بس وہم کا پُتلا بن گئی تھیں اتنا پھونک پھونک کر تو قدم رکھتی تھیں مگو بیچاری رہیں سدا غمزدہ میاں بھائی جوان جوان بیٹے جوان جوان بیٹیاں سب ایک ایک کر کے اُن کے روبرو مرے۔ اب اپنے مرتیوں کو شہر میں آ کر رہیں تو صرف ایک بھتیجا ساتھ تھا بھرے کنبے میں یہ ایک بچہ بچا تھا یوں ہی اُس کی اللہ آمین بھی اور سیر (اللہ جنت نصیب کرے) نانی کے احتیاط میں کہہ نہیں سکتی کس آفت میں وہ لڑکا مبتلا رہتا تھا کوئی دکھ ہو دوا تو اُس بیچارے نے جانی ہی نہیں کہ کس کو کہتے ہیں بس لوٹنے ٹوٹکو پر اُس کی زندگی تھی جب نانی اُس کو لیکر شہر میں آئیں تو کوئی چار مہینے کا بخار تھا لڑکا نگوڑا سوکھ کر کانٹا ہو گیا۔ تیلیوں جیسے ہاتھ پاؤں۔ رنگت جیسے کسی نے مُنہ پر ہلدی ملدی ہو۔ گلوں پر آنکھوں پر۔ ہاتھ پاؤں پر اچھا خاصہ ورم موجود تلی اتنی بڑھی ہوئی کہ پیٹ میں سانس مشکل سے سمائے اور اُسکے ساتھ کھانسی۔ کھانسی بھی ایسی کھانسی کہ رات دن دم نہ لینے دے یہ تو حال تھا مگر دوا کی دوا نہیں ملتی تھی خدا نکرے کچھ پیسے کا لالچ نہیں اُس لڑکے کیلئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نانی کو اپنی جان تک دریغ نہ تھی اور سوائے اُس کے اُنکا اور تھا کون آپ گور میں پاؤں لٹکائے بیٹھی تھیں مال و متاع جو کچھ تھا اِسی لڑکے کا تھا جوں ہی پالکی سے اُس نیم جان لڑکے کو لیکر اُتریں ہم سب تو اُس کی صورت دیکھکر ڈر گئے ہیں۔ اچھی نانی اِس لڑکے کا کیا حال ہے اور کب سے یہ بیمار ہے۔ نانی۔ تیزی کا چاند دیکھکر جو پڑا ہے تو ابتک نہیں سنبھلا مرت بیاہی کے بچوں کی یہی تو خرابی ہے بات بات میں ہٹ بات بات میں ضد اسکی ضد نے اس کو بھی اِس ہڈرے کو پہنچایا اور میں تو اِس کی بیماری میں مردے سے بدتر ہو رہی ہوں کھانیکا مجھکو ہوش نہیں اپنے تن بدن کی مجھکو خبر نہیں دھڑکوں میں جان جاتی ہے۔ میں۔ اچھی پھر اُس شہر میں کوئی حکیم کوئی ڈاکٹر نہ تھا۔ نانی۔ بہتیرے ڈاکٹر۔ مگر جب یہ کسی کے بس کے ہوں ہیں۔ کیا یہ دوا نہیں پیتا پرہیز نہیں کرتا۔ نانی۔ نہیں دوا تو پی لیتا ہے اور پرہیز کو تو اب پانچواں مہینا ہے اُبالی کھچڑی کے سوائے دوسری چیز زبان پر رکھی ہو تو حرام ہیں۔ پھر کیا علاج نے فائدہ نہیں کیا۔ نانی۔ حکیموں کا علاج تو کیا ہی نہیں ہیں۔ اچھی حکیم کسی اور دنکے واسطے ہیں یہ تو حال لڑکے کا ہوگیا ہے اور ابھی تک دوا مطلق نہیں کی یہاں شہر میں ایک سے ایک بڑھے چڑھے حکیم ہیں دوا بھی عمدہ سے عمدہ ملتی ہے بسم اللہ کرکے کل ہی سے علاج شروع کردیجئے۔ نانی۔ حکیم کا علاج کرنے تو میں یہاں نہیں آئی البتہ کچھ منتیں ہیں اُنکو اُتارنا ہے۔ میں۔ حکیم کی دوا کرنے میں تامل کی کیا وجہ ہے۔ نانی۔ یہ مرض حکیموں کے قابو کے نہیں ہیں اِس لڑکے کی مانکو دکھ کا خلل تھا پانچواں برس بچے کو لگا اور رخصت ہوا یہ لڑکا دسویں جگہ ہے نہیں معلوم کہاں کہاں کی خاک چھانی اور اس لڑکے کے پیچھے میں نے اپنا لہو اور پسینا ایک کردیا۔ اِس دکھ کا دستور ہے کہ بارہ برس تک اِس کا زور رہتا ہے ایک چار مہینے مصیبت کے اور ہیں یہ ٹلجائیں تو خاطر جمع ہو۔ میں۔ اس طرح کے دکھ لوگوں سے تو میں بھی سُنتی ہوں مگر مجھے دل سے میں اس کی قائل نہیں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ دکھ ہو مانکو اور بچوں پر بارہ بارہ برس تک اُس کا اثر رہے اور کوئی دکھ ہو اُسکی کچھ دوا ہے یہ کیسا لاعلاج دکھ ہے کہ طبیب اس کے قائل نہیں اور پیدا اسکو تسلیم نہیں کرتے ڈاکٹر اسکو نہیں مانتے اور نہ کچھ اسکی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کیفیت معلوم ہوتی ہے کہ ہے کیا بلا۔ نانی۔ ہاں اِس تیرھویں صدی میں یہ نئی حکمت ایجاد ہوئی ہے ورنہ ہمارے خُسر کیسے بڑے مولوی تھے کہ دنیا جہان میں اُن کا فتویٰ چلتا تھا خود اس کے عامل تھے اب برکت والے علم والے لوگ اُٹھ گئے کٹھ مُلّا رہ گئی ہیں جن کو نماز تک کی نیت نہیں آتی نئے نئے مسئلے نکالے ہیں پیر پیغمبر کے درود فاتحہ کو حرام بتائیں۔ سہرے کنگنے کو منع کریں شادی بیاہ میں نوبت نقارہ سب بند تیر تہوار پیغمبروں سے چلے آتے ہیں سب موقوف محرم کا شربت حرام شب برات کا مانڈا حلوا حرام عید کی سوّیاں حرام۔ مرد تو بگڑے ہی تھے اُنہوں نے عورتوں کو بھی اپنے ساتھ خراب کیا وہی کہاوت ہے مصرع میں تو ڈوبا ہوں مگر تجھ کو بھی لے ڈوبونگا۔ ابکی سُہاگنیں رانڈوں سے بدتر نہ کپڑوں میں رنگ نہ مُنہ میں مسی نہ ناک میں نتھ نہ ہاتھوں میں چوڑیاں۔ میں۔ یہ سب کچھ ہے مگر اس سے کوئی خرابی تو پیدا نہیں ہوئی بلکہ سردست ایک فائدہ ہوا کہ رسموں کی پابندی میں جو تکلیف ہوتی اُس سے محفوظ رہے۔ نانی۔ جب سے رسمیں اُٹھ گئیں دنیا سے رونق۔ برکت محبت سبھی کچھ تو اُٹھ گیا رہا کیا ہے میاں بیبیوں میں وہ اگلے وقتوں کے اخلاص نہ رہے بھائی بہنوں میں پہلی سی محبتیں نہ رہیں نہ وہ سستے سمے ہیں نہ وہ فراغتیں ہیں اتنو گھر گھر رو ٹیوں کے لالے پڑے ہیں۔ میں۔ نانی تکلف اور نمود کی چیزیں نئی نئی بہت چل نکلی ہیں اِس سے سب کے خرچ بڑھ گئے ہیں اور ملک میں ہر طرف امن ہونے سے ایک جگہ کا پیداوار تمام ملک میں پھیل جاتا ہے دو سال اس طرف خشکی رہی کلکتے تک سے غلّہ کھنچا چلا آتا تھا دوسرے آدمیوں کا شمار بہت بڑھ گیا ہے اناج سستا ہو تو کیونکر ہو۔ نانی۔ اے چل لڑکی ہیں ایسے ڈھکوسلے نہیں سمجھتی میرے گھر آپ کھیتی ہوتی ہے دیکھے ہیں دس من ہوتا تھا تو اب دو من نہیں ہوتا۔ میں۔ نانی میں نے کھیتی نہیں کی لیکن اس فن میں دو ایک کتابیں دیکھی ہیں اسمیں شک نہیں کہ اگلے زمانے کی نسبت اندنوں زمین کا پیداوار گھٹ گیا ہے سو اُس کا سبب ہے اگلے زمانے میں عملداری کا انتظام خراب تھا لوٹ کھسوٹ کی ڈر سے کھیتی کم ہوتی تھی اور بہت زمین پڑی رہا کرتی تھی اور پڑے رہنے سے اُسکی طاقت بڑھتی تھی جب بوئی جاتی تو بڑے اناج ہوتے اب کسی سال زمین پڑی نہیں رہتی پیداوار تو گھٹا ہی چاہئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نانی بیٹی وہ پہلے کیسی برسات ہی نہیں ہوتی اتنی عمر ہونے آئی ایک چورانوے کے کال کے سوائے
ہمنے تو قحط کا نام نہیں سُنا تھا اب تو قحط ایک معمولی بات ہوگئی چار برس ہوئے اوڑیسہ خاک سیاہ
ہوگیا دو برس ہم لوگوں نے مصیبت جھیلی امسال یہاں فصل اچھی ہے تو پنجاب بگڑا ہوا ہے غرض
کسی نہ کسی طرف ضرور کال رہتا ہے۔ بیں۔ نانی میں تو جانتی ہوں برساتیں جیسی سدا سے ہوتی
آئی ہیں ویسی ہی اب بھی ہوتی ہیں بلکہ نہروں کے جاری ہونے سے جابجا پانی کی افراط ہوگئی
ہے مگر اگلے وقتوں میں ہمکو اور شہروں کا حال معلوم نہیں ہوتا تھا اب ایک جگہ ذرا سی
خرابی ہوتی ہے تو تمام ملک میں ڈھنڈورا پٹ جاتا ہے۔ نانی۔ ایک برسات کچھ ایسا لیل و نہار بدلا
ہے کہ نہ گرمی میں گرمی رہی نہ جاڑے میں جاڑا۔ بیں۔ عجب کیا ہے ہزاروں کوس کے جنگل کٹ کر
آباد ہوگئے جابجا نہر جاری ہوگئی آبادی ڈیوڑھی ہوگئی ان باتوں نے آب و ہوا پر ضرور اثر کیا
ہوگا۔ نانی۔ اثر کیسا جن بیماریوں کا نام نہیں سُنا تھا برس میں دو دو بار اُنکا دورہ ہوتا ہے کوئی
سال تو ہیضے اور چیچک سے خالی نہیں جاتا۔ بیں۔ نانی۔ کیا ہیضہ اور چیچک پہلے نہیں تھے۔ نانی۔
ہیضہ ہوتا تھا مگر وہی گرانی اور بدہضمی کے ہیضے ہوتے تھے سو بھی شاذ و نادر اب تو عالمگیر وبا ہوتی ہے
چیچک البتہ پہلے سے چلی آتی ہے جو آدمی کے جثہ میں آیا ہے چیچک سے نہیں بچا قبر کے اندر تک تو نکلتی
ہے۔ بیں۔ نانی۔ اس کا تو انگریزوں نے ٹیکا وہ حکمی علاج نکالا ہے کہ کبھی خطا ہی نہیں کرتا۔ نانی۔
اے ہے آگ لگے اس ٹیکے کو میں پانچ مہینے سے وہی دُکھڑا جھیل رہی ہوں اس لڑکیکو اور روگ
کیا ہے اسکے باوا نے میرے بے پوچھے ٹیکا لگوا دیا آج تک مصیبت سے پناہ نہیں۔ بیں۔ دانہ
اُٹھا تھا۔ نانی۔ اُٹھنا کیسا ساری بانہہ مہینوں پکا کی۔ بیں۔ پھر چیچک تو نہ نکلی ہوگی۔ نانی۔ بڑی
ذات کی تو نہیں نکلی اور بڑی نکلی ہوتی تو بھلے ہی دن نہوتے۔ بیں۔ کھسرا تھی تو وہ کچھ ایسی خطرناک
نہیں ہوتی۔ نانی۔ اوپر والوں کی بے تدبیری نے بگاڑ دیا اوّل تو ٹیکا لگوایا دوسرے انکے نکلنے میں
جو پرہیز ہوتے ہیں وہ نہ کئے۔ بیں۔ کھسرا میں کچھ پرہیز بھی ہوتا ہے۔ نانی۔ کیوں نہیں گھر میں گھر
نہ لگے دھوبی کے گھر کے دھوئے ہوئے سفید کپڑے گھر میں کوئی نہ بدلے باہر سے اول تو کوئی آنے نہ پائے
اور جو ایسی ہی ضرورت ہو تو تھم کر اور دم لیکر خوشبو کسی قسم کی پاس نہ آئے دوا تو اس بیماری میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کرنی ہی نہیں چاہئے گرج کی آواز بچے کے کان میں نہ پڑے اسی طرح کے بہتیرے پرہیز ہیں مگر کرنے والیکو سو انکے باوا اُنھیں بگڑے ہوئے مولویوں میں ہیں اُنکے یہاں نہ کچھ پرہیز ہے نہ احتیاط بلکہ اس کو شرک اور کفر بتاتے ہیں اس لڑکے کو کھسرا نکلے تو ضد کر کرکے بدپرہیز یاں کیں کھسرا مڑے پر آنکھیں دُکھنے آئیں تو کحّال کا علاج ہوا میں ہرچند کہتی رہی کہ دیکھو کھسرا کی آنکھیں ہیں دوا مت کرو ایک نہ مانی ایسی آنکھوں کی دوا یہی ہوتی ہے چنے کی دال اُتار رکھی سات پھول اُتار رکھ چھوڑے آنکھیں اچھی ہوئیں نہر میں بہا دیئے خیر اُنھوں نے آنکھیں تو اچھی کرا لیں مگر آنکھوں کا اچھا ہونا تھا کہ بخار آنے لگا تب تو میں نے کہا کہ بلا سے شرک کرتے ہیں تو ہم کرتے ہیں مگر ہماری بات میں دخل مت دو انکے باوا تو اسی بات پر لڑ کر علاقے پر چلے گئے تب سے اُنھوں نے یہ نہیں پوچھا کہ لڑکا مرتا ہے یا جیتا ہے میں اسکے پیچھے دیوانی بن رہی ہوں دنیا بھر کی تدبیریں کر چکی بخار ہے کہ ایک دن کو پیچھا نہیں چھوڑتا۔ میں۔ اچھی نانی تم کہتی ہو حکیم کا علاج نہیں کیا پھر وہ دنیا بھر کی تدبیریں کیا تھیں جو تم کر چکیں۔ نانی۔ مہینوں تو شربت کی کلھیاں اُتار کر چوراہے میں رکھوائیں تمباکو کا ہاتھی بنا کر رات کو بلا ناغہ سرہانے رکھا رتھ کے پھندنے اُس کے گلے میں لٹکائے سیکڑوں دفعہ پانی اور انگارے اُسپر سے اُتارے ہیں۔ نانی۔ انگارے کیونکر اُتارتے ہیں۔ نانی پانی اور سات انگارے سر کی طرف سے پاؤں تک اُتارے اور گھر کی موری کے پاس لیجا کر ٹھنڈے کر دیئے اور ٹھنڈا کرتے وقت مُنہ سے کہہ دیا کہ بھوکا ہے تو آگ کھا اور پیاسا ہے تو پانی پی۔ میں۔ اچھی پھر یہ سب کچھ تو کر چکیں اور کچھ فائدہ نہیں ہوا روز بروز لڑکے کی حالت ردی ہوتی گئی تو اب حکیم کا علاج بھی کر دیکھو۔ نانی۔ یہ سب بگاڑ علاج ہی سے تو پڑے ہیں اب پھر علاج کروں تو لڑکے سے ہاتھ دھو بیٹھوں۔ میں معلوم ہوتا ہے کہ کھسرا کی گرمی اندر بھر گئی ہے اسکو ٹھنڈائی نہیں پہنچی۔ نانی۔ اس لڑکے کی افتاد تو ماں کے پیٹ سے بگڑی ہوئی ہے آجکل کی لڑکیاں بڑے بوڑھوں کو تمہاری طرح احمق سمجھتی ہی ہیں اُس نے بھی میرے کہنے پر کبھی خیال نہ کیا اچھوتی کوکھ کو بیٹھے بٹھلائے روگ لگا لیا۔ میں۔ کیا کچھ کھانے پینے میں بے احتیاطی کی۔ نانی۔ نہیں اس روگ کی روک اُن سے نہو سکی۔ میں۔ اچھی نانی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مجھکو تو بتاؤ کس کس بات سے اس کی روک ہوتی ہے ۔ نانی ۔ آٹا چھاننے میں جو آٹے کا گھیرا زمین پر پنجاتا ہے اُسکو لانگھنے سے یہ دُکھ ہو جاتا ہے دو نو وقت ملے جا ضرور جانے سے کسی کے ساتھ برابر کھڑے ہو کر گلے لگنے سے ڈوپٹے کا پلہ زمین میں لٹکنے سے چراغ کا ہاتھ پیٹ کو چھو جانے سے ۔ درخت تلے نہانے سے دُکھ والیکا پانی لانگنے سے ۔ ہیں ۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی بدنی بیماری نہیں ۔ نانی ۔ توبہ توبہ ایک طرح کا آسیب ہے اور آدمی سے آدمی کو اُڑ کر لگجاتا ہے ۔ ہیں ۔ آخر سب سے پہلے جس عورت کو ہوا ہوگا تو از خود ہوا ہوگا ۔ نانی ۔ خدا کی پناہ لڑکی تو تو بلا کی حجتی ہے میں نے کہا نہیں کہ از خود بھی یہ روگ پیدا ہو جاتا ہے ۔ ہیں ۔ نانی تم تو خفا ہوتی ہو اب تم سے نہ پوچھیں تو کس سے پوچھیں ۔ نانی ۔ ہائے چل مکارہ میں خوب سمجھتی ہوں تو مجھکو باتوں میں بہاتی ہے ہیں ۔ اے ہے نانی میں اور تم کو بناؤں گی ۔ نانی ۔ بالکل تیری ہی سی طبیعت اِس لڑکے کی ماں کی تھی وہ بھی بات بات میں ناحق کی حجتیں نکالا کرتی تھی جبتک جی خوشی نصیب نہوئی اب آپ تو چل بسی آفت ہمارے سر پر ہے اور ماں باپ کے اختیار میں رہتا تو بہ توبہ کیا یہ جیتا وہ تو جس دن سے یہ روح پڑی مجھی سری کی تھی کہ ہر طرح کی خبر گیری کرتی رہی ۔ گنڈے اور تو شتے اور منتیں اور چڑھاوے کوئی بات تو میں نے اُٹھا نہیں رکھی ہیں ۔ نانی بہت ہی بُرا عقیدہ تمہارا ہے توبہ کرو توبہ اب مرنیکے دن قریب آئے خدا کو کیا جواب دوگی سوائے خدا کے مرنا جینا بھی کسی کے اختیار میں ہے یہی شرک ہے ۔ نانی ۔ خدا برحق اور اُسکی قدرت برحق یہ باتیں بھی اُسی نے بنائی ہیں دکھا تو کون سے قرآن میں لکھا ہے کہ بچہ پیٹ میں ہو اور دُھرے دُھرے گہن پڑیں اور بچے والی آنگن میں چلے پھرے اور کام کرے بتا تو کون سی حدیث میں آیا ہے کہ بچوں کو مکان میں اکیلا چھوڑ دیا کرو اور اولیتونکے تلے درختوں کے نیچے بیٹے تاکل دودھ پلایا کرو ۔ ہیں ۔ قرآن اور حدیث میں سیکڑوں جگہ لکھا ہے کہ موت و حیات صرف خدا کے اختیار میں ہے اور بندہ عاجز ہے ۔ شعر ۔ نہیں اُس کے سوا طاقت کسی میں کہ کام آوے کسی کی بیکسی میں ۔ نانی بھلا آگ کا کام جلانا ہے یا نہیں ۔ ہیں ۔ ہے اور خدا یہ تاثیر آگ میں رکھدی ہے ۔ نانی ۔ بس نظر اور پرچھانوے میں بھی خدا ہی نے یہ تاثیر رکھی ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں ۔ تم نے زبردستی یہ ناحق کی تاثیریں مان رکھی ہیں کہیں سے اسکی اصل نہیں پائی جاتی نانی۔ اے لڑکی نظر کی تاثیر میں بھی کلام ہے نظر تو مشہور بات ہے پتھر کو توڑ دیتی ہے آدمی تو آدمی جانور کی نظر لگجاتی ہے۔ میں ۔ کس جانور کی ۔ نانی ۔ کتے کی چھپکلی کی ۔ میں ۔ در و دیوار کی نظر لگنے لگی تو غضب ہے کہاں زمین کے پردوں میں آدمی جاکر کھلے ۔ نانی ۔ زمین کے پردوں میں نجا ئیے تو ایسی بے احتیاطی بھی نکرے کہ ہر کس و ناکس کے سامنے کھانے لگے تم علاج علاج بہت پکارتی ہو دیکھو ایک نظر ہی ہے لاکھ علاج کرو جبتک وہ چیز نظر والے کو نہ پہنچ جائیگی کوئی علاج تو فائدہ کرنے ہی کا نہیں ہیں ۔ آخر نظر کا کچھ دفعیہ بھی ہے ۔ نانی ۔ نظر والیکے پاؤں تلے کی مٹی یا لہسن پیاز مرچ نمک چولھے میں جلاتے یا وہی کھانا چوراہے میں رکھوا دیتے یا نظر والیکو کھلا دیتے یا نظر رسیدہ کے ہاتھ سے گوشت چھوا کر چیلونکو دیتے ہیں بعض لوگ کھانے سے پہلے حق نظری نکالکر رکھ چھوڑتے ہیں کچھ کرو ہے صدقہ اور صدقہ دیا ردبلا ثواب کا ثواب اور علاج کا علاج ۔ میں ۔ نہ ثواب نہ علاج ثواب تو جب ہو کہ صرف خدا واسطے کو دیا جائے ایسا دینا تو ایک طرح کی بھینٹ ہوئی اور علاج سے تو کچھ علاقہ ہی نہیں ۔ نانی ۔ جو کچھ سمجھو مگر نظر کے زہر کے اُتارکا منتر اگر ہے تو یہ ہے ۔ میں ۔ نانی تم اتنی تو احتیاط کرتی ہو مگر کچھ اس کا اثر تو خاک نظر نہیں آتا ہم نے تو تم کو سدا روتی ہی دیکھا تم سے ہزار درجہ تو وہ لوگ خوش ہیں جو ان باتوں کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے ۔ نانی ۔ بیٹی میرے رونے کی کچھ نہ پوچھو جب سے آنکھ کے نیچے یہ مسّہ اُٹھا آنسو نہیں تھمتے ہیں ۔ پھر اس بیچارے لڑکے کو اسی طرح جھلائیگا یا کچھ تدبیر بھی کیجیئے گا ۔ نانی ۔ اس کو کھانسی اور بخار دو روگ ہیں سو کھانسی کو تو ابھی چار دن اور میں نہیں چھیڑتی ۔ میں ۔ کیوں ۔ نانی ۔ اس کی کھانسی کالی کھانسی ہے اور اس کی بڑی عمدہ دوا یہ ہے کہ کالے گھوڑے کے سوار سے پوچھے جو کہے سو کرے سو گیارہ دن ہوئے ایک شخص کالے ٹٹو پر چڑھا چلا جاتا تھا اس سے پوچھا تو اس نے کہا دہی میں آپ اچھی ہو جائیگی رہا بخار سو اسکی منتیں اُتارنی مقدم ہیں دیکھتی ہو چار چار چوٹیاں سر پر ہیں گردن میں ہنسلیوں اور چاندنکا ڈھیر ہو گیا ہے کہیں کی چادر دینی کہیں کا بکرا مانا ہوا ہے یہ منتیں اُتریں اور تم بخار کو اُترا سمجھو تکلیف اس کو ہے میں جانتی ہوں مگر میری خاطر جمع ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں اسکو خواب میں مردہ دیکھ چکی ہوں اور جس کو مردہ دیکھو اسکی زندگی دراز ہوتی ہے۔
غرضکہ ہزار ہزار تدبیر کی کہ علاج ہو نہوا آب وہوا کی تبدیل سے خود بخود لڑکے کی طبیعت بہت
کچھ سنبھل گئی تھی یکایک سُنا کہ نانی کل جا رہی ہیں۔ میں۔ اچھی نانی ایسی جلدی۔ نانی۔
ہاں بوا مکان اچھا نہیں کیا کروں۔ میں۔ ہاں کچھ بند بند سا ہے ہوا کم لگتی ہو گی رات کو
بالاخانہ پر سو رہا کرو۔ نانی۔ آگ لگے اِس گھر کو اور اسکے بالاخانے کو کوئی آدمیوں کے رہنے کا ہے
میں۔ نانی ایسا بہت چھوٹا تو نہیں ہے اور بالاخانہ تو خوب ہے ہوادار ہے نیچے کا صحن البتہ
ذرا بھچا بھچا ہے۔ نانی تم ہوا ہی کو بیٹھتی ہو رات بھر بچا اُچھل اُچھل پڑتا ہے اور کچھ ایسا
بھیانک بھیانک ہے کہ خود مجھ ہی کو ڈر لگتا ہے تمام رات بُرے بُرے خواب نظر آتے ہیں۔
میں۔ کبھی کچھ آنکھوں سے بھی دیکھا ہے۔ نانی۔ جھوٹ کیونکر کہدوں دیکھا بھالا تو کچھ نہیں
خدا نہ دکھائے مگر نہیں بوا مکان برا ہی ہے۔ میں۔ اچھی کیا بُرائی ہے۔ نانی۔ تمام رات تو
کم بخت بلیاں روتی ہیں پچھواڑے بڑ کا درخت ہے اُس پر اُلّو رہتا ہے رات کو جب آنکھ کھلے
گلی میں کتّوں کو روتے سُنو کوٹھا سب سے زیادہ خراب ہے۔ میں۔ دو برس تک ایک کرایہ دار
بال بچوں سمیت اسی کوٹھے پر رہا ہم نے تو کچھ شکایت نہیں سُنی۔ نانی۔ اُسکے اُٹھ جانے پر خراب
ہو گیا ہو گا۔ میں۔ اچھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ نانی۔ کیوں اچھے گھر میں چالیس دن چراغ نہ
جلے تو اس میں دخل کر لیتے ہیں۔ میں۔ نانی شہر کی ہوا لڑکے کو خوب راس آئی ہے دیکھو تو
پہلے کی نسبت ماشاءاللہ کتنا فرق ہے مہینہ سوا مہینہ اور رہ جاؤ تو یہ لڑکا بالکل اچھا ہو جائے۔
نانی۔ اجی انکا تو وہی منتوں کا تقاضا تھا سو میں کر چکی اب کچھ ڈر کی بات نہیں اصل خیر سے
اسکی سالگرہ ہو جائے تو پھر مجھکو کسی طرح کا کھٹکا نہیں میں تو آپ باہر سے گھبرا اُٹھی ہوں اسکی
سالگرہ ہوئی اور میں سب کو ساتھ لیکر آئی۔ غرض ایسا وہم دل میں سمایا کہ نہ ٹھہریں پر نہ ٹھہریں
دیکھو ان ہماری نانی کے کیسے خیالات تھے جن کو دین اور عقل سے کچھ واسطہ نہ تھا اور یہ
سب دیہات کے رہنے کا اثر تھا سب سے بڑا عیب تو دیہات میں یہ ہے دوسرے عورتوں پر
کچھ اس طرح کی سختی اور قید ہے کہ بیان نہیں ہو سکتا آٹھ آٹھ دس دس برس کی بیاہی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوئیں اور تین نہیں چار چار بچوں کی مائیں مگر گھونگھٹ کا تو بڑا چڑھا ہوا ہے بات چیت سے معذور گفت و شنود سے محروم غرضکہ شرعی پردہ داری کے ساتھ جو آزادی عورتوں کو حاصل ہونی چاہئے دیہات میں میسّر نہیں غلامی کی حالت میں بیچاریوں کی زندگی بسر ہوتی ہے ازبسکہ حسن آرا کی منگنی جھجھر میں ہوئی تھی اس بات کو سُنکر ایسی سناٹے میں ہوئی کہ پھر بولی ہی نہیں جب شام ہونے آئی اُستانی جی نے کہا لڑکیو تم کو خدا کی سنوار ہے مسیح الملک کی کہانی کو کچھ ایسی گھڑی کا تہ کیا ہے کہ پھر اُس کا نام تک نہیں لیا کوئی معمول ہو ایک روز بھی ناغہ ہو جاتا ہے تو چالیس دن کی برکت اُڑ پڑ جاتی ہے تم کو کہانیوں ہی کھیل سوجھتا ہے اور میں سبق سے بڑھکر انکو ضرور سمجھتی ہوں جاؤ کتاب نکال لاؤ۔

حسن آرا نے مسیح الملک کی کہانی پڑھ کر سُنائی

اِس اثنا میں حسن آرا نے بھی چپکے چپکے اتنی استعداد پیدا کر لی تھی کہ عبارت پڑھ لے سکتی تھی فراٹے کے ساتھ تو نہیں پڑھا جاتا تھا مگر اٹکتی بھی نہ تھی شاذ و نادر کوئی عربی فارسی کا لفظ آ گیا تو ذرا کے ذرا رُکی اور چل نکلی۔ کہانیوں کا نام سنکر حسن آرا کے دل میں گدگدی ہونے لگی اور محمودہ کے پاس جا کر آہستہ سے کہا کہ آج جی چاہتا ہے کہ میں پڑھوں۔ محمودہ۔ بسم اللہ۔ حسن آرا۔ اُستانی جی سے کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ محمودہ۔ شرم کی کیا بات ہے میں کہدوں۔ حسن آرا۔ کسی کو میرے پڑھنے کا حال معلوم نہیں سنکر سبکو تعجب ہوگا۔ محمودہ۔ ہوگا تو سہی۔ حسن آرا۔ سب کان لگا کر سُنینگی ایسا نہو میرے سٹّی بھول جائے۔ محمودہ۔ اِن میں کوئی اجنبی آدمی نہیں ہے پڑھنے میں کتاب کے سوائے تم دوسری طرف خیال نکرنا۔ حسن آرا۔ آگے کی کہانی کچھ بہت مشکل ہے۔ نہیں منتخب الحکایات تم بے تامل پڑھتی ہو اُس سے تو کہیں سہل ہے۔ حسن آرا۔ تم میرے پاس بیٹھنا۔ محمودہ۔ ضرور۔ حسن آرا۔ اُستانی جی کچھ خفا تو نہونگی۔ محمودہ۔ ہرگز نہیں خوش ہونیکی بات ہے یا خفا ہونیکی۔ حسن آرا۔ اے ہے جی ڈرتا ہے۔ محمودہ۔ اُستانی جی کی خفگی سے۔ حسن آرا۔ نہیں سب کے سامنے پڑھنے سے۔ محمودہ۔ ابھی آنکھیں نیچے کئے تم پڑھ چلنا تھوڑی دیر میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیاؤ کھل جائیگا۔ اتنے میں رابعہ کتاب نکال بیٹھی جوں ہی چاہتی تھی کہ پڑھے محمودہ نے کہا اُستانی جی آج حکم ہو تو حسن آرا بیگم کہانی پڑھیں۔ یہ سُنکر سبکو حیرت ہوئی۔ اُستانی جی۔ ہاں۔ محمودہ۔ حُسن آرا بیگم کئی مہینے سے چپکے چپکے مجھ سے پڑھتی تھیں اب عبارت پڑھنے لگی ہیں اُستانی جی شروع میں ایک مرتبہ اُنہوں نے مجھ سے پڑھنے کو کہا تھا میں نے اس خیال سے روکدیا کہ انکا شوق خوب تیز ہولے تب شروع کراؤں پھر انہوں نے کچھ تذکرہ نہیں کیا میں سمجھی کہ ابھی ارادہ نہوگا۔ محمودہ۔ جناب اُسی دن سے انہوں نے پڑھنا شروع کیا ماشاءاللہ ایسا ذہن ہے کہ میں نے تو نہیں دیکھا ایک دن میں تو انہوں نے ساری الف بے پہچان لی تھی اور کچھ ایسا حافظہ خدا نے دیا ہے کہ جو پڑھا بس پتھر کی لکیر +

غیرت اور غور

اُستانی جی۔ حُسن آرا بیگم محمودہ سے تمہارے پڑھنے کا حال سنکر میں بہت خوش ہوئی اور اتنی تھوڑی مدت میں جو تم نے عبارت پڑھ لینے کی استعداد حاصل کی میں سب لڑکیوں کے روبرو تم کو اسکی شاباش دیتی ہوں۔ میں جانتی ہوں کہ محمودہ سے چھپ کر پڑھنے کا یہ سبب ہوا ہے کہ تمہاری غیرت نے چھوٹی لڑکیوں کے روبرو جو کتابیں پڑھتی ہیں الف بے پڑھنا پسند نہیں کیا۔ میں تمہاری اس غیرت پر آفرین کہتی ہوں غیرت آدمی کو خدا نے اسی واسطے دی ہے کہ وہ نیک کاموں میں اُس سے مدد لے غیرت سستی اور کاہلی کا تازیانہ ہے غیرت سے شوق کو تیزی اور ارادوں کو پائداری حاصل ہوتی ہے۔ غیرت ہمارے حق میں امداد الٰہی اور تائید غیبی ہے مشکلوں پر غالب آنے اور وقتوں کے رفع کرنے کے لئے غیرت ایک عمدہ ہتھیار ہے۔ غیرت محنت کو راحت اور زحمت کو آسایش کر دیتی ہے غیرت ہمارے دلوں کی توانائی اور ہماری جانوں کی قوت ہے۔ غیرت وہ تیر ہے جس کا نشانہ کبھی خطا نہیں کرتا۔ غیرت وہ تدبیر ہے جس کا نتیجہ ہمیشہ کامیابی اور فتحمندی ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے مزاج غیور ہوں اور اقبال مند ہیں وہی جو غیرت مند ہیں۔ حُسن آرا بیگم ہزار خوبیوں کی ایک خوبی تم میں یہ غیرت ہے لے لڑکیو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تم سب اس کا اہتمام کرو کہ تمہاری غیرتیں ماند اور مدھم نہونے پائیں۔ حُسن آرا بیگم یہ دو تین مہینے
جو تم نے پڑھنے میں صرف کئے تم خود سمجھ گئی ہوگی کہ تمہاری عمر کا یہ بہت چھوٹا سا حصّہ کیسا عمدہ تھا
ایسے ایسے نہیں معلوم کتنے ہم نے تم نے باتوں اور نیند میں ضایع کر دیئے اور اگر اسوقت کی طرح
اُنکو بھی کام کی باتوں میں لگاتیں تو کیا کچھ فائدہ حاصل نہوا ہوتا افسوس آدمی وقت پر قابو پاکر اسکو
اکارت کرے۔ حُسن آرا بیگم اب تم نے اس نیک کام کو شروع کیا ہے تو تندہ ہوکر اسکو ختم تک
پہنچاؤ وہ شخص جو شوق کرتا ہے مگر ناتمام اور ارادہ کرتا ہے مگر ناقص اُس سے زیادہ برا ہے
جو بالکل بے شوق ہے بڑے شرم کی بات ہے کہ جن لوگوں نے تمہارا پڑھنا سُنا وہ کبھی یہ بھی
سُنیں کہ حُسن آرا بیگم نے پڑھنا چھوڑ دیا۔ حسن آرا بیگم کسی آدمی کو اپنی نادانی کی انتہا معلوم
نہیں جسکو جتنا آتا ہے وہ اُس چوہے کی طرح جو ہلدی کی ایک گرہ پا جانے سے اپنے آپکو عطار
خیال کرتا تھا بڑا عالم سمجھا کرتا ہے اور تھوڑی ہی معلومات پر فخر کیا کرتا ہے عجب نہیں کہ تم کو بھی
اپنی حالت پر ناز ہو کہ جو کتاب سامنے آجائے میں پڑھ سکتی ہوں اور سب کچھ مجھکو آگیا خبردار ہرگز
ہرگز ایسا خیال اپنے دل میں مت آنے دینا میں نے تم سے پہلے بھی کہا ہے کہ دریاے علم کی تھاہ
کسی نے نہیں پائی عبارت پڑھ لینے کو علم نہیں کہتے یہ تو علم حاصل کرنیکا ذریعہ ہے علم وہ باتیں
ہیں جو کتابوں میں لکھی ہیں۔ حساب۔ جغرافیہ۔ تاریخ۔ اخلاق۔ طبعیات۔ طب۔ صرف۔ نحو۔
منطق۔ ہندسہ۔ ریاضی وغیرہ حُسن آرا بیگم بہت چیزوں کے جاننے اور بہت کتابونکے پڑھنے سے
چنداں فائدہ نہیں ہے تمام تر علموں کا نتیجہ یہ ہے کہ آدمی ہر ایک چیز کی اصل اور ہر ایک بات
کی تہ کو دریافت کرے تم شروع سے سوچنے اور غور کرنے کی عادت ڈالو کوئی چیز جو دیکھو اُس کی
حقیقت اور کوئی بات جو سُنو اُسکی وجہ سوچنی چاہئے جو چیز ہم رات دن دیکھتی ہیں کچھ ایسی سرسری
نظر سے دیکھتی ہیں کہ گویا بالکل اُن سے بیخبر ہیں پانی۔ ہوا۔ آگ۔ درخت۔ غلہ۔ کپڑا۔ زیور۔ برتن۔
بلکہ ضرورت اور خانہ داری کی سب چیزیں آسمان ستارے کبھی بھی کسی نے غور کیا ہے کہ کیا ہیں
اور جنھوں نے کیا تو سمجھا کہ ایک ایک چیز بجاے خود ایک علم ہے سعدی علیہ الرحمتہ نے کیا خوب
فرمایا ہے۔ برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار ٭ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار ٭ غرض

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ذہن کو خوض و فکر کی عادت رہے اور عقل کو تفتیش کا روگ لگ جائے یک من علم را دہ من عقل باید کا یہی تو مطلب ہے، ورنہ طوطے کی طرح پڑھا بھی تو کیا۔ کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا۔ ہاں صاحب اب کہانی شروع ہو۔ حسن آرا نے پڑھنا شروع کیا دو چار جملوں تک تو آواز لڑکھڑائی مگر پھر تو صاف پڑھنے لگی ؛

مسیح الملک کی باقی حکایت اُس کا بعد معزولی حج کو جانا اور اسکی بیٹی نازپرورد کا جس نے امیرزادیوں کیطرح تربیت پائی تھی بدووں کے ہاتھ میں ہوشمند کنیز کیساتھ گرفتار ہونا اور اس حالت بے ہنری سے تکلیف پانا اور ہوشمندی کی کوشش سے رہا ہونا

مسیح الملک کی شامت جو آئی بیٹی کا بیاہ کرنے اُٹھے پہلا کام تھا پس و پیش کچھ نہ سوچا لوگوں کے حق مار مار کر زر و ظلم سے جو کچھ جمع کیا تھا سب خرچ کر ڈالا بلکہ ہزاروں کا قرضہ سر کر لیا اور نام و نمود کے پیچھے مرمٹے شادی کے سامان دیکھکر جہان پناہ کو بدگمانی ہوئی اور ستم رسیدوں کو کہنے سننے کا موقع ملا غرض دفتر شاہی سے نام کٹ گیا نام کا کٹنا تھا کہ قرض خواہوں نے تنگ کرنا شروع کیا متوسلان شاہی ناراض تو تھے ہی راہ میں چلتے پھرتے آوازے کسنے لگے مسیح الملک سے سوا اسکے اور کچھ نہ بن پڑی کہ کعبۃ اللہ جائیں تو سوچ رہے کھا کے بلی حج کو چلی سفر کا نام سُنکر نوکروں چاکروں نے ٹکا سا جواب دیا گھر کی لونڈی غلام کنی کاٹ گئے اتنی بڑی بھیڑ میں سے صرف ایک کنیز ہوشمند نام ساتھ ہوئی اُسکو حکیم صاحب کی چھوٹی بیٹی نازپرورد سے ساتھ کھیلنے اور ہم عمری کی وجہ سے بڑی محبت تھی اور اسی تعلق سے اُس نے نازپرورد کی رفاقت اختیار کی ہوشمند تھی تو کنیززادی مگر بڑی ہی عقلمند اور اسم بامسمےٰ تھی گو عقلمندی ہی کے سبب سب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اہل خدمت میں ممتاز اور سلیقہ مند اور صاحب شعور تھی مگر اُسکی عقل آزادی چاہتی تھی اپنی حالت کو نہایت ناپسند کرتی اور جی ہی جی میں غور کیا کرتی کہ گھر میں تین قسم کے آدمی ہیں ایک تو خود گھر والے جن کو سب طرح کا آرام اور اختیار حاصل ہے دوسرے نوکر کہ یہ لوگ گھر والونکی ٹہل خدمت تو کرتے ہیں مگر خاطر خواہ اپنی مزدوری لیتے ہیں اور جب کوئی نوکری سے ناخوش ہوتا ہے تو چھوڑ کر چل دیتا ہے تیسرے ہم لوگ ہیں جو لونڈی غلام کہلاتے ہیں ہماری محنت اور مصیبت کی کچھ انتہا نہیں، نہ ہم چھوڑ کر کہیں جا سکتے نہ کچھ تنخواہ کا استحقاق رکھتے سب میں ہم ہی کم بخت گنے گذرے ہیں۔ ہوشمند اس کے سبب کی تفتیش میں تھی کہ آخر میں نے ایسا قصور کیا کیا ہے کہ اُسکے پاداش میں مجھکو عمر قید ہے بہتیرا سوچتی کچھ پتہ نہیں چلتا تھا دو ایک مرتبہ اُس نے قصد کیا کہ اپنے ہمجنسوں میں اس کا تذکرہ کرے مگر کسی کو اس دل و دماغ کا نپایا وہ لوگ سب کے سب اسی قدر عقل رکھتے تھے کہ کسی دن کام زیادہ پڑ گیا یا مارے پیٹے گئے تھوڑی دیر کو رو دئے دھوئے پھر ویسے کے ویسے مصرعہ چکنے گھڑے پہ بوند پڑی اور پھسل پڑی۔ مگر ہوشمند اپنے تئیں لئے رہتی تھی ہنا بٹنا کیسا کوئی سخت بات بھی کہتا تو مہینوں اس پر صدمہ رہتا ہر وقت اپنی حالت اُس کو پیش نظر رہتی اور اسی وجہ سے سدا اُداس رہا کرتی تھی اکیلی ہوتی تو کبھی اپنی مصیبت پر رو دیا بھی کرتی آزادی کا تصور اس کے ذہن میں ایسا سمایا تھا کہ کوئی چیز اس کو خوش نہ آتی اور جسقدر ہوشمند آزادی کی خواہشمند تھی اُسی قدر گھر والونکی نظروں میں ذلیل تھی خصوصاً نازپرور اسکی دماغداری سے نہایت جلتی اور کہا کرتی تھی لونڈی ہو کر اسکے یہ دماغ ہیں جھونپڑوں میں رہنا اور محلونکے خواب دیکھنا۔ ہوشمند نے اپنے ذہن میں چپکے چپکے اپنی نسبت یہ تحقیق کیا کہ چالیسے کے قحط میں اسکی ماں کو اس کا نانا دو روٹیوں پر بیچ گیا تھا اُسوقت اسکی ماں چھ سات برس کی تھی جب بڑی ہوئی تو حکیم صاحب نے کسی اپنے غلام سے نکاح کر دیا یہی ہوشمند ایک لڑکی ہوئی تھی کہ ماں باپ دونو مر گئے ہوشمند کو جب یہ حال دریافت ہوا تو دل میں کہنے لگی کہ البتہ اس گھر کا مجھ پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ مجھکو اور میری ماں کو پرورش کیا مگر نری حق پرورش ہے

لہ ان لفظونکا یہ مطلب ہے کہ ناز پرور دنے ہوشمند کی شان میں اور بھی الفاظ نا ملایم کہے مگر وہ لکھے نہیں گئے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہ لازم نہیں آتا کہ میں تمام عمر کے لئے ایسی ذلت اور مصیبت میں رکھی جاؤں حق پرورش جیسا
مجھپر ویسا خود گھر کے بال بچوں پر بس کیا سبب کہ میں بڑی ہوکر لونڈی رہوں اور یہ لوگ برابر کے
درجہ میں سمجھے جائیں یہی نہ کہ میرا نانا قحط میں دو روٹیوں کا حاجتمند تھا اور اُسوقت دو روٹیاں
دیکر ان لوگوں نے میرے نانا کی جان بچائی لیکن جب انکو اتنا مقدور تھا تو انپر بھی میرے نانا
کی مدد کرنی فرض تھی دنیا میں اس سے بڑھ بڑھ کر لوگ سلوک کرتے ہیں لیکن کوئی کسی کو غلام
نہیں بنا لیتا اور یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ نانا نے میری ماں کو بیچ کیونکر دیا ضرور میری ماں اُن کی
بیٹی تھی مگر کسی کو کسی کے بیچ دینے کا اختیار تو ٹھیک نہیں معلوم ہوتا۔ غرض اس طرح کے سیبیوں منصوبے
ہوشمند کے ذہن میں بھرے تھے جب حکیم صاحب کا کام بگڑا اور سب لونڈی غلام شتر بے مہار کیطرح
چلتے پھرتے نظر آئے ہوشمند کی نسبت بھی کسی کو اطمینان نہ تھا بلکہ سب کے بعد اس کا ٹھہرا رہنا اور
کار خدمت میں پہلے سے زیادہ تندہ ہونا ہر ایک کو موجب حیرت تھا آخر جب روانگی میں دو دن رہ
گئے تو ناز پرور دنے خود کہا کہ کیوں ہوشمند وہ آزادی جسکی تمنا تجھکو برسوں سے تھی اب یہ وقت ہے
بسم اللہ جہاں جی چاہے چلی جا ہوشمند نے کہا البتہ میں آزادی کی بڑی قدر کرتی ہوں مگر اُس کا
یہ مطلب نہیں تھا کہ میں اس گھر سے چلی جاؤں آپسی جُدائی اختیار کروں دنیا میں اس گھر کے
سوا مجھکو کسی سے تعلق نہیں اگر اس بگڑے وقت میں میری جان بھی آپکے کام آئے اور حق نمک
اور حق پرورش ادا ہو جائے تو مجھکو اس کے صرف کرنے میں بھی انشاءاللہ دریغ نہوگا غرض حکیم
صاحب بی بی اور چھوٹی بیٹی اور ہوشمند کو ساتھ لے بمبئی پہنچے اور یہاں جواہر بیش بہا جو پاس تھے
بیچ سامان ضروری اور نقد روپیہ جہاز میں رکھ سولھویں دن جدّے میں جا داخل ہوئے حج کو
ابھی بہت توقف تھا یہ صلاح ہوئی کہ چلو پہلے مدینے ہو آئیں راہ میں بدّوؤں نے آگھیرا مال و متاع
ذرا ذرا کر کے لوٹ لیا ہوشمند اور ناز پرورد دونو کو جابر بدوی پکڑ کر لیگیا اور گھر لیجا بی بی کے حوالے
کیا کہ لو ان دونو کو لونڈی بناؤ گھر کی ٹہل خدمت ان سے لو جب ریحانہ[1] اور ضمیرا ان کا نکاح کرینگے
تو یہی لونڈیاں انکے جہیز میں دینگے بیچاری ناز پرورد کے حق میں تو گویا مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ

[1] جابر بدوی کی دونو بیٹیوں کا نام ہے ۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پڑا گھر چھوٹا اور بس چھوٹا ماں باپ چھوٹے عزیز و یگانے چھوٹے بیگم سے لونڈی بنی اور اُس پر طرّہ یہ کہ لونڈی بھی بنی تو نکمّی اور ذلیل جابر کے گھر چھالیا کترتی نہ تھی پان بنانے نہ تھے ورنہ شاید قہر درویش برجان درویش ناز پرور دکو بھی گذرتی یہاں تو بھیڑ بکریوں اور اونٹوں کو چرانا پانی پلانا دودھ دوہنا گھر کا پیسنا پکانا یہ کام تھے سو ان میں کوئی بھی ناز پرورد کے بس کا نہ تھا ناز پرورد کو دن رات رونے سے کام تھا اسکی مصیبت کو دیکھ دیکھ ہوشمند کا کلیجہ بھی منہ کو آجاتا تھا دو چار دن تو کسی نے ان سے کچھ پوچھا گچھا نہیں جابر اپنی بی بی بیٹیوں سے شاید انکے بارے میں کچھ کہتا سنتا ہو وہ انہوں نے سمجھا نہیں ناز پرورد تو روتی ہی رہی مگر ہوشمند نے گھر کے کام کاج میں ہاتھ لگانا شروع کر دیا ایک دن جابر اپنی بی بی سے باتیں کرتا تھا اور ناز پرورد کی طرف آنکھیں نکال نکال دیکھتا بھی جاتا تھا ہوشمند سمجھی کہ اب اِس کو ناز پرورد کا رونا اور کام نکرنا ناگوار ہے ڈری اور ناز پرورد سے جا کر کہا کہ تقدیر کا جو لکھا تھا سو ہوا اور جو کچھ اور لکھا ہے سو ہو گا مگر رونے سے حاصل کیا پانچ پانچ چھ چھ دن ہوئے دانہ ابتک آپکے مُنہ میں نہیں گیا آنکھیں تمام سوج گئی ہیں ذرا دل کو مضبوط کیجئے۔ یہ کہنا تھا کہ ناز پرورد بے اختیار ہو کر اور بھی رونے لگی تھوڑی دیر بعد ہوشمند نے کہنا شروع کیا کہ رونا کچھ آج ہی تھوڑا ختم ہوا جاتا ہے یہ تو عمر بھر کو روگ لگا جئیں گے تو بہتیرا روینگے۔ ناز پرورد۔ کیا کروں دل ہے کہ اندر سے اُمڈا چلا آتا ہے۔ ہوشمند سچ ہے مصیبت سی مصیبت ہے جتنا رنج کیجئے تھوڑا ہے مگر میں کہتی ہوں اِس کا انجام کیا ہو گا۔ ناز پرورد میں اسی طرح اپنی جان دونگی۔ ہوشمند۔ ایکاش جان کا دینا اپنے اختیار میں ہوتا تو بھلی ہی بات ہوتی مجھکو مرنا قبول تھا مگر آپ کی تکلیف دیکھنے کا یارا نہیں۔ ناز پرورد۔ غش پہ غش تو مجھکو آنے لگے ہیں دو ایک دن میں جان بھی نکل جائیگی۔ ہوشمند۔ سب کچھ تو ہوا مگر خدا نے اس وقت تک بیحرمتی نہیں کی اب مجھکو اس کا بھی کھٹکا ہے۔ ناز پرورد۔ یہ سُن کر چونک پڑی اور پوچھا کیا۔ ہوشمند۔ وہ بدّو جو ہمکو پکڑ لایا ہے اُس کا نام جابر ہے آج وہ اپنی بی بی سے باتیں کر رہا تھا اور آپکی طرف آنکھیں نکال نکال کر دیکھتا جاتا تھا اُسکے تیور اچھے نظر نہیں آتے۔ ناز پرورد آخر کیا کہتا تھا۔ ہوشمند۔ اپنی بولی میں بہت دیر تک نہیں معلوم کیا کہتا رہا مگر تھا ضرور آپ ہی کا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نذکور۔ناز پرورد۔تم کو کیا معلوم ہوا کہ وہ کیا چاہتا ہے (آج یہ پہلا مرتبہ تھا کہ ناز پرورد ساری عمر میں ہوشمند سے تم کہکر بولی) ہوشمند۔میرے قیاس میں وہ یہی چاہتا ہے کہ آپ رونا دھونا موقوف کرکے کام کاج کریں۔یہ کہنا تھا کہ ناز پرورد کا پھر بیتاب ہوگئی اور بہت دیر کے بعد سنبھلکر کہنے لگی اگر میں اُس کی مرضی کے موافق نکرونگی تو یہی نہ کہ مجھکو مار ڈالیگا سو میں خود جان دینے کو موجود ہوں۔ہوشمند۔مرنے پر آپ سے زیادہ میں دلیر ہوں مگر یہی خوف ہے کہ شاید اُس نے جان سے نہ مارا اور کچھ بیحرمتی کی۔ناز پرورد۔پھر کیا کرنا چاہئے۔ہوشمند۔سنگ آمد و سخت آمد اُٹھانا چاہئے۔ناز پرورد تم جانتی ہو مجھکو کچھ کام نہیں آتا۔ہوشمند۔کام تو میں کرلونگی صرف آپ میرے ساتھ چلتی پھرتی رہئے۔ناز پرورد۔کیا یہاں سے رہائی کی کوئی تدبیر نہیں۔ہوشمند۔کون تدبیر ہے ناز پرورد۔رات کو چھپ کر بھاگ چلیں۔ہوشمند۔اجنبی ملک اجنبی لوگ نہ شہروں کے نام معلوم نہ کہیں کی راہ معلوم پاؤں میں چلنے کا بوتا نہیں کہاں بھاگ کر جا سکتے ہیں۔ناز پرورد ساآبا کی کچھ خبر نہیں۔ہوشمند۔کچھ نہیں۔ناز پرورد۔یہ جابر تو ضرور جانتا ہوگا۔ہوشمند۔بیشک مگر پوچھے کون اوّل تو اُس کی بولی نہیں آتی دوسرے وہ کچھ اس طرح کا سخت مزاج آدمی معلوم ہوتا ہے کہ خود اُسی کی بیٹیوں کا اُس کی صورت دیکھنے سے دم فنا ہوتا ہے ڈر کے مارے سامنے تک تو جاتیں ہیں نہیں۔ناز پرورد۔عورتوں میں کوئی بھلی مانس ہے۔ہوشمند۔ابھی کیا معلوم مگر بڑی بیٹی ضیمران کچھ ملنسار معلوم ہوتی ہے وہ جب ہم لوگوں کی طرف دیکھتی ہے تو اُس کی نگاہ میں ایک رحم پایا جاتا ہے۔ناز پرورد۔چلو اُسی سے اپنی مصیبت بیان کریں ہوشمند۔کس زبان میں۔ناز پرورد۔کچھ اشاروں ہی سے اُسکو سمجھائیں۔ہوشمند۔ابھی جلدی نہیں کرنی چاہئے۔ناز پرورد۔زبان کے نہ جاننے سے کیسی خرابی آبنی ہے۔ہوشمند۔میں تو سمجھتی ہوں کہ زبان کا نہ آنا اس وقت ہم کو بہت فائدہ دے رہا ہے اوّل تو اگر ہم کوئی کام ان لوگوں کی مرضی کے موافق نکر سکیں تو نہ سمجھنے کا عذر معقول ہے دوسرے میرے اور آپکے ارادے ان پر ظاہر نہیں ہو سکتے بے تکلف ہم لوگ باتیں کیا کریں انکو خاک خبر نہیں ہوتی۔ناز پرورد۔جابر کی بی بی اور بیٹیاں تو اپنے ہاتھوں سب کام کرتی ہیں اب کیا یہ لوگ سارا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کام ہمارے سر ڈالکر الگ ہو جاینگے - ہوشمند نہیں یہ تو ان لوگوں میں ایک بڑا عمدہ دستور معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ لونڈی غلاموں کو کام اور کھانے اور کپڑے اور سب باتوں میں گھروالوں کے ساتھ برابر رکھتے ہیں غرض ہوشمند کی ڈھارس دلانے سے ناز پرور دبھی اُٹھنے بیٹھنے لگی مگر کام کی عادت تو تھی ہی نہیں اُس پر سے دل غمزدہ کچھ ہوتا ہوا تا نہ تھا اور بے سلیقگی کے سبب سے جس کام کو ہاتھ بھی لگاتی خراب کرتی جابر کے گھر والے اسکو نری احمق اور نری کام چور جانتے تھے وہ تو ہوشمند ہر ایک کام میں اُسکی شریک ہو جاتی تھی اس سے ناز پرور کا پردہ ڈھکا چلا گیا ورنہ خدا جانے کیا نوبت ہوتی ہوشمند اپنی ہڈیاں پیلتی اور اکیلے دم پر تمام مصیبت جھیلتی مگر ناز پرور کی تکلیف گوارا نکرتی اور جہانتک ہو سکتا اُس کو کسی کام میں ہاتھ نہ لگانے دیتی - جابر بدوی کے گھر جا کر ناز پرور کو اپنی ساری حقیقت کھل گئی - ہوشمند کے ساتھ اپنی حالت کو مقابلہ کرتی تو آپ اپنی نظروں میں تھوڑی تھوڑی ہو کر رہ جاتی اب اُس نے جانا کہ جن لوگوں کو نظر حقارت سے دیکھتی تھی واقع میں وہی بڑے کام کے تھے اور میں ہی بڑی نکمّی بے مصرف دوسروں کی محتاج دوسروں کی دست نگر ہوں اب اُس نے سمجھا کہ آزادی کیا چیز ہے اور دوسروں کی لونڈی ہو کر رہنا کتنی بڑی تکلیف کی بات ہے اب اُس کو ہوشمند کی قدر آئی کہ آزادی کی تمنا اُس کو بیجا نہ تھی اس پر بھی یہ غنیمت تھا کہ جابر کے گھر یہ دونو ایسی ذلیل نہ تھیں جیسی خود اسکے اپنے گھر کی لونڈیاں یہاں تو جس طرح غنیمران اور ریحانہ جابر کی دونو بیٹیاں رہتی تھیں اُسی طرح ناز پرور اور ہوشمند تھیں کھانا ایک کپڑا ایک سب کا کام برابر یہ نہیں کہ دہلی لکھنؤ کی بیگموں کی طرح جابر کی بی بی بیٹیاں پلنگوں پر لدی بیٹھی رہیں اور ہلکر پانی تک نہ پئیں کچھ ایک جابر پر کیا موقوف تھا اس ملک کا دستور ہی ایسا ہے کیسے ہی بڑے امیر کیوں نہوں کام کرنا عار نہیں سمجھتے - جابر تھا لٹیرا مگر خوشحال تھا سو اونٹ تو لدّو بھے ہزار کے قریب بھیڑ بکریاں رہی ہونگی یہی اُس کا دھن دولت تھا اور جو کبھی برس دو برس میں کچھ لوٹ ہاتھ لگ گئی تو وہ علاوہ باینہمہ اُس کی اور اُس کے گھر والوں کی زندگی نہایت سادگی اور بے تکلفی کے ساتھ تھی سیر چشم مہمان نواز سخی دلیر محنتی جفا کش

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وعدے کا سچّا اور قول کا پکّا۔ ہرچند کہ یہ سب باتیں مدت تک نازپرورد کو عجیب معلوم ہوتی رہیں مگر چونکہ سب میں نیکی کا پرتو تھا رفتہ رفتہ نازپرورد انکو پسند کرنے لگی اور ہوشمند سے کبھی کبھی کہا بھی کرتی کہ یہ جنگلی بدو گو وحشی ہیں مگر بہت باتیں میں ان میں شہر والوں سے بہتر پاتی ہوں۔ ہوشمند۔ ایک بات تو مجھکو بھی اس ملک کی بہت پسند آئی وہ یہ کہ عورتوں کی اسطرف زیادہ قدر ہے۔ نازپرورد۔ آخر اس کا سبب کیا معلوم ہوتا ہے۔ ہوشمند۔ ایک تو یہ کہ عورتیں اپنی رائے سے شادی کرتی ہیں اب دیکھئے ضیمران کی باتیں اِدھر اُدھر سے آتی ہیں اور ضیمران بے تامل اُن میں گفتگو کرتی ہے ہمارے ہندوستان میں اوّل تو لڑکیو نکو ایسی چھوٹی سی عمر میں بیاہ دیتے ہیں کہ اُنکو ایسی باتوں کی تمیز ہی نہیں ہوتی اور جو لڑکی بڑی عمر کی بھی ہو جائے تو اپنی شادی میں وہ کچھ بول نہیں سکتی اس کو بے حیائی قرار دے رکھا ہے دوسرے عورتونکی زیادہ قدر ہونیکا ایک بڑا سبب اور ہے وہ یہ کہ نکاح کے بارے میں جیسی آزادی مردونکو ویسی ہی عورتونکو ہے مرد یہاں کئی کئی نکاح کرتے ہیں عورتونکا بھی یہی حال ہے طلاق یہاں عیب نہیں دوسرا نکاح عورتونکو یہاں منع نہیں۔ عذراء[1] کا حال آپکو معلوم ہے یہ جابر سا تویں جگہ ہے اور پھر دیکھئے تمام گاؤں میں ساری بیبیاں عذراء کی کیسی عزت کرتی ہیں نکاح کا تعلق اس ملک میں ایسا توہی تعلق نہیں ہے جیسا ہمارے ملک میں ہے تھوڑی سی مہر ہوتی ہے مرد ناخوش ہوا فوراً طلاق دیدے عورت ناراض ہوئی جھٹ سے خلع کر لیا پھر اب یہ نہیں کہ طلاقن ہے تو کوئی اُسکو عیب لگائے نہیں ہزاروں اُسکے خواہان سیکڑوں اُس کے طالب ہمارے ہندوستان میں مردوں نے اپنی آزادی تو قائم رکھی جس کو مقدور ہوا دو دو تین تین چار چار بیبیاں کر لیتے ہیں عورتوں پر قید ہے کسی حالت میں دوسرا نکاح نہیں کر سکتیں اس سبب سے مرد کے مقابلے میں عورت بہت دبی ہوئی ہے اِس اثنا میں ضیمران کا نکاح بھی ٹھہر گیا مغیرہ ان بدوؤں کا ایک سردار تھا اُسی کے بیٹے ثابت سے بات قرار پائی جابر کے گھر تو بڑی خوشیاں ہونے لگیں مگر ہوشمند اور نازپرورد کے غم پھر تازہ ہو گئے کیونکہ جابر اسی نیت سے ہوشمند اور نازپرورد کو لایا تھا کہ اپنی بیٹیوں کے جہیز میں دے سواب ہوشمند اور نازپرورد

[1] ریحانہ اور ضیمران کی ماں کا نام ہے +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے ایک دوسرے سے جدا ہونیکا وقت آپہنچا جابر نے ضیمران کو اختیار دیا کہ ہوشمند اور ناز پرورد میں سے جس کو پسند کرے لے ضیمران نے ہوشمند ہی کو لیا۔ ضیمران مزاج کی ایسی نیک تھی کہ اگر ہوشمند کہتی سنتی تو وہ اُسکی عوض ناز پرورد کو لے لیتی مگر باوجودیکہ ناز پرورد کی جدائی نہایت شاق تھی ہوشمند نے ضیمران کے ساتھ اپنا ہی جانا مناسب سمجھا اس واسطے کہ اتنی مدت جابر کے یہاں رہی اور کسی وقت فکر آزادی سے غافل نہ تھی مگر کوئی سبیل نہ نکلی ہرچند کوئی وجہ امید کی نہ تھی مگر ہوشمند کا دل اندر سے خود بخود گواہی دیتا تھا کہ مغیرہ کے گھر جاکر ضرور کوئی صورت رہائی کی نکلے گی اور اس امید کو ہوشمند نے اس طرح وثوق کے ساتھ ناز پرورد کے روبرو بیان کیا کہ اُسکو بھی تسلی ہوگئی۔ ضیمران کا بیاہ ہوا تو وہ بھی سادہ اور بے تکلف شرعی نکاح تھا اور مہمانی اور جہیز کا سامان بھی اتنا مختصر کہ اگر جابر دہلی یا لکھنؤ میں ایسا مقدور رکھکر یوں بیٹی کا بیاہ کر لیتا تو دنیا تھڑی تھڑی کرتی غرض ضیمران ماں باپ سے رخصت ہوکر مغیرہ کے گھر آئی ہوشمند ساتھ تھی تھوڑے دنوں کے بعد اتفاق ہوا کہ ہوشمند ثابت اور ضیمران کو کھانا کھلاتی تھی ثابت کے ہاتھ پر جو ہوشمند کی نگاہ جا پڑی تو اس کو بعینہ اُسی کی طرح کی انگوٹھی پہنے دیکھا جیسے حکیم صاحب پہنے رہا کرتے تھے تا دیر غور سے دیکھتی رہی وہی حلقہ تھا وہی نگین ایک دو دفعہ موقع پاکر ثابت کے سونے کی حالت میں بھی ہوشمند نے اُس انگوٹھی کو دیکھا اور اچھی طرح یقین کر لیا کہ ضرور وہ انگوٹھی ہے حکیم صاحب کی ہاتھ کی اب اس بات کے درپے ہوئی کہ یہ انگوٹھی ثابت تک کیونکر پہنچی۔ بدو بڑے لڑاکو ہوتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں کشت و خون پر آمادہ ہو جاتے ہیں ضیمران کو سسرال گئے ہوئے تیسرا یا چوتھا مہینا تھا کہ دفعتہً مغیرہ کے یہاں لڑائی کی تیاریاں ہونے لگیں اور اُس نے یہ صلاح کی کہ عورتوں کو شیخ بصرہ کے گھر پہنچا دے یہ ایسی بات نہ تھی کہ ہوشمند کو اُسکی وجہ معلوم کرنے میں کچھ دقت ہوتی تھوڑی ہی سی تفتیش سے یہ امر دریافت ہوا کہ مغیرہ بدوؤں کی ایک بڑے گروہ کا سردار ہے اور وہ لوگ جہاں کہیں لوٹ مار کریں مغیرہ کو گھر بیٹھے عشر یعنی دسواں حصہ بھیج دیتے ہیں پار سال حج سے پہلے مدینہ کے راستہ میں ہند کا قافلہ لوٹا گیا تھا اور اُس لوٹ میں منجملہ مغیرہ کے گروہ کا ایک شخص بھی شامل تھا اُس نے لوٹ میں جسقدر حصہ پایا تھا اُسکے عشر کی عوض ایک انگوٹھی جو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ثابت کے ہاتھ میں تھی مغیرہ کو وی اب چند روز ہوئے مغیرہ کو یہ خبر پہنچی کہ شداد میرے قافلہ کو بھی پکڑ لایا تھا اور اُسکو غلام بنانا چاہا وہ شخص پیر مرد تھا اُس نے کہا کہ میں ضعیف ہوں کار و خدمت کے لایق نہیں مجھکو غلام بنانے سے تجھکو کیا حاصل ہو گا تب اُس سے یہ شرط کی کہ تو مجھکو ہزار درہم دے تو چھوڑ دوں وہ پیر مرد ہندی طبیب بھی تھا چنانچہ مکے میں اگر کچھ اپنے پیشے سے کمایا اور کچھ اپنے ہموطنوں سے لیا اور ہزار درہم شدّاد کو دیئے مغیرہ نے اُس ہزار درہم کا عشر شدّاد سے مانگ بھیجا شداد نے انکار کیا اسی بات پر تکرار بڑھتے بڑھتے لڑائی ٹھہری چکے تو شداد نے اس ہزار درہم سے انکار کیا مغیرہ کو کل خبر ملی تھی کہ وہ طبیب ہندی ہنوز مکے میں ہے اُس نے اپنے دوست شریف مکہ کی معرفت دریافت کرایا تو ہزار درہم کا ملنا صحیح تھا مغیرہ نے عشر کیلئے تنگ طلبی کی اب تو ہوشمند کو حکیم صاحب کا ٹھیک ٹھیک پتہ ملگیا نہایت خوش ہوئی اور جی میں کہنے لگی ہائے پر ہوتے تو اسی وقت اُڑ کر جاتی اور ناز پرور کو خوشخبری سناتی حقیقت حال سُننے کے ساتھ ہوشمند دل میں منصوبے کرنے لگی کہ حکیم صاحب مکے میں ہیں تو وہاں سال بسال ہر طرف سے آدمی حج کو جاتے ہیں کہلا بھیجنا کچھ مشکل نہیں مغیرہ اور شداد میں جو لڑائی ہونیوالی تھی حج کے دن قریب آجانے کی وجہ سے وہ بھی ملتوی ہو گئی ہوشمند نے تحقیق کیا تو متوکل نامی ایک معلم مغیرہ کے گاؤں کا رہنے والا ہندی لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم کے لئے ہر سال مکے میں جایا کرتا تھا یہ شخص ایک طرح کا مجاور تھا یلملم میں جہاز سے اُترتے اُترتے ہندیوں کو جالیا اور دنل بلیں کو حج کرادیا اُنہوں نے اس خدمت کے صلے میں جو کچھ دیدیا یہی متوکل کی معاش تھی متوکل بڑا نیک دل اور خداپرست آدمی تھا اور بدو اُسکے زہد و صلاح کے بہت معتقد تھے خصوصاً مغیرہ ہوشمند جو کچھ مغیرہ کے گھر میں پاتی اپنا پیٹ کاٹ کر متوکل کے گھر دے آتی رفتہ رفتہ جب ہوشمند نے متوکل سے اچھی طرح تعارف پیدا کر لیا اور اس کی دینداری اور امانت پر اسکو اعتماد ہو گیا تو اس نے متوکل سے کہا کہ مجھکو آپ سے ایک حاجت ہے وہ یہ کہ آپ مکے جائیے تو شریف مکہ کے ہتے سے ایک ہندی طبیب مسیح الملک کا پتہ لگا کر اتنا اُن سے کہدیجئے گا کہ ناز پرور نے جو بیر الاعراب[له] میں جابر بدوی کے پاس ہے آپکو سلام کہدیا ہے متوکل نے بہت وثوق کے ساتھ وعدہ کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ

له اس گاؤں کا نام ہے جس میں جابر کا گھر تھا ؟

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تمہارا یہ پیام میں ضرور ضرور مسیح الملک تک پہنچادونگا غرض یہ کہ جانے کے ساتھ متوکل نے
مسیح الملک کو ڈھونڈا تو جلدی سے پتہ لگ گیا اس واسطے کہ مسیح الملک خود شریف مکہ کے
ہاں معالج تھے جونہیں مسیح الملک نے ناز پرورد کا نام سُنا بے اختیار آنکھ سے آنسو نکل پڑے
متوکل چونکہ خدا پرست آدمی تھا مسیح الملک کو روتے دیکھ پوچھنے لگا کہ اگر آپ کی مصیبت
میں مجھ سے کچھ مدد ہو سکے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہیں دریغ نکرونگا تب مسیح الملک نے اپنے لوٹے
جانے اور قید رہنے کا قصہ بیان کرکے کہا کہ ناز پرورد مجھ ہی بدبخت کی بیٹی ہے آپ مجھ کو صرف
اتنی بات بتائیے کہ اُس کی رہائی کی عمدہ تدبیر کیا ہے متوکل نے کہا تمام اعراب اگرچہ خود سر ہیں
مگر شریف مکہ کا ادب کرتے ہیں اگر شریف ساعی ہو تو آپ کی بیٹی کی رہائی بہت سہل ہے مسیح الملک
یہ سُنکر بہت خوش ہوئے اور فوراً شریف مکہ سے جاکر عرض حال کیا شریف نے اُسیوقت نامہ لکھدیا
اور اپنا خاص خادم مسیح الملک کے ساتھ کردیا مسیح الملک خادم شریف کو ساتھ لے بیر الاعراب
میں گئے اور جابر کو شریف مکہ کا نامہ دیا جابر نے خط پڑھنے کے ساتھ مسیح الملک کو بہت خاطرداری
سے اپنے گھر میں لیجانا چاہا مسیح الملک نے تامل کیا۔ جابر۔ یہ امر ہرگز قرین انصاف نہیں ہے
کہ آپ کی بیٹی برس روز میرے اہل وعیال میں داخل رہے اور میں اُسکے ناموس کا حافظ رہوں
اور آپکو اجنبی سمجھوں غرض جابر مسیح الملک کو گھر کے اندر لیگیا ناز پرورد باپ کو دیکھتے ہی دوڑ کر
قدموں سے لپٹ گئی اور جدائی کے حالات جو دونوں کو یاد آئے تو بیٹی باپ دونو ایسی ڈاڑھیں
مار مار کر روئے۔ کہ جابر کے گھر بھر کے دل ہل گئے ؎ وہ رو رو کے اس طرح دونو ملے۔ کہ جسطرح
ساون سے بھادوں ملے ٭ ناز پرورد نے تھمتے کے ساتھ اپنی ماں کی خیریت پوچھی مسیح الملک
تمہاری مفارقت میں زندہ درگور ہے پھر ہر ایک نے اپنی اپنی مصیبت کا تذکرہ کیا۔ مسیح الملک پر
متوکل سے ناز پرورد کا سلام اور پتہ سنکر ایک شادی مرگ کی حالت طاری ہوگئی تھی اُسوقت
انہوں نے متوکل سے کچھ اور نہیں پوچھا اس واسطے مسیح الملک کو اُس وقت تک ہوشمند کا حال معلوم
نہیں تھا بلکہ جب اُس نے ہوشمند کو ناز پرورد کے پاس نہیں پایا تو یہ جانا کہ شائد وہ کہیں اور ہوگی
ناز پرورد نے مسیح الملک سے پوچھا کہ یہ میرا پتہ آپ کو معلوم کیوں کر ہوا۔ مسیح الملک مجھ سے متوکل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نامی ایک معلم نے تمہارا سلام اور پتہ بیان کیا۔ نازپرورد۔ میں تو متوکل کے نام سے بھی واقف نہیں شائد خدا تعالیٰ نے میری مصیبت پر رحم کرکے رجال الغیب میں سے کسی کو آپکے پاس بھیجا ہو یا ہوشمند یہاں تھی اُس نے کسی سے کچھ تذکرہ کیا ہو مگر مجھکو معلوم نہیں۔ مسیح الملک۔ ہوشمند بھی تمہارے ساتھ تھی۔ نازپرورد شروع سے وہ تو اب پانچواں مہینہ ہے کہ جابر کی بیٹی ضیمران کے جہیز میں دی گئی اور اُس کے ساتھ روانہ ہوئی۔ مسیح الملک۔ ضیمران کہاں بیاہی گئی۔ نازپرورد۔ یہاں سے چھ یا سات منزل کوئی مقام عمرانہ ہے وہاں مغیرہ کے بیٹے ثابت سے۔ مسیح الملک۔ متوکل کا سخت عجب ہے۔ نازپرورد فی الواقع عجب حال ہے جابر سے پوچھئے شائد کوئی شخص بیرالاعراب میں اس نام کا ہو۔ مسیح الملک نے جابر سے پوچھا تو اُس نے کہا یہاں تو نہیں ہے عمرانہ میں ایک معلم ہے تب تو مسیح الملک۔ اور نازپرورد کو یقین ہوا کہ اُس کی رہائی میں ہوشمند نے تحریک کی ہے تب نازپرورد نے ہوشمند کی وفاداریاں اور اُس کے احسان اور دلجوئیاں سب مسیح الملک سے بیان کیں۔ مسیح الملک نے دل میں کہا کہ ہرگز اقتضائے حمیت و مروت نہیں ہے کہ میں نازپرورد کو لیجاؤں اور ہوشمند کی رہائی میں سعی نکروں یہ سوچ اُسنے عمرانہ جانیکا ارادہ کیا اور جابر سے منزلوں کا حال پوچھنے لگا جابر نے کہا کہ آج شام تک ایک قاصد عمرانہ سے آنیوالا ہے اُس سے ٹھیک حال معلوم ہوگا گھڑی بھر رات گئے قاصد آیا اور ہوشمند بھی اُسکے ساتھ تھی مسیح الملک کو دیکھتے ہی قدموں پر سر رکھدیا مسیح الملک نے پوچھا تو اپنا حال بیان کیا کہ متوکل حج سے واپس آیا تو میں نے اپنے پیام کا حال اُس سے پوچھا معلوم ہوا کہ آپ ملے اور چھوٹی بیوی[1] کی رہائی کی تدبیر ہوگئی اور شریف کا نامہ لیکر آپ بیرالاعراب روانہ ہوئے متوکل نے مجھ سے آپ کا ماجرا پوچھا میں نے شروع سے آخر تک بیان کیا تب اُس نے مجھ سے پوچھا کہ تو نے اپنی رہائی کی کچھ فکر نہ کی میں نے جواب دیا کہ مجھکو رہائی کی ضرورت نہیں میں تو جنم کی کنیز ہوں جن کو ضرورت ہے خدا اُنکو نصیب کرے متوکل کو نہیں معلوم کیا سوجھی لوکیا مغیرہ سے کہا غرض مجھکو آزاد کر دیا میں نے کہا کہ میں یہ احسان اپنے سر نہیں لے سکتی تا وقتیکہ اپنی بیوی کو آزاد نہ دیکھ لوں یہاں قاصد آنے والا تھا مجھکو اُسکے ساتھ کر دیا یوں خدا نے نازپرورد اور ہوشمند دونو کی رہائی کی اور مسیح الملک ہنسی خوشی دونو کو ساتھ لے جابر سے رخصت ہوئے

[1] یعنی نازپرورد۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مسیح الملک نے ہوشمند کو بیٹی اور ناز پرور نے اس کو اپنی بہن بنایا۔ کہانی ختم ہوئی تو سب لڑکیوں نے تعریف کی کہ سبحان اللہ بڑی عمدہ اور بڑے مزے کی کہانی ہے ہزار آفرین ہے ہوشمند کی وفاداری پر حسن آرا۔ عرب میں تو لوگ حج کرنے جاتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ و ں دینداری کا چرچا زیادہ ہے پھر بدوؤں نے ان بیچاروں کو ناحق کیوں لوٹا اور پرائی بہو بیٹیوں کو پکڑ کر کس طرح لونڈی بنایا۔ اُستانی جی۔ کلثوم تم نے عرب کا جغرافیہ عرب کی تاریخ بہت کچھ پڑھی ہے ہاں کا کچھ حال تو حسن آرا بیگم کو سناؤ ٭

عرب کا جغرافیہ اور بدوؤں کے حالات

کلثوم۔ عرب ایک ویران ملک ہے اُس کا نقشہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آبادی بہت کم ہے صدہا کوس کے ریگستان پڑے ہیں جن میں نہ پانی ہے نہ درخت نہ گاؤں نہ بستی اگر عرب میں مکہ مدینہ نہ ہوتا تو کوئی عرب کی طرف مُنہ بھی نہ کرتا اور ملکوں میں جو لوگ جاتے ہیں تو آخر کسی غرض سے جاتے ہیں کہیں غلہ کی افراط ہے کہیں میوے کی کثرت کہیں جواہرات پیدا ہوتے ہیں غرض کوئی نہ کوئی چیز نایاب یا کثرت سے اُس ملک میں ہوتی ہے کہ اُسکی ضرورت لوگوں کو کھینچ بلاتی ہے۔ عرب میں صرف خدا کا نام ہے نہ غلہ نہ میوہ نہ جواہرات نہ کچھ نہ کچھ کیوں عرب کے اونٹ عرب کے گھوڑے تمام جہان میں نامی ہیں اونٹ تو بھلا خیر ہندوستان میں بیکانیر کی طرف اور افریقہ کے ملک میں بھی ہوتا ہے مگر گھوڑے جیسے عرب میں عمدہ اور بیش قیمت ہوتے ہیں کسی ملک میں نہیں ہوتے۔ کلثوم۔ آپنے درست کہا عرب میں گھوڑے بڑے نفیس ہوتے ہیں مگر گھوڑا ایسی عام ضرورت کی چیز نہیں عرب میں تجارت کے لئے لوگ بہت کم جاتے ہیں البتہ حج کے لئے ہر سال اطراف و جوانب سے لاکھوں آدمی مکہ میں جمع ہوتے ہیں اور بعض دیندار لوگ ہجرت کر کے بھی عرب میں جا رہے ہیں۔ سو ملک کے اصل باشندے بدو ہیں جن کا نکوئی شہر ہے نہ گھر یہ لوگ اس ملک کے کنجروں کی طرح خانہ بدوش ہوتے ہیں سر کی جگہ چرمی خیموں میں رہتے اور بال بچے مویشی ساتھ لئے پھرتے جہاں پانی قریب ہوا اور مویشیوں کا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چارہ پا یارہ پڑے، جب پانی گھاس کی تکلیف ہونے لگی دوسری جگہ جا رہے لوٹ کھسوٹ ان لوگوں کا موروثی پیشہ ہے ہر سال حج کے دنوں میں دو چار کمزور قافلے لوٹ رکھتے ہیں ؞

عام جغرافیۂ مختصر

حسن آرا۔ کیوں بوا کلثوم یہ سب حال تم نے کس کتاب میں پڑھا۔ کلثوم۔ جن کتابوں میں شہروں اور ملکوں کا حال لکھا ہوتا ہے اُنکو علم جغرافیہ کی کتابیں کہتے ہیں اِس علم میں بہت سی کتابیں ہیں مگر حال میں بابو نیو پرشاد صاحب نے جام جہان نما ایک کتاب لکھی ہے بڑی اچھی کتاب ہے۔ حسن آرا۔ کیا تمام روے زمین کے شہروں اور ملکوں کا حال اُس میں ہے۔ کلثوم۔ بیشک تمام روے زمین کی مختصر کیفیت بھی اُس کتاب کے پڑھنے سے بخوبی معلوم ہو جاتی ہے مگر ایشیا اور خاص کر ہندوستان کا حال تو نہایت تفصیل سے لکھا ہے حسن آرا۔ ایشیا افریقہ نئے نئے لفظ سننے میں آتے ہیں، انکا مطلب میں خوب نہیں سمجھتی محمودہ۔ میں آپکو سمجھاؤں جس طرح مکان میں ہر ایک حصے کا کچھ نام رکھ لیتے ہیں غسلخانہ آبدار خانہ باورچیخانہ توشہ خانہ بالاخانہ صحن خانہ غلام گردش سائبان اصطبل خانہ باغ پائیں باغ شہ نشین دالان کوٹھری وغیرہ اسی طرح زمین کے حصوں کے نام رکھ لئے ہیں جو حصہ سمندر کے پانی میں ڈوبا ہوا ہے اُسکو تری یا بحر اعظم کہتے ہیں اور جو پانی سے کھلا ہے اُس کو خشکی یا بر اعظم بحر اعظم کے بھی ٹکڑے کر لئے ہیں لال سمندر کالا سمندر ہند کا سمندر شمالی سمندر جنوبی سمندر اُنہیں ٹکڑوں کے نام ہیں۔ خشکی کے دو بڑے حصے ہیں بڑا پرانی دنیا اور چھوٹا نئی دنیا۔ حسن آرا۔ نئی پرانی دنیا کیسی۔ محمودہ۔ نئی دنیا کا حال پہلے کسی کو معلوم نہ تھا اب کوئی چار سو برس سے معلوم ہوا کہ یہاں بھی بستی ہے نئی دنیا کو امریکا کہتے ہیں۔ اُسکے دو ٹکڑے ہیں شمالی امریکا اور جنوبی امریکا۔ ہم لوگ پرانی دنیا میں رہتے ہیں اِس کے تین ٹکڑے ہیں۔ ایشیا۔ یورپ۔ افریقہ۔ ایشیا میں۔ ہندوستان چین افغانستان عرب۔ ایران۔ توران وغیرہ ہیں یورپ انگریزوں کا ملک ہے، اور افریقہ حبشیوں کا مجمل حال تو یہ ہے اور مفصل کتابیں بھری پڑی ہیں اگر آپ نقشہ دیکھئے تو خوب سمجھ میں آئے ہاجرہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ذرا وہ کتاب تو دو جس میں نقشے ہیں محمودہ نے حجرہ سے کتاب لے پہلے کرۂ زمین کا نقشہ حسن آرا
کے روبرو پھیلا دیا اور کہا کہ دیکھو یہ تمام زمین کی تصویر ہے ؂

کرۂ زمین کا نقشہ مع حالات عامہ

حسن آرا۔ تم تو کہتی تھیں زمین گول ہے یہ چکی کے سے دو پاٹ الگ الگ کیسے ہیں۔ محمودہ۔ ان دونوں کو جوڑ کر بیچ میں مٹی یا کچھ اور چیز بھر دو تو ٹھیک زمین کی شکل بن جائے ایک گٹی کا گولہ بنا کر اس پر موقع موقع سے ملکوں اور سمندروں اور پہاڑوں اور ندیوں کے نشان بنا دیتے ہیں وہ خوب ہوتا ہے اس کو کرہ کہتے ہیں ہمارے یہاں کا کرہ فراش خانے کے مدرسے کی استانی جی نے منگوا بھیجا ہے وہ ہوتا تو اس سے خوب سمجھ میں آتا مگر خیر اسی نقشے میں دیکھئے کہ نیلی پیلی لال سبز لکیروں سے جو جگہ گھری ہے وہ تو خشکی ہے باقی جو جگہ آپ خالی دیکھتی ہیں تمام سمندر ہے حسن آرا۔ آہا ہر چہار طرف سمندر ہی سمندر پھیلا ہوا ہے محمودہ۔ بیشک میں نے آپ سے کہا تھا نہ کہ تین حصے کے قریب سمندر ہے اور ایک حصے کے قریب خشکی حسن آرا۔ بھلا یہ کھنکھجورے کی طرح کیا بنا ہے محمودہ۔ پہاڑ ہیں۔ حسن آرا۔ امریکا میں پہاڑوں کی بڑی کثرت معلوم ہوتی ہے۔ محمودہ۔ واقعی۔ حسن آرا۔ اور یہ لہریئے دار لکیریں کیا ہیں۔ دریا ہیں۔ حسن آرا۔ ہماری دلی اس نقشے میں کہاں ہے۔ محمودہ۔ دلی اس میں نہیں ملیگی ایک بالشت میں تمام زمین ہے اس میں اتنی گنجایش نہیں ہو سکتی۔ کہ تمام شہروں کے نام لکھے جائیں ورنہ نقشہ ایسا گچ پچ ہو جاتا کہ پڑھا بھی نہ جاتا مگر یہ دیکھئے ہندوستان موجود ہے حسن آرا۔ ایک بڑا کھنکھجورا یہاں بھی چل رہا ہے محمودہ۔ ہاں یہی ہمالیہ پہاڑ ہے جس میں کشمیر سپاٹو۔ شملہ۔ منصوری۔ لنڈھور۔ نینی تال وغیرہ مقامات واقع ہیں جہاں گرمی کے دنوں میں انگریز جا کر رہا کرتے ہیں حسن آرا۔ بھلا یہ دکھن کی طرف ایک بُندا سا کیا لٹک رہا ہے۔ محمودہ۔ ہندوؤں کی لنکا جس کے قصے کی نقل رام لیلا دسہرے میں بناتے ہیں یہ ایک ٹاپو ہے حسن آرا۔ خالی میدان میں جو رنگین نقطے دیئے ہیں یہ کیا ہیں۔ محمودہ۔ چھوٹے چھوٹے ٹاپو۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حسن آرا۔ ٹاپو کیا۔ محمودہ۔ چاروں طرف سمندر بیچ میں اونچی زمین جسپر آدمی بستے ہیں حسن آرا۔ ٹاپوؤں کے رہنے والے کہیں آتے جاتے کیونکر ہونگے محمودہ۔ کشتیوں اور جہازوں پر۔

حسن آرا۔ دونو سروں میں نہ آبادی کا نشان ہے نہ سمندر کا یہ کیا بات ہے۔ محمودہ۔ زمین کے دونو سرے قطب کہلاتے ہیں ایک شمالی دوسرا جنوبی۔ آجتک کوئی وہاں پہنچ نہیں سکا غضب کی سردی ہے سمندر مارے خنکی کے جم گیا ہے۔ حسن آرا۔ کیا تمام روے زمین پر سردی گرمی یکساں نہیں محمودہ۔ ہرگز نہیں بیچ میں جو یہ لکیر کھینچی ہوئی ہے اسکو خط استوا کہتے ہیں اسپر آفتاب کی کرنیں سیدھی پڑتی ہیں اور اس بلا کی گرمی ہے کہ سمندر ہے تو کھول رہا ہے اور زمین ہے تو جلتے توے کی طرح تپ رہی ہے اس خط سے جتنی دور چلو اُتر کو یا دکھن کو اُسی قدر گرمی سردی زیادہ یہاں تک کہ قطبوں پر حد درجے کی سردی ہے حسن آرا۔ یہ تو آپنے بڑی عمدہ بات بتائی تو انگریزوں کا ملک ہمارے ملک کی بہ نسبت بہت سرد ہوگا اور افریقہ گرم۔ محمودہ۔ تم بہت درست سمجھیں واقعی ایسا ہی ہے۔ حسن آرا۔ حبشی شائد گرمی ہی کے سبب بہت کالے ہوتے ہیں محمودہ۔ آدمی تین رنگ کے ہوتے ہیں کالے گورے اور تانبے کے رنگ سرد ملکوں کے رہنے والے گورے ہوتے ہیں گرم کے کالے اور امریکہ والوں کا رنگ تانبے کا سا ہوتا ہے۔ حسن آرا۔ سردی گرمی کے اعتبار سے ہمارا ملک بیچ کی راس پر آ رہا ہے اور ملک والے بھی یہیں آ رہتے۔ محمودہ۔ جو جس ملک میں پیدا ہوتا ہے اُسی کو پسند کرتا ہے خدا نے اُس کی ویسی طبیعت کی ہے اور اُن کی ضرورت کی چیزیں اُسی ملک میں باسانی میسر آتی ہیں ۔

ایشیا یورپ افریقہ کے نقشہ جات

حسن آرا۔ بھلا اس کتاب میں اور نقشے کیسے ہیں۔ ہاجرہ یہ نقشہ تمام زمین کا تھا اس سے آگے صرف ایشیا صرف افریقہ صرف یورپ صرف شمالی امریکہ صرف جنوبی امریکہ کے ہیں پھر ایشیا میں جتنے ملک ہیں ہندوستان۔ عرب چین۔ افغانستان وغیرہ سب کے الگ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نقشے ہیں اسی طرح ضلع اور پرگنے اور گاؤں اور مکان کے نقشے ہوتے ہیں۔ حسن آرا۔ یہ کیا بات ہے تمام زمین کا نقشہ تو چھوٹا اور ہندوستان کا بڑا۔ محمودہ۔ یہ تو پیمانے کا فرق ہے پرگنے کا نقشہ بڑے پیمانے کا ہوتا ہے یعنی مثلاً ایک میل کا ایک انچ ضلع کا نقشہ اگر اتنے پیمانے پر بنائیں تو مکان میں نہ سمائے اسواسطے پیمانہ چھوٹا کر دیتے ہیں چار میل کا ایک انچ اور ہندوستان کے اِس نقشے میں پچاس میل کا ایک انچ ہے اور کرۂ زمین کے نقشہ میں پانچ سو میل کا ایک انچ نقشہ ایک تصویر ہے اور اُس کا چھوٹا بڑا بنا لینا اپنے اختیار میں ہے حسن آرا۔ اگر پرگنے کا پیمانہ رکھیں تو تمام زمین کا نقشہ خدا جانے کتنا بڑا ہو قطب صاحب تک تو پھیل جائے محمودہ۔ عجب کیا ہے۔

سمندر کے منافع

حسن آرا۔ سمندر تو خدا نے ناحق ہی بنایا تمام زمین خشک ہوتی آدمی مزے میں ادھر سے اُدھر چلتے پھرتے جہاں تک چاہتے بستے بساتے اُستانی جی۔ یہ بڑا کفر کا کلمہ ہے توبہ کرو توبہ دنیا میں کوئی چیز بے فائدہ اور بے مصلحت نہیں ہے اور خدا کے جتنے کام ہیں سب عقل اور حکمت سے بھرے ہوئے ہیں آدمیوں نے اتنا غور کیا مگر اُس کی حکمت کا ایک شمہ بھی نہیں سمجھ پایا حسن آرا۔ (گلوں پر ہولے ہولے طمانچے مار کر) آئے ہئے میری توبہ ہے الٰہی توبہ مگر اُستانی جی ذرا سمندر کے فائدے مجھکو تو بتایئے۔ اُستانی جی۔ میں دو چار فائدے جو مجھکو یاد ہیں بتاؤں گی لیکن انسان ایسا ضعیف العقل ہے کہ وہ بہت سی چیزوں کا فائدہ سمجھنے سے قاصر ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی اپنے قصور فہم کی وجہ سے انتظام الٰہی پر اعتراض کر بیٹھے انتظام الٰہی عقل انسان کے لئے ایک کسوٹی ہے جب عقل کوئی بات خلاف انتظام سوچتی ہے تو یہ دلیل غلطی عقل ہے سمندر کے فائدوں میں تم کو شک ہے تو لو سنو ایک فائدہ تو یہ ہے کہ سمندر سے لاکھوں روپے کے بیش بہا موتی نکلتے ہیں جو ہم عورتوں کے لئے موجب زینت ہیں سمندر میں لاکھوں قسم کی مچھلیاں ہوتی ہیں جن کو آدمی کس خواہش سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کھاتے ہیں مچھلیوں کی چربی جلانے کے کام آتی ہے بلکہ بعض مچھلیوں کا تیل بہت سی بیمار یونکی دوا ہے سمندر میں مچھلیاں اتنی بڑی بڑی ہوتی ہیں کہ تم سنو تو حیران ہو جاؤ ایک قسم کی مچھلی وہیل ہوتی ہے سیکڑوں گز کی لمبی چوڑی ہزاروں من کی وزنی یعنی بجائے خو جہاز کا جہاز پھر سمندر میں مال کے لدے ہوئے بڑے بڑے جہاز چلتے ہیں اگر اتنا مال خشکی کی راہ لیجائیں تو بڑی محنت بڑی دیر اور بڑے خرچ اگرچہ جہاز دخانی سمندر اور بڑے دریاؤ میں اسی طرح چلتا ہے جیسے خشکی میں ریل مگر صدہا جہاز صرف ہوا کی مدد سے چلتے ہیں اور ہوا موافق ہو تو سیکڑوں کوس ایک دن میں چل جاتی ہیں یہ تھوڑے فائدے ہیں اور فائدے تو فائدے سمندر نہو تو کسی کی زندگی بھی نہو۔ حسن آرا۔ جناب لاکھوں آدمی ہیں جنہوں نے سمندر کی صورت بھی نہیں دیکھی بلکہ شاید نام بھی نہ سنا ہو۔ اُستانی جی۔ یہ میں نے کب کہا دیکھنے اور نام کے سننے پر موقوف ہے میں نے تو یہ کہا کہ سمندر نہو تو کسی کی زندگی ہی نہو حسن آرا۔ مہربانی فرماکر مجھکو اس کی وجہ سمجھا دیجئے۔ اُستانی جی۔ وجہ تو ظاہر ہے کھانے کے انواع واقسام کے غلے سب مینہ سے پیدا ہوتی ہیں اور مینہ سمندر سے آتا ہے۔ حسن آرا۔ آہا تب ہی لوگ کہا کرتے ہیں کہ بادل سمندر میں پانی پینے جاتے ہیں۔ اُستانی جی۔ یہ کہنا تو غلط ہے مگر مینہ ضرور سمندر سے آتا ہے۔ رابعہ تم نے ابھی چند روز ہوئے اوس کہر قوس قزح بجلی اور اولون کا حال پڑھا ہے حسن آرا بیگم کے روبرو بیان تو کرو

مینہ بجلی بادل وغیرہ اور روشنی اور ہوا کی رفتار

رابعہ۔ گرمی کی وجہ سے سمندر اور دریاؤں اور ہر ایک گیلی اور سیلھی چیز میں سے بھاپ نکلتی ہے اور چونکہ سمندر کا پانی ہزاروں کوس میں پھیلا ہوا ہے سب سے زیادہ بھاپ سمند سے اُٹھتی ہے اس بھاپ کا نام بادل ہے جو ہلکے ہونے کے سبب ہوا پر جاکر آفتاب کے عکس سے ہم کو رنگ برنگ کے نظر آتے ہیں یہ بھاپ بلندی پر پہنچکر خنکی پاتی اور مینہ بنکر برستی ہے اور کبھی خنکی کی وجہ سے جمکر اولا ہو جاتی ہے۔ حسن آرا۔ مینہ تو وہ بھاپ ہوئی جو سردی پاکر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پانی بن گئی تو بجلی وہ بھاپ ہو گی جو آگ بن جاتی ہو گی اوپر کی خنکی بھاپ کو پانی تو بنا دیتی ہے مگر کیا اس آگ کو نہیں بجھا سکتی۔ رابعہ نے تامل کیا محمودہ۔ کوئی چیز گرمی سے خالی نہیں یہانتک کہ جمی ہوئی برف میں بھی گرمی رہتی ہے اور دو چیزونکو آپس میں گھسنے اور رگڑنے سے یوں بھی گرمی پیدا ہو جاتی ہے یہ ستارہ جو ٹوٹتا ہے ہوا کی گرمی کوئی تحریک پا کر بھڑک اُٹھتی ہے اور اس قاعدے کے نہ جاننے سے لوگوں نے بڑے دھوکے اُٹھائے ہیں قبرستانوں اور مرگھٹوں اور پُرانی عمارتوں اور باغوں اور جنگلوں میں جو کبھی ہوا بھڑک اُٹھتی ہے لوگ جانتے ہیں بلا ہے بجلی وہ گرمی ہے جو بادلوں میں رہتی ہے اور گرمی کا یہ بھی خواص ہے کہ جب دو چیزیں ایسی برابر رکھی جاویں جن میں سے ایک میں گرمی زیادہ ہو اور دوسری میں کم تو زیادہ گرمی والی چیز سے گرمی نکلکر کم گرمی والی چیز میں جائیگی یہانتک کہ دونوں چیزوں میں برابر گرمی ہو جائے گی مثلاً ٹھنڈے پانی میں ہاتھ ڈالو تو ہاتھ کی گرمی پانی میں جائیگی یہاں تک کہ دونوں میں یکساں گرمی ہو جائے اور تھوڑی دیر بعد پانی کی ٹھر ہاتھ کو محسوس نہیں ہوتی اُس کی یہی وجہ ہے اسیطرح جس بادل میں گرمی زیادہ ہوتی ہے وہ پاس کے کم گرمی والے بادل میں زور سے جاتی ہے اِس کا نام کڑک ہے جس کی آواز ہم لوگ سُنتے ہیں۔ حُسن آرا۔ ٹھنڈے پانی اور ہاتھ کی مثال جو آپنے دی اس میں تو ہم کو ہاتھ سے آگ نکلتی نظر نہیں آتی مگر بجلی میں تو ایسی آگ ہوتی ہے کہ آنکھ چوندھیانے لگتی ہے محمودہ۔ گرمی سے آگ بن جانا کون تعجب ہے پتھر کو پتھر پر مارو صاف چنگاریاں جھڑتی ہوئی نظر آئینگی خیر النسانے مجھ سے بیان کیا تھا کہ اُنکے وطن میں ایک مرتبہ آندھی آئی بانسوں کی رگڑ سے جنگل میں اس بلا کی آگ لگی کہ تمام نیستان جلکر خاک سیاہ ہو گیا حُسن آرا۔ بجلی تو زمین پر بھی گرا کرتی ہے اس کا سبب۔ اُستانی جی۔ جب بادل زمین کے قریب ہوا نزدیک ہونے کی وجہ سے زمین اُس گرمی کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے حُسن آرا۔ کیا یہ بادل آسمان میں نہیں ہوتے۔ اُستانی جی۔ اکثر میل دو میل سے زیادہ اونچے نہیں ہوتے اور پہاڑوں پر تو گھروں میں بادل گھُستے پھرتے ہیں بیٹھے ہیں کہ یکایک کُہر کی طرح دھواں سا اُبھرا تھوڑی سی دیر بعد چاندنا ہوا تو دھواں ندارد پانی میں تر بتر۔ حُسن آرا۔ بجلی تو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بڑی آفت ہے کچھ اس کی روک بھی ہے میں نے تو جہاں کڑک کی آواز سُنی اندر بھاگ جاتی ہوں اُستانی جی۔ آواز کے سُننے پیچھے بھاگنا تو بیوقوفی ہے بجلی گرتی ہے تو آواز پہنچنے سے پہلے گر چکتی ہے ہوا کی نسبت روشنی کی رفتار بڑی تیز ہوتی ہے تم نے کاہیکو دیکھا ہوگا غدر کی دنوں میں ہم لوگ کوٹھی پر سے باوٹے کی توپونکو دیکھتے تھے کہ رنجک کی چمک پہلے نظر آتی تھی اسکے چند لمحہ بعد توپ کی آواز سُن پڑتی تھی یہی حال بعینہ بجلی اور کڑک کا ہے خوب دھیان لگا کر جب چاہو آزمالو پہلے چمک نظر آتی ہے اُس کے تھوڑی دیر بعد کڑک کی آواز سُنائی دیتی ہے اور بجلی کی روک جو تم نے پوچھی تو ہاں عقلمندوں نے اُس کی تدبیر بھی نکالی ہے بجلی تھی تو نقصان کی چیز عقل کے زور سے اُسی کو فائدہ مند کر لیا تار برقی کا نام تم نے سُنا ہے۔ حُسن آرا۔ ہاں دو چار مرتبے بڑے اَبّا کے پاس سے سُنا کہ تار میں خبر آئی۔ اُستانی جی۔ دیکھو انگریزونکی ولایت پانچ ہزار کوس دور ہے مگر تار کے ذریعے سے چار پانچ گھنٹے میں خبر آنے لگی ہے یہ سب بجلی کے کھیل ہیں حُسن آرا روک کی نسبت آپنے کچھ نفرمایا۔ اُستانی جی۔ دھات کی چیزیں لوہا تانبا پیتل وغیرہ بجلی کو کھینچتی ہیں میگزینوں میں بارود کی حفاظت کے واسطے بجلی کی روک کرنی پڑتی ہے چھتوں کے پہلو میں لوہے کی سلاخیں گاڑ دیتے ہیں کہ بجلی گرے تو سلاخوں کی راہ زمین میں چلی جائے ہمہ پاس ایک رسالہ ہے جس میں تار برقی کا سب حال لکھا ہے اس میں بجلی کے عجب عجب خواص لکھے ہیں جب تم زیادہ پڑھ لوگی تو اُسکو دیکھنا +

انگریزوں کا حال

حُسن آرا انگریز بھی نرے عقل کے پتلے ہیں۔ اُستانی جی۔ قوم کی قوم کا یہی حال ہے عقل کے پتلے نہوتے تو کالے کوسوں آکر بادشاہ کس طرح بن بیٹھتے ذرا انگلستان کی تاریخ پڑھو تو تم کو معلوم ہو کہ ابتدا ان لوگوں کی کیا تھی نرے وحشی تھے جانوروںکو مار کر گوشت کھاتے اور چمڑا پہنتے پہاڑوں کی کھوہوں میں رہتے کھیتی باڑی اور مکان بنانے تک کی عقل نہ تھی رومیوں کی سلطنت تھی اُنھیں سے انگریزوں نے عقل و سلیقہ سیکھا یہاں تک کہ رومیونکو اپنے ملک سے نکال

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

باہر کیا اب یہ وہی انگریز ہیں کہ روے زمین پر کوئی قوم ایسی دانشمند اور ایسی شایستہ نہیں ہے
حسن آرا۔ ابتک میں یہ سمجھی تھی کہ خدا نے سب آدمیونکو برابر عقل دی ہے مگر آپکے فرمانے سے
معلوم ہوتا ہے کہ انگریزونکے ملک کی آب و ہوا میں ایک خاص تاثیر ہے کہ وہاں کے لوگ
زیادہ عقلمند ہوتے ہیں میری کتاب میں بھی کئی جگہ دانشمندانِ فرنگ آیا ہے۔ پھر اس میں دوسرے
ملک والوں کا کیا دوس ہے۔ اُستانی جی۔ عقل واقعی خداداد ہے مگر اُس کی ترقی بے علم کی نہیں
ہوتی اسی طرح جسم بھی خداداد ہے مگر اُس کی توانائی و بالیدگی غذا پر موقوف ہے۔ عقل کی غذا علم
ہے سو افسوس ہے کہ علم ہندوستان سے بالکل اُٹھ گیا اور جو ہے وہ جہل سے بدتر ناحق ناحق
کی کٹھ حجتی اور جھوٹی شاعری کے سوائے ہندوستان میں کچھ اور بھی ہے۔ حسن آرا۔ کیا انگریز
بڑے مولوی ہوتے ہیں۔ اُستانی جی۔ لفظ مولوی کا استعمال تم کو اس مقام پر نہیں کرنا چاہئے
مسلمان عالم مولوی کہلاتے ہیں ہندو پنڈت مگر کچھ شک نہیں کہ جو علم بکار آمد ہیں انگریز
سب سے زیادہ جانتے ہیں اسی علم کے زور سے وہ وہ نادر کلیں ایجاد کی ہیں اور آئے دن ہوتی
جاتی ہیں کہ سُنکر عقل دنگ ہوتی ہے دنیا کا تمام کام کلوں سے لیا جاتا ہے کلیں سوت کاتیں
کلیں کپڑے بُنیں اور کلیں آٹا پیسیں کلیں کتابیں چھاپیں کلیں باجے بجائیں کلیں لوہار
بڑھئی کا کام دیں بلکہ کلیں وہ کام کریں جو آدمی سے نہو سکے۔ حسن آرا۔ کیا اُنکی میمیں بھی اسی
طرح کی عقلمند ہوتی ہیں۔ اُستانی جی۔ بیشک عورتیں بھی سب کی سب پڑھی لکھی ہُنرمند اور
ممکن نہیں کہ مرد اس درجے کے لایق ہوں اور عورتیں ہم کم بختوں کی طرح بے علم بے ہنر۔ حلیمہ کے
ہمسائے میں ایک میم رہتی ہیں ذرا اُنکا حال سنو حلیمہ بوا کہو تو

ایک انگریزی خاندان کا حال اور اُسکی نیک زندگی

حلیمہ۔ جناب ہمارے مکان سے ملا ہوا مکان (وہ بھی ہمارا ہی ہے) پانچ چھ مہینے ہوئے
ایک میم نے کرائے پر لینا چاہا ہمارے محلے کی بہشتن میم صاحب کے پاس آیاگری میں نوکر ہے
وہی پیام لائی میم کا نام سُنکر ابا جان نے صاف انکار کیا کہ ہم میم کو مکان نہیں دیتے بہشتن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بیوی ڈیوڑھا دونا کرایہ ماہ بماہ لو ایسا گھر اگر کرایہ دار نہیں پاؤ گی۔ اماجان۔ کرایہ لیکر کیا چولھے
میں ڈالنا ہے دیوار بیچ تو مکان لگا ہے لڑکیوں بالیوں کی آواز برابر جاتی ہے میاں مرزائی
اپنے کارخانے کے لئے منتیں کرتے رہے ہیں نے ندیا رکھوں گی تو کسی اشراف کو ورنہ بلا سے
خالی پڑا رہنا اچھا۔ بہشتن۔ بیوی میم صاحب بھی بڑی ہی اشراف آدمی ہیں۔ ہیں تو غیر قوم
غیر مذہب مگر مجھے اپنے نتھو کے سر کی قسم بڑی ہی بھلی مانس ہیں اور پاس کے رہنے سے آپ
حال کھل جائیگا اگر میری بات میں فرق پاؤ میری ناک کی چوٹی کاٹ لینا۔ اماجان۔ بھلا انکے
یہاں انگریزوں کی آمد رفت تو رہتی ہی ہوگی۔ بہشتن۔ بیوی صاحب تار گھر میں نوکر ہیں
رات کو نو بجے آتے ہیں اور صبح کو چار بجے کام پر چلے جاتے ہیں دن کی حاضری وہیں جاتی ہے
اور کوئی باہر کا نہ آتا ہے نہ جاتا ہے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں بڑی بیٹی مس بابا اصل خیر سے تمہاری
لڑکی سے عمر میں تو کم ہے مگر میری آنکھوں میں خاک ڈیل میں کوئی دو مٹھی نکلتی ہوئی ہے اماجان
گو باہر والوں کی آمد و رفت نہو خود میم صاحب تو باہر نکلتی بیٹھتی ہیں۔ بہشتن۔ صبح و شام پاپیادہ
بچوں کو ساتھ لے ہوا کھانے البتہ کشمیری دروازے کے باہر جایا کرتی ہیں۔ اماجان۔ میم صاحب یا
اُنکے بچے ہمارے گھر میں تو نہ چلے آیا کرینگے۔ بہشتن۔ بے مرضی ہرگز نہیں۔ اماجان۔ دیکھو کچھ
قباحت نہو مجھے تو ڈر ہی لگتا ہے بہشتن بیوی کچھ شبہ مت کرو میرا ذمہ ؛

غرضکہ میم صاحب آرہیں دو چار دن اماجان ہم سب بچوں پر آہستہ بولنے کی تاکید کرتی
رہیں اور کوٹھے پر چڑھنے کو بھی منع کر دیا تھا اور ہم لوگوں نے بھی اتنے دنوں میم صاحب کیطرف
سے آواز تک نہیں سنی اور پریا نہیلی ہوئی تھی اُسکے لینے کو اماں سے پوچھکر کوئی چار گھڑی
دن رہے میں دبے پاؤں چڑھی دیکھتی کیا ہوں باہر صحن میں میز بچھی ہے اور میم صاحب اور
اُنکے بچے آس پاس کرسیاں بچھائے سب کے سب کچھ پڑھ رہے ہیں چھت پر میرے چلنے کی
دھم دھم سُنکر چھوٹی لڑکی نے مجھکو دیکھ لیا اور دیکھتے ہی آپسے آپ سلام کیا اُس کا سلام
کرنا تھا کہ سب کے سب مجھ کو دیکھنے لگے تب تو میں نے بھی میم صاحب کو سلام کیا میم صاحب نے
نہایت مہربانی سے میرا سلام لیا اور جلدی سے اُٹھ چھت کے نیچے آکھڑی ہوئیں اور کہنے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لگیں کہ ہم لوگوں نے تم سے جان پہچان پیدا کرنے میں ابتدا کی ہے تم اس بات سے کچھ ناخوش تو نہیں ہوئیں میم صاحب کو آتے ہوئے دیکھ جی میں آیا کہ بھاگ جاؤں لیکن اُن کی بات سُنکر تو دل میں کچھ دلیری سی آئی اور میں نے کہا جناب اس میں ناخوشی کی کیا بات ہے آپسے تعارف کرنا تو ہمارے لئے فخر ہے میم صاحب مجھکو ایک بات پوچھنی ہے اگر تمہاری اماجان مہربانی کر کے اپنے کوٹھے پر ذرا کی ذرا آکھڑی ہوں تو بڑا احسان کریں اپنی اماجان سے میرا بہت بہت سلام اور یہ پیام کہنا میں نے کہا بہت خوب میں ابھی جاکر کہتی ہوں نیچے آکر میں نے اماجان سے سب حال بیان کیا پہلے تو اماجان نے بھی کچھ تامل سا کیا بارے چلی گیئں۔ میم صاحب۔(سلام کے بعد) میں نے آپکو صرف اتنا پوچھنے کے لئے تکلیف دی ہے کہ اس آنیکے سوا اگر کچھ اور تکلیف ہم لوگوں کے رہنے سے آپکو پہنچی ہو تو مہربانی فرما کر مجھکو اُس سے اطلاع دیجیئے۔ اماجان۔ آپکے مُنہ پر تو کہنا خوشامد ہے مجھکو تو آجتک یہ بھی نہیں معلوم ہوا کہ اس مکان میں کوئی رہتا بھی ہے یا نہیں ایسا تو کوئی ہندوستانی بھی آکر نہیں رہا ہم لوگوں میں کم بخت پردے کی بڑی قید ہے بس اسی کا خیال تھا۔ میم صاحب۔ ہوں تو میں بیشک انگریز مگر میں اسی ملک میں پیدا ہوئی اور اسی ملک میں ہوش سنبھالا میں بڑے آدمی کی بیٹی ہوں ماں باپ دونو غدر میں مارے گئے اکیلی رہگئی شادی کرلی خدا کے فضل سے چار بچے ہوگئے ہیں انکو پرورش کرتی ہوں اور میں آپ لوگوں کے دستور سے بخوبی واقف ہوں خدا نے چاہا تو کوئی بات مجھ سے ایسی نہ ہوگی کہ آپ کی اذیت کا باعث ہو ہماری کتاب میں ہمسایہ کے بہت بڑے حقوق لکھے ہیں سو اگر مجھ سے وہ حق نہ بھی ادا ہوں تاہم میں امید کرتی ہوں کہ میرے سبب سے آپکو کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچیگی۔ اماجان۔ آپکے رہنے سے تو سراسر راحت ہے مگر ہم لوگوں کی وجہ سے عجب نہیں آپکو ایذا ہوتی ہو میں اللہ رکھے میرے بھی چار ہی بچے مگر دن بھر آپس میں اودھم مچائے رہتے ہیں بہتیرا گھُرکتی ہوں کوستی ہوں اور عاجز آکر ایک آدھ طمانچہ بھی مار بیٹھتی ہوں لیکن دن بھر مجھکو پریشان کئے رہتے ہیں سگے بھائی بہن ہوکر ایک لمحہ کو ایک کی ایک سے نہیں بنتی جب سے آپ آکر رہی ہیں ذرا امن بھی ہے میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بات بات پہ روکتی رہتی ہوں پھر بھی کیا اثر ہوتا ہے ممکن نہیں کہ انکا شور وغل آپکو تکلیف نہ دیتا ہو۔ میم صاحب۔ کیا ہوا بچے ہی تو ہیں کھیلنے کودنے کی تو انکی عمر ہے شرارت کیا نہیں کرتے ہیں انکے شور وغل ہی کی تو گھر میں بستی ہے۔ امّا جان۔ مجھکو حیرت ہے کہ آپکے بچے کیوں نہیں غل کرتے۔ میم صاحب۔ کرتے ہیں مگر نہ ہر وقت۔ امّاں جان۔ برائے خدا کوئی تدبیر مجھے بھی بتائیے میں ان بچوں کے ہاتھ سے سخت عاجز ہوں نہ اپنا دیکھیں نہ پرایا انکو لڑنے سے کام انکی وجہ سے میں نے شادی بیاہ میں جانا کم کردیا لوگ کہتے ہیں توج کیسی بے سری اولاد اُٹھائی ہے ناحق شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ میم صاحب۔ یہ کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے جسکے واسطے آپ اتنا سوچ کرتی ہیں بڑی ہو کر آپ درست ہو جائینگی۔ امّا جان۔ کیا بڑے ہونے کے لئے کوئی اور زمانہ آئیگا اللہ رکھے تیرھویں برس میں تو یہ میری حلیمہ ہے ہتیرا کہتی ہوں تم بڑی ہو سمجھدار ہو چھوٹوں کی منہ مت لگا کرو چھیڑ چھیڑ کر لڑتی ہے کچھ ان وقتوں میں ایسے خون سفید ہو گئے ہیں نہ چھوٹوں کو بڑوں کا ادب ہے نہ بڑوں کو چھوٹوں کی محبت۔ میم صاحب۔ بچوں سے کچھ آپ کام بھی لیتی ہیں۔ امّا جان۔ کام کیا ہے خدا کے دیئے نوکر چاکر گھر میں ہیں انکا یہی کام ہے کھائیں اور کھیلیں۔ میم صاحب۔ بس یہی خرابی ہے میں نے تو ہر ایک بچے پر اُس کی بساط کے موافق اتنا کام ڈال رکھا ہے کہ اُسکو اُسی سے فرصت نہیں ملتی ہم سب لوگ چھوٹے بڑے چاہے کوئی موسم ہو صبح کے پانچ بجے اُٹھ بیٹھے ہیں ہر ایک نے غسل کیا کپڑے بدلے اور تھوڑا سا ناشتہ کھا پی چھ بجتے بجتے میں ان سبکو لیکر شہر کے باہر ہوا کھانے چلی جاتی ہوں اور کوئی ساڑھے سات بجے لوٹ آتی ہوں آتے کے ساتھ سب کو لیکر نماز پڑھتی ہوں پھر سب کو سبق پڑھاتی ہوں گیارہ بجے سبق سنکر کھانا کھاتی ہوں اسکے بعد کوئی لکھتا ہے کوئی سیتا ہے دن کو ہم لوگ کبھی نہیں سوتے تین بجے پہلے کچھ کھا لیا پھر دوسرا سبق دیا جاتا ہے پانچ بجے پھر غسل کیا اور کپڑے بدلے ہوا خوری کو نکل گئے سات بجے واپس آئے اتنے میں صاحب آجاتے ہیں سب بچوں کا سبق سنتے اور ہر ایک کا کام دیکھتے اور پھر سب ملکر نماز پڑھتے ہیں نماز کے بعد کھانا کھا یا سو رہے فرمایئے اب انکو لڑائی کی فرصت کہاں ہے اور اگر میں انکو آپس میں لڑتا دیکھوں تو کیا توقع رکھوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جب یہ آپس میں ملاپ نہ رکھیں تو دنیا میں دوسرے لوگوں کے ساتھ کیوں کر گذر کرینگے ابا جان ۔ سبحان اللہ آپنے بڑا عمدہ انتظام کر رکھا ہے اور تب ہی تو تم لوگ سلطنت کر رہے ہو ہم ہندوستانیوں میں عورتوں کے یہی کام ہیں دو چار کھانوں کی ترکیب سیکھ لی اپنے ہاتھوں اپنے کپڑے سی لئے پڑھنے لکھنے کا تو دستور ہی نہیں نوکر چاکر رکھنے کا مقدور ہوا تو احدی بنکر بیٹھ رہے میم صاحب ہم لوگوں میں ضرورت کی نظر سے ہنر نہیں سیکھتے بلکہ ہنر کو باعث عزت سمجھتے ہیں مجھکو اپنے باپ کی ایک بات یاد ہے کہ جب مجھکو اُنہوں نے ولایت پڑھنے کے لئے بھیجا تو چچا کو چھٹی لکھ دی تھی کہ اس کو کسی اچھے مدرسے میں داخل کر دینا چچا نے لکھا کہ فلانے مدرسے میں بڑی عمدہ اور اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہوتی ہے مگر وہاں فیس بہت دینی پڑتی ہے میرے باپ نے لکھا ہے کہ دو سو روپیہ مہینا میں نے اس لڑکے کے حق کا علیحدہ کر دیا ہے اس میں اگر کچھ بچیگا وہ اسی کیواسطے جمع ہوتا جائیگا لیکن اگر اس کا کل روپیہ اس کی تعلیم میں صرف ہو تو جمع ہونے سے بہتر ہو گا کیونکہ ہنر کا جمع کیا جانا روپیہ کے جمع کئے جانے سے کہیں مفید ہے چنانچہ مجھکو چچا نے اُسی بڑے مدرسے میں داخل کیا جس میں فیس اور میرا ضروری خرچ ملاکر دو سو روپیہ کا دو سو روپیہ مہینا خرچ ہو جاتا تھا جب میرے باپ غدر میں مارے گئے تو اب کہیں سہارا نہ تھا ناچار مجھکو مدرسہ میں چھوڑنا پڑا ایک برس کی کسر رہگئی ورنہ میں ایک سال اور پڑھتی ماں باپ کے مارے جانیکا رنج اور مدرسے کے ایسی مجبوری کے ساتھ چھوٹنے کا صدمہ میں سچ کہتی ہوں دونو نے میرے دل پر برابر اثر کیا ہر چند میں ناتمامی کی حالت میں مدرسے سے نکلی پھر بھی میری لیاقت کا چرچا دور دور تھا اور مدرسے سے نکلتے کے ساتھ جب لوگوں نے جانا کہ میں شادی کرنیکو آمادہ ہوں تو سیکڑوں آدمیوں نے مجھ سے شادی کی درخواست کی ہم لوگوں میں یہ بہت اچھا طریقہ ہے کہ شادی لڑکا لڑکی کی رضامندی سے ہوتی ہے میں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ رضامندی آپ لوگوں کے مذہب میں بھی شرط ہے مگر میں دیکھتی ہوں کہ اُس کا برتاؤ کچھ بھی نہیں ہوتا اکثر بے تمیزی کی حالت میں آپ لوگ اولاد کو بیاہ دیتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آپ لوگوں میں اکثر زن و شو میں بے لطفی اور ناسازگاری رہا کرتی ہے جب کثرت سے لوگ خواہاں ہوئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوے تو مجھکو انتخاب میں بڑی دقت پیش آئی کبھی حسن صوت پر دل فریفتہ ہوتا تھا کبھی طمع دولت رغبت دلاتی تھی کبھی فخر نسب کی خواہش ہوتی تھی مدرسے کی اُستانی جو مجھ پر سگی ماں کیطرح مہربان تھیں میں نے اُن سے مشورہ کیا اُنھوں نے مجھکو یہ نیک صلاح دی کہ علم ولیاقت اور نیکی انسان کی بڑے جوہر ہیں جس میں یہ صفتیں پاؤ اُسی کو اختیار کرو چنانچہ خوب تحقیق وتفتیش کرنیکے بعد ان صاحب کو پسند کیا۔ صاحب بڑے عالم ہیں مدرسے سے خطاب فضیلت حاصل کیا ہے اور نیک اس درجے کے ہیں کہ یہاں کے سارے انگریز پادریونکے برابر انکی تعظیم کرتے ہیں اور میں تو صاحب کی نیک مزاجی سے اسقدر خوش ہوں کہ سلطنت کی خوشی بھی اسکے مقابلے میں ہیچ نظر آتی ہے صاحب کی تنخواہ تو کچھ بہت نہیں صرف چار سو روپیہ مہینا پاتے ہیں مگر جس محبت اور مہربانی سے وہ مجھکو اور بچونکو رکھتے ہیں میرا مُنہ نہیں کہ شکر ادا کرسکوں پندرہ برس میرے بیاہ کو ہوئے کسی بات میں مجھ سے رد وکد کی نوبت نہیں آئی بچوں کے ساتھ کچھ اس طرح کی مدارات ہے کہ ہر ایک بچہ دل وجان سے فدا ہے جب کچہری سے آتے ہیں تو بچونکو عید کیسی خوشی ہوتی ہے مگر مجال نہیں کہ کوئی اُنکے خلاف مرضی بات کرسکے نہ مارتے ہیں نہ گھڑکتے نہ ترشروئی کرتے مگر کچھ ایسا ڈھنگ کر رکھا ہے کہ محبت میں رعب پیار میں ڈر اور اُنہیں کے انتظام سے ان بچونکی اصلاح بھی میری خاطر خواہ ہوتی جاتی ہے خدا کا شکر ہے کہ بیٹے اور بیٹیاں سب میرے کہے میں ہیں میری بڑی لڑکی کا نام مس روز ہے آپنے تو کھڑکی میں قفل لگا رکھا ہے ورنہ میری لڑکیاں تو ایسی ملنسار ہیں کہ دن میں سو سو بار کھڑکی کے پاس آکھڑی ہوتی ہیں اور آپکے بچوں سے ملنے کو ترستی ہیں قفل کھولدینے میں اگر کچھ قباحت نہو تو ایک دن آکر ذرا ہمارے گھر کو دیکھئے اس سے خاطر جمع رکھیئے کہ سواے میرے اور میرے بچوں کے کوئی غیر اندر نہ رہنے پائیگا۔ اماجان۔ انشاءاللہ تعالیٰ میں کسی دن ضرور آؤنگی اگلے دن اماجان ہم سب کو ساتھ لے کھڑکی کی راہ میم صاحب کے گھر گئیں۔ میم صاحب کے گھر میں گئی تو کیسا صاف سُتھرا کہ صحن میں تنکے کا نام نہیں خانہ داری کا اسباب اس سلیقے کے ساتھ اپنے اپنے موقع سے رکھا تھا کہ ہم لوگوں میں شادی بیاہ میں بھی ایسی آرایش نہیں ہوتی ہر ایک چیز نایاب اور قیمتی تو تھی ہی نہیں اکثر چیزیں ایسی تھیں کہ ہمارے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گھر میں بھی تھیں مگر وہاں کی چیزوں پر اور ہی کچھ رونق تھی منہ دھونیکا طسلہ کیسا صاف منجھا ہوا کہ آنکھ نہ ٹھہرے بید کے مونڈھے کی بھی کچھ اصل ہے مگر تیلیاں چمکتی ہوئیں اور ہر ایک دستکار جالی کا نفیس غلاف سادگی میں تکلف غرض جو چیز تھی صفائی کا نمونہ تھی۔ گھر میں جانے سے جی چاہے کہ صحن میں کھانا بکھیر کر کھا لیجئے۔ وہاں کا سامان دیکھکر مجھکو یقین ہوا کہ صفائی بڑی زینت ہے میم صاحب کے بچے اپنے اپنے کمروں میں کوئی لکھ رہا تھا کوئی سی رہا تھا سب نے ہم کو آتے دیکھا بھی مگر کیا مقدور کہ بے ماں کی اجازت باہر نکل آئیں میم صاحب نے ہم سب کو ملاقات کے کمرے میں بٹھایا ہم لوگ تو ادھر ادھر دیکھ ہی رہے تھے اماجان بھی کن انکھیوں سے چیزونکو دیکھتی جاتی تھیں۔ میم صاحب۔ کیا آپ کی تواضع کروں پان میں نہیں کھاتی عطر ہم لوگوں کا شاید آپکو پسند نہو خشک مٹھائی کا تو کچھ پرہیز نہیں ایک کنیز منگا طشتریوں میں ہم لوگونکے روبرو رکھدیا ہم لوگوں نے تامل کیا میم صاحب۔ (ہنسکر) اجی بے تامل کھاؤ اسمیں تو کچھ قباحت نہیں اور یوں آپکے مذہب میں تو ہمارے ساتھ کھانا جائز لکھا ہے اور روم اور مصر میں کوئی مسلمان بھی اس طرح کا پرہیز نہیں کرتا یہ ہندوستان کے مسلمانوں نے نیا مسئلہ نکالا ہے۔ اماجان۔ نہیں پرہیز کی کیا بات ہے مگر ابھی سب کھانا کھا چکے ہیں۔ میم صاحب کیا ہوا آپ کچھ نقصان کا اندیشہ نہ کیجئے ہم لوگوں کی مٹھائیوں میں بھی دوا ہوتی ہے غرض نہایت نفیس اور لطیف مٹھائی ہم سب نے کھائی اُس کے بعد میم صاحب نے اپنے بچونکو پکارا سب آموجود ہوئے میم صاحب نے بیٹھنے کا اشارہ کیا بچوں کی عقل دیکھیے کہ ہر ایک اپنی ہمجولی کے پاس آکر بیٹھا مس روز میرے پاس بیٹھیں اور پہلا سوال اُنہوں نے مجھ سے یہی کیا کہ آپ کیا پڑھتے ہیں اُنکا پوچھنا تھا کہ مجھ پر گھڑوں پانی پڑ گیا اور میں نے شرمندہ ہوکر کہا کچھ نہیں مس روز نے میری بات کو نہایت تعجب سے سُنا اور چپ ہو گئیں پھر اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی تصویریں اپنے بُنے ہوئے قیمتی اور عمدہ سے عمدہ تکیوں اور کرسیوں کے غلاف میزونکی چادریں کپڑے کے پھول موزے کتاب میں رکھنے کی نشانیاں گلوبند موباف دستی رومال جھالریں ڈوری کے کام دکھلائے میں تو میں۔ اماجان حیران ہوکر رہ گئیں۔ پھر میم صاحب سب گھروں میں ہو کر ہمکو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لیگئیں کتابوں کی الماری سے ایک کتاب نکالکر اپنے رشتے داروں اور دنیا کی عمدہ عورتوں اور مشہور لوگوں کی تصویریں دکھائیں گئی تو اس نیت سے تھے کہ ذرا کی ذرا بیٹھکر چلے آئینگے مگر کوئی چارگھڑی دن رہ گیا تب اماجان نے کہا کہ آج میں نے آپکا بڑا حرج کیا۔ میم صاحب مجھکو آپکی ملاقات سے بڑی مسرت حاصل ہوئی اور ہرگز میرا کوئی حرج نہیں ہوا۔ اماجان۔ مگر گستاخی معاف میں آپکے پاس سے اُداس ہو کر چلی۔ میم صاحب۔ خیر تو ہے بات تو کہیے۔ اماجان۔ اب اپنی حالت پر جو نظر کرتی ہوں تو سخت افسوس ہوتا ہے بھلا یہ بھی کوئی زندگی کا ڈھنگ ہے۔ خیر میری تو تیر ہو گئی افسوس یہ ہے کہ اولاد کو میں نے اپنا ہی ایسا اُٹھایا۔ میم صاحب۔ افسوس کی کیا بات ہے، ہر ملک کے رسم ہیں۔ اماجان۔ آگ لگے اس ملک کو جس میں ہنر کا نام نہیں ہم لوگ شہر میں بڑے سلیقہ شعار کہلاتے ہیں مگر سچ یہ ہے ہنر اور سلیقہ آپ لوگوں پر ختم ہے۔ غرض میم صاحب سے رخصت ہو کر گھر آئے تو جدھر آنکھ پڑتی تھی ہر چیز حقیر اور بھونڈی نظر آتی تھی میرا تو یہ حال ہوا کہ اُس رات رنج کے مارے مجھ سے کھانا تک نہیں کھایا گیا اگلے دن میں نے اماجان سے کہا کہ اگر آپ فرمائیں تو میں مِس روز سے کچھ سیکھوں۔ اماجان۔ بھلا بیٹی مس روز کچھ اپنے دیس کی تو ہیں نہیں کہ جان پہچان کا پاس ہو خدانخواستہ کچھ محتاج نہیں کہ روپے پیسے کا لالچ کریں میں اُن سے کس مُنہ سے کہوں دیکھو کسی طرح اُن کی ہاں سے دریافت کرونگی میں نے جا کر کھڑکی کھولی دیکھا تو مِس روز صحن میں ٹہل رہی تھیں دیکھتے ہی مجھ سے پوچھا آپ کہیں تو میں آپکے گھر آؤں۔ اماجان۔ شوق سے۔ اماجان نے مِس روز سے آنیکو تو کہا مگر میں اپنے جی میں کہہ رہی تھی خدا کرے نہ آئیں آئینگی تو کہاں بٹھائینگے۔ حسن آرا۔ کیوں کیا تمہارے گھر میں بیٹھنے کی جگہ نہ تھی میں تو سُنتی ہوں تمہارا مکان بڑا عالیشان مکان ہے اور فرش فروش مونڈھے ہر طرح کا وافر سامان موجود ہے۔ حلیمہ۔ خدا کا دیا سب کچھ ہے مگر میں میم صاحب کے یہاں جا کر دیکھ چکی تھی اُنکے لایق ایک چیز بھی نہ تھی ہمارے یہاں وہ صفائی اور وہ اُجلا پن کہاں۔ حسن آرا۔ کچھ میم صاحب کی وقعت ہی تمہارے ذہن میں جم گئی ہے ورنہ ماشاءاللہ تم بھی خاصی صاف اور ستھری رہتی ہو۔ حلیمہ۔ ہاں تم یوں ہی سمجھو مگر میری طرح میم صاحب کا مکان دیکھے ہوتیں تو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جانتیں کہ صفائی کس کو کہتے ہیں۔ حسن آرا۔ بلا سے تم نے مس روز کے لئے سفید سوزنی بچھوا دی ہوتی۔ حلیمہ۔ کچھ آپکے فرمانے پر موقوف نہ تھا جلدی جلدی جو کچھ ہوا کیا ہے مگر کس کس چیز کو چھپاتی جب مس روز چلی آئیں تو میں نے باورچیخانے کی طرف پشت کر کے کرسی بچھا دی تھوڑی دیر میں آفتاب سامنے آگیا مس روز کرسی پھیر عین باورچیخانے کے سامنے ہو بیٹھیں اور میرا یہ حال کہ اُنکو برابر باتوں میں لگائے جاؤں تاکہ اودھر کو اُن کی نظر نہ پڑے دو چار باتوں کے بعد مس روز بولیں کہ میرا جی چاہتا ہے کہ آپ مجھکو بہن بنا لیجئے میں نے کہا بہن بننے کا تو منہ نہیں مجھکو آپ شاگرد کیجئے اور کچھ سکھائیے تو بڑی مہربانی ہو۔ مس روز۔ بسر و چشم میں کیا سکھاؤنگا مس روز۔ پڑھنا لکھنا تو آپکو اپنے ملک کا سیکھنا چاہئے مس گریوز جو زنانے مدرسوں کی انسپکٹر ہیں مجھ سے (اُستانی جی کا نام لیا) انکے مکتب کی بہت تعریف کرتی تھیں مگر سلائی ہر قسم کی میں سکھا دونگی اور اس سے زیادہ مجھکو کوئی خوشی نہیں ہو سکتی کہ آپ مجھ سے کچھ سیکھیں میں۔ آپ کی اماں جان تو کچھ اس میں مضائقہ نکرینگی۔ مس روز۔ مضائقہ۔ آپ لوگ اُنکے مزاج سے ابھی واقف نہیں ہیں میری والدہ ضرور ہیں مگر ازروے انصاف میں نے ایسی نیک عورت کوئی نہیں دیکھی زیادہ رہنے سے خود آپکو معلوم ہو جائیگا دوسرے کے لئے میں تو جانتی ہوں شاید اپنی جان تک کا اُنکو دریغ نہیں ہے آپ سے تو ہمسائگی اور ملاقات ہے کوئی ہو اُنکو ہمدردی کرنی ضرور ہیں۔ آپکی اماں جان کبھی آپکو گھرکتی تو نہیں مس روز۔ اُنکو ہر ایک طرح کا مجھ پر اختیار حاصل ہے مگر خدا مجھ کو ایسی نافرمان بیٹی نہ بنائے کہ میری اماں جان کو گھرکنے کی نوبت آئے دنیا میں اس سے بڑھکر بھی کوئی نادانی کی بات ہو گی کہ میں اپنی پیاری اور مہربان اور خیر خواہ اور دلسوز اماں کے خلاف رائے کوئی بات کروں۔ میں چھوٹے بھائی بہنوں سے اور آپ سے کسی بات میں رد و کد ہوتی ہو گی اُس وقت تو آپ کی اماں جان ضرور دخل دیتی ہونگی۔ مس روز۔ اگر میں اپنے چھوٹوں سے رد و کد کروں تو تف ہے میری بڑائی پر میں اپنے سب چھوٹے بھائی بہنوں کی شکر گذار ہوں کہ وہ لوگ ہر طرح میرا ادب کرتے ہیں اور میں بھی سب کو جان کی طرح عزیز رکھتی ہوں اور سب پر دم دیتی ہوں اور کیونکر ندوں اپنے بھائی بہنوں سے بھی کچھ پیارا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں۔ کیا سچ مچ تم بھائی بہنوں میں کبھی لڑائی جھگڑا نہیں ہوتا۔ مس روز۔ بھائی بہن تو بھائی
بہن ہم لوگونکو خدا کے فضل سے غیروں کے ساتھ بھی لڑنیکا اتفاق نہیں ہوتا۔ ہیں۔ آپکی باتیں
سُنکر مجھکو سخت تعجب ہوتا ہے ایسا تو ممکن نہیں کہ اوپر تلے کے بھائی بہنوں میں لڑائی جھگڑا
نہو۔ مس روز۔ اور مجھکو آپسے یہ سنکر تعجب ہوا کہ بھائی بہنوں میں لڑائی کا ہونا ضرور ہے۔ ہیں
اجی لڑائی کچھ خدانخواستہ بیر نہیں یہی بحث و تکرار۔ مس روز۔ جی ہاں میں سمجھی مگر مجھکو حیرت ہے
کہ وہ کیسے بھائی بہن ہیں جو آپس میں تکرار رکھتے ہیں۔ ہیں۔ چھوٹی ناسمجھ کسی بات پر ضد کریں
تو اُنکا کیا علاج۔ مس روز۔ نرمی سے پیار کے ساتھ اُنکو سمجھا دینا نہ کہ اُن سے لڑنا۔ ہیں
اور اگر وہ نہ سمجھیں مس روز۔ وہ نہ سمجھیں یا بڑا نہ سمجھا سکے۔ ہیں۔ وہ ایک ہی بات ہے مس روز
یہ تو بڑے کا قصور ہے۔ ہیں۔ بھلا صاحب کھانے پہننے کے کسی چیز کو آپکا جی چاہتا ہوگا تو آپ کی
اماجان کسی بات میں روک ٹوک نہیں کرتیں۔ مس روز۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھکو اپنے
کھانے اور پہننے کے واسطے مطلق فکر کرنے کی ضرورت نہیں مجھ سے زیادہ اماجان کو میری
ضرورتوں کا خیال رہتا ہے اور میں دیکھتی ہوں تو جو چیز مجھکو درکار ہے اور میری حالت کے لئے
مناسب ہے اماجان بے کہے خود اُس کا سامان کر لیتی ہیں۔ پھر مجھکو اس میں دخل دینے سے
حاصل۔ ہیں۔ بھلا کبھی کسی نوکر چاکر پر آپکو خفا ہونے کا اتفاق ہو۔ مس روز۔ میری اماجان نے
تو مجھکو یہ تعلیم کیا ہے کہ اگر آدمی (جس کا بال بال گنہگار اور خطاوار ہے) چاہتا ہے کہ اُس کی
خطاؤں سے درگزر کیا جائے تو چاہئے کہ وہ اپنے زیردستوں کی خطاؤں سے درگزر کرے
پھر نوکروں پر خفا ہونے کا کیا موقع ہے۔ ہیں۔ تب ہی اتنے دن آپکو اس مکان میں رہتے ہوئے
آواز تک نہیں سُن پڑی۔ مس روز۔ خدا کا شکر ہے جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اسی طرح
گھر کو غل غپاڑے سے خالی پاتی ہوں۔ ہیں۔ کیوں صاحب کیا کسی بات پر چھوٹے بچوں کو
آپکے گھر مار نہیں پڑتی۔ مس روز۔ اگر خدانخواستہ بچونکو مارنے پیٹنے کی ضرورت ہو تو ہم سمجھیں کہ
اُن کی خرابی علاج سے درگذرے مار پیٹ آخری درجہ بچوں کی سزا ہے جیسے پھانسی آخری درجہ
مجرمونکی سزا کا ہے۔ ہیں۔ پڑھنا لکھنا سینا پرونا آپنے اپنی اماجان سے سیکھا یا کسی دوسرے سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مس روز۔ بہت کچھ اپنی امّاں جان سے اور تھوڑا سا مدرسے میں۔ میں۔ پڑھنے پر بھی آپ کی امّاں جان نے کبھی نہیں مارا مس روز کبھی نہیں۔ میں۔ (ہنسکر) آپ مجھکو مارا کیجیے گا۔ مس روز۔ (ہنسکر) ضرور لیکن اُسی طرح کی مار جیسی میں نے کھائی ہے۔ میں۔ کب سے شروع کرائیگا۔ مس روز۔ ابھی۔ میں۔ آپ اپنی اماجان سے تو پوچھ لیجیے۔ مس روز۔ میں کہہ چکی ہوں کہ ایسے کاموں میں اُن سے دریافت کرنے کی مطلق ضرورت نہیں۔ میں۔ کیا ہوا پھر بھی آپ احتیاطاً اجازت لے لیجیے۔ مِس روز نے جیب سے کاغذ پنسل نکال وہیں بیٹھے بیٹھے اُنکو رقعہ لکھ بھیجا اُسی کی پشت پر یہ جواب لکھا آیا کہ اگر تم بی ہمسائی کی بیٹی کو (کہ مجھے تمہاری طرح عزیز ہیں) اچھے سکھا سکو تو جتنی محنت تم نے ان کاموں کے سیکھنے میں کی ہے اِس سے بہتر اُس کا انعام نہیں اور بیشک اگر ہم بی ہمسائی کے بچوں کو سکھانے میں کوشش نکریں تو ہمارا یہاں رہنا لاحاصل محض ہے اور جب یہاں سے اُٹھینگے تو یہ حق اپنی گردن پر لیجائینگے اگر تم کسی تدبیر سے ان لوگوں کو سیکھنے پر آمادہ کر سکو مجھے نہایت خوش ہوگی اور میں آیندہ کی کوششوں میں ہر طرح تمہاری شریک رہونگی غرض یہ کہ اُسی دن سے میں نے اِس مکتب میں آنا شروع کیا اور مس روز نہایت مہربانی سے مجھکو سینا سکھایا کرتی ہیں گھر بھر اِس طرح کا نیک ہے کہ میں نے تو اس قسم کے آدمی نہیں دیکھے دو ہی مہینے میں تمام محلے کو گرویدہ کر لیا ہے غربا کو چپکے چپکے بہت کچھ ملتا ہے کوئی بیمار پڑے میم صاحب اپنے پاس سے مفت دوا دیتی ہیں اور دلجوئی ایسی کہ کوئی اپنا بھی نہ کرے ایک دن حلیمہ میری چھوٹی بہن کا جی اچھا نہ تھا میم صاحب پہر دن رہے سے آدھی رات تک بیٹھی رہیں کبھی یہ دوا پلا کبھی وہ دوا پلا بہتیرا اماجان نے کہا آپ جا کر آرام کیجیے مگر کہیں تک نہیں جب حلیمہ سو گئی اور آرام ہو گیا تب گئیں یہ بات میں نے اُنہیں میں دیکھی اپنے اوپر مصیبت ہو تو بڑی مستقل مزاج بڑی مضبوط بڑی صابر بھول کر بھی زبان پر نہ لائیں اور دوسرے کی آنکھیں دُکھتی بھی سُن پائیں تو پھڑک اُٹھیں بیتاب ہو جائیں۔ حسن آرا۔ تم تو میم صاحب کی حد سے زیادہ تعریف کرتی ہو لوگ تو انگریزوں کو عموماً بُرا سمجھتے ہیں حلیمہ۔ اُنکو انگریزوں سے سابقہ نہ پڑا ہوگا ہمارا ابھی یہ حال تھا ڈرتے ڈرتے ہم لوگوں نے میم صاحب سے ملاقات کی اور بہت دنوں تک دل میں کھٹکتی رہی معاملہ پڑا تو جانا حسن آرا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اچھی اتنی نیک ہیں تو باہر کیوں نکلتی ہیں - اُستانی جی - اپنی رسم اپنا دستور پردے کا دستور مسلمانوں میں ہے اب ہندو بھی مسلمانوں کی دیکھا دیکھی عورتونکو پردے میں چھپانے لگی ہیں ورنہ روئے زمین پر اور کسی قوم میں پردے کا رواج نہیں ؞

علم تاریخ کا تذکرہ اور آدمیونکی مختلف رسمیں

حسن آرا - آدمی آدمی ایک ذات رواج کا مختلف ہونا بڑی حیرت کی بات ہے - اُستانی جی - ایک رواج کا اختلاف اجی صورتیں قد وقامت لباس وضع بولی راہ ورسم سبھی میں تو اختلاف ہے دنیا میں کوئی دو ہزار تو بولیاں ہیں راہ ورسم کے اختلاف کا تو یہ حال ہے کہ سرحد چین پر ابتک یہ دستور ہے کہ جتنے سگے بھائی ہوں سب کی بی بی ایک اسیواسطے ان لوگوں میں نسب ماکی طرف سے لیا جاتا ہے جزیرہ انڈمان میں جس کو کالا پانی کہتے ہیں مرد عورت سب مادرزاد برہنہ پھرتے ہیں سچ کہا ہے ہر ملکے وہر رسمے ملکوں کی تاریخ پڑھو تو معلوم ہو عجب عجب دستور ہیں تاریخ چین میں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ وہاں چھوٹا پاؤں بڑی خوبصورتی کی بات سمجھی جاتی ہے چھٹپن میں لڑکیونکو لوہے کی جوتی پہنا دیتے ہیں تاکہ پاؤں بڑھنے نہ پائے بڑے ہوئے پر چھوٹے چھوٹے پاؤں بدن کا بوجھ نہیں سہار سکتے اور چلنے میں عورتیں گر پڑتی ہیں اور اُس کو داخل نزاکت سمجھتے ہیں چپٹی ناک کی بڑی تعریف ہے بڑی بڑی حکمتوں سے ناک کے بانسے کو دباتے ہیں - مرہٹے بیوہ عورت کا سر منڈوا دیتے ہیں - راجپوت لڑکیونکو پیدا ہوتے کے ساتھ مار ڈالتے ہیں عرب کی عورتیں کئی کئی نکاح کرتی ہیں - حسن آرا - آخر اس اختلاف کا سبب کیا ہے شروع میں تو سب ایک آدم کی اولاد ہیں - اُستانی جی - آدم کی اولاد جب بہت بڑھ گئی تو ایک جگہ رہ نہیں سکتی تھی دس دس ہزار بیس بیس ہزار کے غول اطراف وجوانب میں جا بسے اور وطن اصلی سے کچھ تعلق نرہا شدہ شدہ اختلاف اس درجے کو پہنچا کہ گویا دو ملک کے لوگ ایک آدم کی نسل سے نہیں ہیں ؞

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اجرام فلکی اور علم ہیئات کی اصول سرسری طور پر اور تھوڑا سا چاند گہن اور سورج گہن کا بیان

حسن آرا کچھ خدا کی قدرت میں عقل کام نہیں کرتی کتنی بڑی زمین بنا دی ہے کتنے سارے آدمی اُسپر بسا دیئے ہیں۔ اُستانی جی خدا کی قدرت کے آگے تو زمین نہایت چھوٹی ہے اُس قادر مطلق نے تو ایسے ایسے عالم بے شمار پیدا کر دیئے ہیں کہ اُنکے مقابلے میں زمین کی کچھ بھی حقیقت نہیں۔ حسن آرا۔ وہ کون عالم عاقبت۔ اُستانی جی۔ عاقبت نہیں یہ ستارے جو تم آسمان میں دیکھتی ہو۔ حسن آرا۔ یہ زمین سے بڑے ہیں۔ اُستانی جی۔ بہت بڑے ہیں۔ حسن آرا۔ بڑے تعجب کی بات ہے سچ مچ میں کچھ اندھی تو نہیں ہوگئی۔ اُستانی جی۔ خدا نکرے حسن آرا۔ یہ ستارے جو آسمان میں ٹمٹماتے ہیں اِنکو آپ زمین سے بڑا فرماتے ہیں مجھکو تو ناخن سے بھی چھوٹے معلوم ہوتے ہیں۔ اُستانی جی۔ تم اکیلی کو کیا سبھی کو چھوٹے معلوم ہوتے ہیں مگر واقع میں بہت بڑے ہیں آنکھ کا قاعدہ ہے کہ دور کی چیز کو چھوٹا دیکھتی ہے اس نقص کے رفع کرنیکو عقلمندوں نے دوربین ایجاد کی وہ بھی ایک قسم کا شیشہ ہے مگر دور کی چیز اُسکے ذریعے سے بڑی نظر آتی ہے جن کتابوں میں چاند سورج اور ستاروں کا بیان ہوتا ہے وہ علم ہئیات کی کتابیں کہلاتی ہیں مجھکو خوب یاد ہے کہ جب میرے والد نے اپنا تصنیف کیا ہوا رسالہ سیر آسمان مجھکو پڑھایا ہے تو بات بات پر تم سے زیادہ تعجب مجھکو ہوتا تھا بلکہ میں نے اپنے والد سے عرض بھی کیا کہ یہ باتیں مجھ ہی کو عجیب معلوم ہوتی ہیں یا فی الواقع عجیب ہیں۔ تو جناب والد نے فرمایا کہ انسان ناقص العقل جو کچھ زمین پر دیکھتا ہے اپنی کم فہمی کی وجہ سے جانتا ہے کہ خدا کی قدرت اس میں منحصر ہے اور اُس کی کاریگری کے تمام تر کرشمے یہی ہیں اور خدائی کے کارخانے سب اُس نے سمجھ لیئے ہیں انسان کا حال بعینہ گولر کے بھنگے کا سا ہے کہ وہ اُسی کے اندر پیدا ہوا اور اُسی کو جہان خیال کرتا ہے لیکن سچ یہ ہے کہ دنیا کی پیدائش سے لیکے ابتک جو کچھ انسان نے جانا اور سمجھا ہے وہ خداوند عالم کے کارخانۂ قدرت میں ایسا ہے جیسے سمندر کے آگے ایک ننھی سی بوند بلکہ اس سے بھی کم۔ حسن آرا۔ اچھا پھر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُستانی جی کیا سچ مچ زمین سورج سے چھوٹی ہے اُستانی جی۔ ہاں ہاں چھوٹی بھی کیسی چھوٹی جیسے بڑے مٹکے آگے مٹر کا دانہ۔ حسن آرا بھلا آفتاب ہم سے دور کس قدر ہوگا۔ اُستانی جی پونے پانچ کروڑ کوس حسن آرا۔ پونے پانچ کروڑ کوس اے ہے کچھ سمجھ میں بھی تو نہیں آتا۔ اُستانی جی۔ ہیں آفتاب کی دوری تم کو دوسری طرح سمجھاؤں توپ کا گولہ کتنا تیز چلتا ہے بھلا تمہارے ذہن میں اسکی رفتار کا کچھ اندازہ ہے۔ حسن آرا۔ کوئی ریل سے دونا۔ اُستانی جی۔ نہیں ایک منٹ میں ڈیڑھ میل یعنی گھنٹے میں کوئی سو میل اور ریل کو تو گھنٹے میں تیس میل سے زیادہ چلتے ہوئے نہیں سُنا شائد انگریزوں کی ولایت میں کچھ زیادہ ہوگی۔ حسن آرا گھنٹے کا حساب مجھکو محمودہ بیگم نے بتایا تو تھا پر خیال سے اُتر گیا اچھی اُستانی جی ذرا آپ پھر سمجھا دیجئے۔ اُستانی جی۔ دن رات کے چوبیس گھنٹے اور ہر گھنٹے کا ساٹھواں حصہ منٹ حسن آرا۔ ہاں تو گولہ ایک منٹ میں ڈیڑھ کوس جاتا ہے دھپر سوچکر ایک منٹ ہیں۔ ڈیڑھ کوس۔ اُستانی جی۔ اگر زمین سے توپ چھوڑی جاوے تو ۱۹ برس میں گولہ آفتاب پر پہنچے۔ حسن آرا۔ لے ہے خدا کی پناہ کیا ٹھکانا ہے۔ حسن آرا۔ اور چاند زمین سے کتنا بڑا ہے۔ اُستانی جی۔ چاند بڑا نہیں چھوٹا ہے حسن آرا۔ تو کچھ پاس بھی ہوگا۔ اُستانی جی۔ ہاں ایک لاکھ بیس ہزار کوس دور ہے حسن آرا۔ اچھی اُستانی جی یہ نور کے اتنے بڑے بڑے گولے اللہ میاں نے اسی واسطے بنائے ہونگے کہ زمین پر انکی روشنی پہنچے۔ اُستانی جی۔ آفتاب تو اپنی ذات سے روشن ہے مگر چاند کا یہ حال نہیں وہ ہماری زمین کی طرح بے نور ہے۔ حسن آرا۔ کیا جس طرح آنکھ ستارے کے قد و قامت میں غلطی کرتی ہے اِن کی چمک میں بھی غلطی کرتی ہے۔ اُستانی جی۔ چمکدار تو سب ستارے ہیں لیکن جو ستارے اپنی ذاتی چمک نہیں رکھتے آفتاب کی شعاع جس طرح زمین پر پڑتی ہے اور زمین چمک اُٹھتی ہے اسی طرح وہ ستارے بھی آفتاب کی دھوپ پڑنے سے ہمکو چمکدار نظر آتے ہیں۔ حسن آرا۔ آپ کی باتوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض ستارے بے نور ہیں جیسے چاند اور بعض مثل آفتاب اپنی ذات سے روشن۔ اُستانی جی۔ تم نے ٹھیک سمجھا یہی حال ہے۔ حسن آرا مگر آفتاب کی برابر تو کسی میں چمک نہیں۔ اُستانی جی۔ آفتاب تو پھر بھی پاس ہے ستارے اسقدر دور ہیں کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ حسن آرا بھلا جو ستارے اپنی ذات سے روشن نہیں ہیں کیا آفتاب کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شعاع اُنپر ہر وقت رہتی ہے زمین پر تو ہر وقت نہیں رہتے ۔ اُستانی جی ۔ زمین پر بھی ہر وقت رہتی ہے ۔ حسُن آرا ۔ اُستانی جی رات کیوقت جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے تو دھوپ کہیں بھی نہیں ہوتی ۔ اُستانی جی ۔ زمین گول ہے جس طرف سے آفتاب کے سامنے ہوئی وہاں دن ہوا اور دوسری طرف اندھیرا جسکو رات کہتے ہیں اِسیطرح ستاروں کی بھی ایک نہ ایک طرف آفتاب کے سامنے رہتی ہے ۔ حسُن آرا ۔ زمین تو بے دھوپ کے بھی نظر آتی ہے مگر تارے جتنے ہیں چمکتے ہوئے ہی نظر آتے ہیں اسکا کیا سبب ہے ۔ اُستانی جی ۔ اس کا سبب ہے ، دور ہونا ستارے اتنے دور ہیں کہ صرف روشنی کے سہارے سے ہمکو ٹمٹماتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں ورنہ کیا امید انکے نظر آنے کی ہے ۔ حسُن آرا ۔ تارے دنکو کیوں نہیں دکھائی دیتے ۔ اُستانی جی ۔ خود آفتاب کی دہکتی ہوئی شعاعیں ہم پر ہوتی ہیں تاروں کی مدھم چمک نظر نہیں آتی جیسے دن کو چراغ کا نور پھیکا پھیکا ہو جاتا ہے حسن آرا ۔ یہ جو آپنے فرمایا کہ زمین کے ایک طرف اُجالا اور دوسری طرف اندھیرا رہتا ہے بات تو ٹھیک ہے گول چیز کو روشنی کے سامنے رکھیں گے تو سامنے والی طرف اُجالا ہو گا اور دوسری طرف تاریکی مگر چاہئے تھا کہ زمین پر جہاں دن تھا سدا دن رہتا اور جہاں رات تھی سدا رات ۔ اُستانی جی کشش جانتی ہو حسن آرا نے تامل کیا محمودہ ۔ اَبن بھول گئیں وہ کشش جسکے اثر سے چیزیں زمین پر گرتی ہیں حسُن آرا ۔ ہاں ہاں جانتی ہوں پھر ۔ اُستانی جی ۔ وہ کشش صرف زمین ہی میں نہیں ہے ہر ایک چیز ایک دوسرے کو کھینچ رہی ہے زمین چاند سورج ستارے سب ایک دوسرے کو اپنی اپنی طرف کھینچ رہے ہیں اس کھینچا تانی کا آخر کو یہ اثر ہوا کہ زمین ملا کر گیارہ ستارے آفتاب کے گرد گھومتے ہیں حسن آرا ۔ زمین بھی ستارہ ہے اُستانی جی ۔ بیشک ۔ حسُن آرا ۔ اچھا زمین آفتاب کے گرد گھومتی سہی اس سے رات دن کا اَدل بَدل تو لازم نہیں آتا ۔ اُستانی جی ۔ سہی کیا معنی یوں کہو گھومتی ہے اور رات دن کا ادل بدل یوں ہے کہ زمین اپنے اوپر بھی پلٹے کھاتی جاتی ہے ایک پلٹے کا نام دن رات ہے اور آفتاب کے گرد ایک ایک چکر کا نام برس حساب سے یہ نکلا کہ ایک گھنٹے میں اٹھاون ہزار میل زمین اپنے چکر میں چل جاتی ہے اور جس طرح ریل اور ناؤ کے بیٹھنے والوں کو ریل اور ناؤ کی حرکت معلوم نہیں ہوتی ہم لوگوں کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ زمین کہاں جا رہی ہے ۔ حسُن آرا ۔ صرف گیارہ ستارے آفتاب کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گرد گھومتے ہیں اور باقی۔ اُستانی جی۔ باقی ٹھہرے ہوئے ہیں اور کون جانے شاید ان ٹھہرے ہوئے ستاروں میں ایک ایک بجائے خود آفتاب ہو اور اُسکے گرداگرد اور ستارے گھومتے ہوں جو ہم کو نظر نہیں آتے حسن آرا۔ ایسا نہو گھومتے گھومتے یہ گولے ایک دوسرے سے ٹکرا اُٹھیں اچھی اُستانی جی تب کیا ہوگا۔ اُستانی جی۔ عجب نہیں کہ قیامت اسی طرح آئے بلکہ آفتاب کے گرد گھومنے والے چار ستارے انگریزوں نے نئے دیکھے ہیں لوگ ایسا خیال کرتے ہیں کہ وہ چار دن کبھی ایک تھے نہیں معلوم کب اور کیونکر ٹوٹ کر چار بن گئے۔ حسن آرا۔ ان ستاروں سے کچھ چنداں روشنی تو ہم کو پہنچتی نہیں بھلا آفتاب ماہتاب تو قدرتی مشعلیں ہیں یہ ستارے اللہ میاں نے کیوں بنائے ہیں۔ اُستانی جی۔ تمہیں کو اللہ میاں نے کیوں بنایا ہے اپنی قدرت کے بھید وہی خوب جانتا ہے جس طرح زمین ایک جہان ہے ہر ہر ستارہ بجائے خود ایک جہان ہے، شاید اُن میں بھی ہم جیسے انسان بستے ہوں حسن آرا۔ یہ صرف آپ قیاساً فرماتے ہیں یا ستاروں میں آدمیوں کا رہنا تحقیق ہوا ہے۔ اُستانی جی۔ قیاسی بات ہے لیکن قیاس معقول ہے کچھ نامعقول نہیں بعض ستاروں میں پہاڑ سمندر برف بادل ہوا یہ چیزیں تحقیق ہوئی ہیں پس کیا عجب ہے کہ آدمی بھی ہوں۔ چاند میں جو ایک دھبا سا دکھائی دیتا ہے جانتی ہو کیا ہے حسن آرا میں نے تو سنا ہے کہ کوئی بڑھیا چاند میں بیٹھی چرخہ کاتا کرتی ہے سب ہنسنے لگے اُستانی جی۔ یہ پہاڑوں کی بڑھیا ہے۔ حسن آرا۔ جتنی باتیں آپنے فرمائیں سب میرے دل نے قبول کیں اور علم ہیات بڑی دلچسپ چیز ہے اور میں وہ رسالہ سیر آسمان ضرور پڑھوں گی رابعہ نے آہستگی سے حسن آرا کے کان میں کہا کہ چاند اور سورج کو کبھی گہن لگتا ہے اس کا سبب بھی اُستانی جی سے پوچھ لو۔ حسن آرا۔ پوچھنے کی کیا ضرورت ہے تمام دنیا اس کا سبب جانتی ہے کہ یہ ایک طرح کا عذاب الٰہی ہے۔ رابعہ۔ ہاں لوگ تو کہتے ہیں مگر شاید پوچھنے سے کوئی ٹھیک بات دریافت ہو۔ حسن آرا۔ میں تو ایسی موٹی بات پوچھ کر خفیف ہونا نہیں چاہتی۔ اُستانی جی نے ان دونو کی سرگوشی سنکر پوچھا کیا ہے۔ حسن آرا۔ جناب کچھ بھی نہیں چاند گہن اور سورج گہن کا سبب دریافت کرتی تھیں سو میں نے بتا دیا۔ اُستانی جی۔ کیا۔ حسن آرا۔ عذاب الٰہی۔ اُستانی جی۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عذاب نہیں بلکہ خدا کی قدرت اور اُس کا جلال اور سبب گہن کا یہ ہوتا ہے کہ شعاع آفتاب اوٹ میں آجاتی ہے۔ حسن آرا کچھ خوب سمجھ میں نہیں آیا۔ اُستانی جی۔ میں تم سے کہہ چکی ہوں کہ زمین اور چاند اپنی ذات سے نورانی نہیں گھومتی گھامتی جب سورج اور چاند کے بیچ میں زمین آپڑیگی چاند گہن ہوگا اور جب سورج اور زمین میں چاند حائل ہوگا تو سورج گہن مگر یہ باتیں بہت مشکل میں اور ابھی تم کو انکا سمجھنا دشوار ہے انشاء اللہ جب تم رسالہ سیر آسمان کے پڑھنے کی لیاقت حاصل کروگے تو میری باتیں بخوبی تمہارے ذہن نشین ہو جاینگی*

حسن آرا کا مکتب سے رخصت ہونا

ہم شروع کتاب میں لکھ چکے ہیں کہ حسن آرا مکتب میں بیٹھی تو گیارھویں برس میں تھی جب اُسکو خیر سے چودھواں برس لگا تو گھر والوں کی طرف سے بیاہ کا تقاضا شروع ہوا۔ اس عرصے میں حسن آرا نے سارا قرآن مجید پڑھا اور چونکہ دو سیپارے روز تلاوت کا معمول تھا ایسا یاد تھا کہ گویا حفظ ہے۔ اردو بے تکان بے تکلف لکھتی پڑھتی تھی سواد خط بھی کچھ برا نہ تھا قرآن مجید کا ترجمہ اور کنز المصلی قیامت نامہ راہ نجات وفات نامہ قصہ شاہ روم قصہ سپاہی زادہ معجزہ شاہ یمن رسالہ مولد شریف مشارق الانوار اتنی تو مذہبی کتابیں اُس کی نظر سے گذر گئیں اور اُنکے علاوہ حساب کے ضروری قاعدے کسر تک اور ہندوستان کا جغرافیہ ہندوستان کی تاریخ چند پند منتخب الحکایات مرآۃ العروس سب کچھ سیکھ پڑھکر فارغ ہوگئی اردو کے خط بے تامل پڑھکر سمجھ لیا کرتی تھی اور لکھنے پڑھنے کے علاوہ خانہ داری کے جو ہنر عورتوں کو درکار ہیں سب اُس نے حاصل کئے اور معلومات مفید کا اتنا ذخیرہ اُس نے جمع کر لیا کہ وہ اُسکو تمام عمر کی آویش اور مسرت کے لئے کافی تھا کتاب کے ذریعے سے جو کچھ اُس نے سیکھا اُس کا ہزار چند اُستانی اصغری خانم اور مکتب کی لڑکیوں سے باتوں باتوں میں حاصل کیا جب اُس کے بیاہ کی تاریخ قریب پہنچی تو ہر چند گھر والوں نے اُس کو مکتب جانے سے روکا مگر اُسکو مکتب سے کچھ ایسا اُنس ہو گیا تھا کہ ایک لمحہ مکتب سے جدا رہنا اُس کو شاق تھا حسب دستور مکتب میں آتی رہی یہانتک کہ مانجھوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بیٹھنے میں صرف تین دن باقی رہ گئے تب ناچار سلطانہ بیگم خود اُستانی اصغری خانم کے پاس گئیں۔
سلام و دعا اور مزاج پرسی کے بعد سلطانہ بیگم بولیں اُستانی جی تم بِن الباجی پڑا تھا کہ ہر روز کہتی تھی
آج جاؤں کل جاؤں لیکن تمہاری اس لونڈی کے بیاہ برات کے فکر میں ایک دم کی چھٹی نہیں
ملتی سیتی ہیں نہیں پر دتی میں نہیں مگر کام ہے کہ سمٹنے میں نہیں آتا آخر آج میں زبردستی نکل کھڑی
ہوئی سو کام کا حرج کیا اور میں نے کہا کہ چلوں ذرا گھڑی گھڑی اُستانی جی سے تو مل آؤں۔ اُستانی جی
درست ہے یہی تو کام کا وقت ہے آپنے ناحق تکلیف کی مجھ ہی کو بلا بھیجا ہوتا۔ میں بھی دن رات
آپ ہی کے کام میں لگی لپٹی رہتی ہوں جوڑے جو میں نے سینے اور مصالح ٹانکنے کو آپسے منگوائے تھے
سب تیار ہیں پہلے تو میرا جی ڈرتا تھا کہ جوڑے ماشاء اللہ بہت بھاری ہیں اور خدا کے فضل
سے امیر گھر جانے والے ہیں ایسا نہو یہ لڑکیاں کہیں بگاڑ دیں مگر نہیں حسن آرا بیگم کی محبت سے
لڑکیوں نے خوب ہی جی لگا کر سیا اور مصالح بھی بہت ہی صفائی سے ٹانکا اُس جوڑے گلبدن
کے پاجامے ہیں جو میں نے پرسوں سِوا کر بھیجا ہے ذرا کلیوں کا گوکھرو کھینچ زیادہ گیا ہے بہتیرا
شہربانو کہتی رہی کہ اُستانی جی لاؤ ادھیڑ کر پھر ٹانک دوں میں نے کہا خیر رہنے بھی دو اُدھیڑنے
سے گوکھرو خراب ہو جائیگا آیندہ اس کا خیال رکھنا۔ سلطانہ بیگم۔ وہ جوڑا میں نے اپنے یہاں کی
مغلانیوں کو دکھایا تھا پھڑک گئیں اور کہنے لگیں پھر کہاں مردوں کی چٹکی اور کہاں عورتوں کی
میں بولی ارے مردوں کا یہاں کیا مذکور۔ مغلانیاں۔ اے حضور یہ جوڑا میاں علی جان کے کارخانے کا
ٹکا ہوا معلوم ہوتا ہے اسی سے ٹانکا ایسا درست بیٹھتا چلا گیا ہے تو لونڈیوں کے عرض کرنیکا یہ مطلب
کہ عورتوں کا کام کیسا ہی سجل کیوں نہو مردوں کے کام کو نہیں پا سکتا۔ میں۔ کہاں کے علی جان اور
کیسے مرد یہ جوڑا تو میری اُستانی جی کے مکتب کی لڑکیوں نے سیا اور اُنہیں نے اس میں مصالح ٹانکا ہے
یہ سُنکر مغلانیاں بار بار جوڑے کو کھول کھول کر بغور دیکھتے اور کہتی تھیں حضور فرماتی ہیں تو ہمکو یقین ہے
لیکن عورتوں کے ہاتھ میں یہ صفائی اور یہ سُتھرا پن ہم نے تو نہیں دیکھا۔ اُستانی جی۔ خیر اور
جوڑوں کی سلائی مجھ کو پسند ہے۔ پھر آپنے حسن آرا بیگم کے تمام جوڑے یہیں بھیج دیئے ہوتے
لڑکیاں تو خوشی خوشی سے دیتیں۔ سلطانہ بیگم۔ اور یہ سارا جہیز کس نے سیا اور کس نے ٹانکا مغلانیوں نے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے تو میں نے صرف موٹا کام لیا چاندنیاں ہوئیں گنٹھڑیاں ہوئیں دسترخوان ہوئے سوزنیاں ہوئیں موباف
کسنے غلاف تکمے توشک لحاف اس طرح کی چیزیں البتہ مغلانیوں نے سئے ہیں یا ہاں شب خوابی کے
کپڑے باقی پہننے کے کپڑے اکثر تو مکتب میں اور کچھ تھوڑے باجی اماں کے یہاں سئے پروئے گئے۔
استانی جی۔ الٰہی خیر سے حسن آرا بیگم کو نصیب ایک یہ ہزاروں اور بھس پس کے پرانے ہوں۔
سلطانہ بیگم ٹھنڈے سانس بھر کر، ہاں استانی جی دعا کیجئے اللہ غیب اچھے کرے بیٹیوں کا
بھی کچھ عجب نازک معاملہ ہے کن کن مصیبتوں سے پالو پرورش کرو اور پھر دھن پرایا کا پرایا کیا کرو
کچھ بن نہیں پڑتی ورنہ میں حسنا کو اپنی نظروں سے دور نہونے دیتی شہر میں ایک سمدھیانہ کرکے
وہ وہ آفتیں اٹھائیں کہ بیٹے آگے کو توبہ کی اور کان اینٹھا ورنہ حکیم صاحب بیچارے کا کچھ قصور
نہیں کیسی کیسی باتیں حسنا کے واسطے منگوائیں ایک سے ایک بڑے بڑے جھگڑے میں نے کہا حاشا ادھر
کی دنیا ادھر ہو جائیگی میں شہر میں اب بیٹی ندونگی کالا منہ ایسے شہر کا جس میں یہ کچھ رسوائی اور
فضیحت ہے سو استانی جی اب دیہات والوں سے معاملہ کیا ہے خدا کے ہاتھ شرم ہے۔ استانی جی
حسن آرا بیگم سے آپ مطمئن رہئے اول تو جھجھر والے خود بڑے رئیس ہیں دوسرے خاک چاٹ کر کہتی ہوں
آپ انشاء اللہ دیکھ لیجئے گا کہ بیاہ کے دوسرے تیسرے ہی مہینے حسن آرا بیگم تمام ریاست کی سیاہ
و سفید کی مالک نہ بن بیٹھیں تو مجھکو الٹا الاہنا دیجئے گا کیا آپ کو حسن آرا بیگم کے مزاج میں کچھ
فرق نہیں معلوم ہوتا۔ سلطانہ بیگم۔ فرق تو آپ کی عنایت سے زمین و آسمان کا ہے آپ کے فیضان
تعلیم نے خاک کو اکسیر تانبے کو کندن ذرے کو خورشید بوند کو لعل سفید حیوان کو آدم حسنا کو ماشاء اللہ
حسن آرا بیگم بنا دیا اس کی خوبی تقدیر کی یہی ایک بڑی نشانی ہے کہ وہ شاگرد اور آپ جیسی اسکی
استانی ہیں۔ یہ ایسا احسان آپنے ہم سب گھر والوں پر کیا ہے کہ جبتک جئیں گے آپکے ممنون منت
رہینگے مگر جیسے حسنا نے بیاہ کی تیاری ہوتی دیکھی ہے کچھ سہم سی گئی ہے یوں نہیں گھر میں اس کا جی
نہیں لگتا تھا اور بھی دل اچاٹ ہو گیا ہے نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے نہ کسی سے بولتی اور بات کرتی ہے
ارادہ تھا کہ پورے مہینے بھر مائیوں بٹھاؤں گی اس کی حالت دیکھکر میں نے کہا کہ مائیوں آگے بدتر
تو یہ خود ہوتی جاتی ہے رنگت زرد ہو گئی ہے آنکھوں میں حلقے پڑ گئے ہیں چہرہ دیکھو اداس صورت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیکھو غمگین میں کہتی ہوں اسکو اتنی فکر کیوں ہے اس عمر میں تو لڑکیوں کو دولھن بننے کی بڑی خوشی ہوتی ہے۔ اُستانی جی۔ حُسن آرا بیگم اور لڑکیوں کی طرح نادان نہیں ہیں ماشاءاللہ بڑی فہمیدہ اور زیرک لڑکی ہے یہی کچھ گھر کے چھوٹنے کا خیال ہوگا۔ سلطانہ بیگم۔ گھر کی تو اُسکو مطلق پروا نہیں البتہ مکتب اُس کی جان ہے دیکھئے کیونکر بچی کا دل بہلے گا۔ اُستانی جی میں سمجھا دونگی اور یوں آدمی اپنے پیاروں سے جدا ہوتا ہے تو رنج ہوتا ہے۔ سلطانہ بیگم۔ اترسوں خیر سے پچیسویں تاریخ اور جمعے کا دن ہے اگر آپ اجازت دیں تو حسنا کو مائیوں بٹھایا جائے کنبے والے چھپوا بھجوا بھیجتے ہیں کہ ابتک لڑکی کو مائیوں نہیں بٹھایا۔ اُستانی جی۔ خدا مبارک کرے تاریخ بھی اچھی دن بھی اچھا اور حسن آرا بیگم کو مائیوں بٹھانے کی تو کچھ ضرورت نہ تھی مگر خیر دنیا کی رسم ہے۔ سلطانہ بیگم۔ پھر آپ فرمائیں تو حُسنا گھر سے نہ نکلے میں تو کئی دن سے کہہ رہی ہوں مُنہ سے تو کچھ نہیں کہتی انکھ بچی اور مکتب ہیں۔ اُستانی جی۔ کل اور معاف کیجئے پرسوں انشاءاللہ میں حُسن آرا بیگم کو مکتب سے رخصت کردونگی لڑکیوں کی خواہش ہے کہ کل دونو وقت مکتب کی طرف سے حُسن آرا بیگم کی دعوت ہو رتجگا کریں پرسوں سویرے ذرا آپ بی بی جمال آرا بیگم کو ساتھ لیکر تشریف لائیے گا اور لڑکیوں کی مائیں بھی آئینگی۔ اس کے بعد سلطانہ بیگم تو رخصت ہوئیں۔ اگلے دن بڑے تکلف اور بڑی دھوم کیسا کچھ حُسن آرا کی دعوت ہوئی مکتب کی لڑکیوں نے اپنے ہاتھوں وہ وہ کھانے پکائے کہ کیا کوئی رکابدار پکائیگا رات کو رتجگا ہوا حُسن آرا کے سہاگ اور مائیوں کے گیت گائے گئے اور لڑکیوں نے یہ بھی صلاح کی مکتب کی طرف سے چڑھاوے کا جوڑا تو خیر دیا ہی جائیگا مانجھے کا جوڑا بھی مکتب ہی کا ہو اور حُسن آرا بیگم وہی جوڑا پہنکر مکتب سے رخصت ہوں۔ صبح سویرے اُٹھ نماز اور تلاوت سے فارغ ہو مکتب میں جھاڑو دلوا سلیقے کے ساتھ دالانوں میں صاف اور ستھرا فرش بچھوا دیا اتنے میں مہمانوں کی ڈولیاں آنی شروع ہوئیں کوئی چار گھڑی دن چڑھتے چڑھتے سارا گھر مہمانوں سے بھر گیا لڑکیوں کی ماں بہنوں میں تو کوئی ایسی نہ تھی کہ نہ آئی ہو محلے کی ساری بیویاں بے بُلائے سیر دیکھنے کو آموجود ہوئیں اور اچھی خاصی شادی رچ گئی بیچ دالان میں جہاں سوزنی گاؤتکیہ بچھا تھا اُستانی جی بیٹھیں اور سارے مہمان اُسی دالان میں آکر بھر گئے جب سب آگے بیٹھ بٹھا چکے تو اندر کوٹھری سے لڑکیاں حسن آرا بیگم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو مانجھے کا جوڑا پہنا کر باہر لائیں اور اُستانی جی کے عین سامنے لا بٹھایا تب اُستانی جی نے حسن آرا کیطرف
مخاطب ہو کر یہ تقریر کی کہ بوا حسن آرا بیگم آج میں تم کو اپنی اور اپنے مکتب کی لڑکیوں کی طرف سے رخصت
کرتی ہوں آج اُستادی شاگردی اور ہم مکتبی سب کا خاتمہ ہو گیا (یہ سنکر سارے مہمانوں کی آنکھوں سے
بے اختیار آنسو ٹپک پڑے اور اُستانی جی کا دل بھی اسقدر بھر آیا کہ گو ضبط کرتی تھیں مگر آواز سے
رقت ظاہر تھی) مگر محبت اخلاص انشاء اللہ جبتک دم میں دم ہے باقی رہے گا حسن آرا بیگم میں
تم کو مثل اپنے بتول اور محمودہ کے چاہتی اور پیار کرتی تھی اور کرتی ہوں اور جبتک دنیا میں ہوں خدا نے
چاہا کرونگی مگر اُستادی شاگردی کا ایسا ناتہ ہے کہ مجھکو اس محبت کا برتاؤ رکاوٹ کیساتھ کرنا پڑتا
تھا کبھی کبھی میں نے تم کو تمہاری غلطیوں پر متنبہ کیا ہوگا بلکہ شاید کسی بیجا بات پر ملامت بھی کی ہو سو وہ تنبیہ اور
ملامت سب تمہارے فائدے تمہاری اصلاح اور تمہاری بہتری کیواسطے تھی۔ جب دو آدمی دنیا میں
کیطرح کا تعلق رکھتی ہیں چاہیے وہ تعلق ہمسائگی اور ہموطنی اور انسانیت ہی کا کیوں نہو مگر بہت سے حقوق
ایک کے دوسرے پر ہوتے ہیں وہ تعلق جو مجھکو تمہارے ساتھ تھا میں کہہ چکی ہوں کہ تعلق مادری و فرزندی کے قریب
قریب تھا ہر چند میں تمہارے حقوق کے ادا کرنے میں اپنے مقدور بھر کوشش کرتی رہی ہوں لیکن ممکن ہے
کہ مجھسے تمہارے کسی حق کے ادا کرنے میں کچھ فروگذاشت ہوئی ہو سو آج میں اس بھرے مجمع میں تم سے بمنت
اُسکی معافی چاہتی ہوں اسواسطے کہ میں بھی آدمی ہوں اور آدمی کو کبھی یہ غرور نہیں کرنا چاہئے کہ اُس نے
اپنے فرائض انسانیت کو پورا پورا ادا کیا ہے (ہر طرف سے واہ واہ سبحان اللہ کا شور ہوا مگر اُسکے ساتھ
رقت بھی تھی) بوا حسن آرا بیگم الانسان کا خمیر اُنس سے ہے دو چار دفعہ کی صاحب سلامت سے آدمیکو آدمی کی محبت
پڑجاتی ہے اور تم سے تو تین برس کامل اس درجے کا اختلاط رہا کہ رات دن پاس رہنے کا اتفاق ہوا
پس آج میں تمکو اُسی صدمے اُسی درد اور اُسی رنج کیساتھ رخصت کرتی ہوں جس طرح بتول اور محمودہ کو
کرونگی اگر خدا کو منظور ہے (سب لوگ جتنے اُسوقت موجود تھے پکار کر روئے) اُستانی جی تھوڑی دیر ضبط کرنیکے
بعد۔ بوا حسن آرا بیگم میں جدائی اور رخصت کے مضمون کو بار بار کہنا نہیں چاہتی اِس واسطے کہ اِس سے تمکو اور مجھکو
اور سب سننے والوں کو تکلیف ہوتی ہے مگر غور کرو تو تمہارا رخصت ہونا کوئی انوکھی بات نہیں ہے دنیا جہان کی بیٹیوں کا
دستور ہے کہ بیاہ ہوا اور ماں باپ سے جدا ہوئیں مجھکو بھی اپنی ماں سے کبھی ایسا ہی تعلق تھا جیسا تم کو اب بیگم صاحب سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یا مجھ سے ہے تمہاری طرح میں بھی ایک آپا رکھتی تھی تمہاری جیسی سہیلیاں میری بھی تھیں مگر آخر سسرال کی
نئی دنیا میں آکر ایسی اور کیا میں اکیلی ایسی مجھ ایسی ہزاروں لاکھوں۔ تم کو شائد شہر کے باہر بیاہے جانیکا خیال ہوتا ہوگا
سو جھجھک کچھ دور نہیں ہے باہر شہر ہے مگر تمہارے واسطے نہیں جنکے لئے ماشاءاللہ ہر طرح کی سواری موجود ہے اگر آنا
چاہو تو پہر نہیں سو پہر۔ بوا حسن آرا بیگم میکے کے تعلقات یاد رکھو کہ رفتہ رفتہ خود بخود ضعیف ہو جاتے ہیں پس
کیا دل کو اتنا سمجھا لینا کچھ بڑا کام ہے کہ پہلے ہی سے ادھر کے تعلقات کو ضعیف فرض کر لیا جائے حسن آرا بیگم
تمہاری حالت میں جو انقلاب عظیم ہونیوالا ہے مجھکو امید ہے کہ تم اس سے بیخبر نہیں ہو اور تم کو شکر کرنا چاہئے
کہ جس امتحان کے لئے تم بلائی جاتی ہو تم کو اس کیواسطے تیاری کرنیکی اچھی خاصی فرصت اور فراغت حاصل تھی
جو کچھ تمنے پڑھا اور سیکھا اور سنا اب اس امتحان میں تمہارا اصلاح کار اور مددگار ہوگا جو شخص تمہاری طرح کتابوں
کا ذخیرہ پاس رکھتا ہے اگر وہ اپنے تئیں تنہا سمجھے یا وہ اپنے تئیں اپنے پیاروں سے بچھڑا ہوا خیال کرے یہ
اسکی غلطی ہے یہی کتابیں تمہاری تنہائی کی سہیلیاں ہیں اور سہیلی بھی کیسی ماں کی طرح مہربان استانی کیطرح
شفیق ہمدم مونس غمخوار رفیق غمگسار ناصح دوستدار خیرخواہ وفا شعار۔ بوا حسن آرا بیگم ابتک تو جو کچھ تم پڑھتی رہی ہیں
تم کو قصہ اور کہانی معلوم ہوا ہوگا لیکن وہ کہانی ابتک جگ بیتی تھی اور اب اپنی بیتی ہوگی جتنی کتابیں تمہارے
پاس ہیں اگرچہ تھوڑی ہی ہیں مگر غور کرنے اور عمل کرنیکو بہت ہیں اور میں تمہارے ہی فائدے کی نظر سے یہ آخری
نصیحت تم کو کرتی ہوں کہ تم اسیطرح التزام کیساتھ انکو پڑھتی اور دیکھتی رہنا جیسے مکتب کے پڑھنے کی حالت میں
پڑھا اور دیکھا کرتی تھیں۔ جس روز سے تم مکتب میں داخل ہوئیں میں نے تمہارے حالات قلمبند کرنے شروع
کر دیئے تھے اور ابتک جو جو مباحثے اور مطارحے تم میں اور لڑکیوں میں واقع ہوئے ہیں سب کو سلسلہ وار لکھتے چلے
گئے اب میں دیکھتی ہوں تو ان سے ایک خاصی کتاب بن گئی ہے بنات النعش میں نے اس کا نام رکھدیا ہے یہی کتاب
ہے جو میں تم کو بطور اپنے یادگار کے دیتی ہوں یہ کہکر استانی اصغری خانم نے سرخ اطلس کے کامدار جزدان سے کتاب
نکالی کلابتوں کا شیرازہ جلد جیسے سونے کا ڈلا خود استانی جی کے دست خاص کی نہایت پاکیزہ خط نستعلیق میں
لکھی ہوئی کہ دیکھکر آنکھیں روشن ہو جائیں لوح بین السطور جدول سر آغاز ہر جگہ لاجوردی اور طلائی کام
پہلے تو حاضرین مجلس میں دست بدست وہ کتاب پھری پھر استانی جی نے بدستور جزدان میں رکھکر حسن آرا بیگم
کو دی۔ حسن آرا گھونگھٹ نکالے نکالے سرو قد کھڑی ہو کر استانی جی کو بہت ادب سے سلام کر بیٹھ گئی کتاب کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیکھابھالی میں کوئی دوچار لمحہ سلسلۂ سخن منقطع رہا اور پھر اُستانی جی نے اپنی تقریر شروع کی - بواحسن آرا بیگم
اس کتاب میں تم اپنی بلکہ مکتب کی سب لڑکیوں کی ہو بہو تصویریں پاؤگی - یہ سنکر کُل حاضرین جنہوں نے کتاب کو
اچھی طرح اُلٹ پلٹ کر دیکھا تھا متعجب ہوئے - اُستاد جی - تصویر سے میری یہ مراد ہے کہ تمہاری مزاج تمہاری عادت
تمہاری خو بو کا اس میں ایسا بیان کامل ہے کہ جو تمہارے حالات سے واقف ہے کتاب کے پڑھنے کیساتھ سمجھ جائیگا کہ
تمہارا تذکرہ ہے - یہ کتاب تم کو وہ عادتیں یاد دلائیگی جن کی اصلاح میں مجھکو بڑے بڑے اہتمام کرنے پڑے
ہیں - تم کو اِس کتاب کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوگا کہ گویا پھر وہی تم ہو اور وہی مکتب ہے وہی بات بات پر ضد
ہے اور وہی بات بات پر تعجب ہے - اس کتاب کے پڑھنے سے تم کو معلوم ہوگا کہ مکتب کی تعلیم نے تم پر کہاں تک
اثر کیا کون کون بُری عادتیں تھیں کہ چھڑا دیں کون کون سی غلط فہمی تھی کہ اُسکی اصلاح کی اور کون کون سی
نیک باتیں ہیں کہ اوّلاً اُنکی بہتری تم سے تسلیم کرا کے پھر تم کو انکے اختیار کرنے پر مجبور کیا اگرچہ ظاہر میں تم
آج سے اس مکتب سے جدا ہوئیں مگر میرے اور مکتب کے لڑکیوں کے دلوں سے ہمیشہ ہمیشہ تم نزدیک رہوگی
اور وقتاً فوقتاً جو فائدہ تم کو اس مکتب سے پہنچنا ممکن ہے پہنچتا رہیگا - جو نئی کتاب ہم لوگ پائینگے یا جو عمدہ
مضمون سُنیں اور دیکھینگے ضرور تم کو اُس کے پڑھنے میں شریک کر لیا کرینگے - بواحسن آرا بیگم تم جانتی ہو
میں ایک غریب آدمی ہوں لیکن خدا کا شکر کرتی ہوں کہ میں اپنی حالت سے رضامند اور اپنی
حیثیت میں خوش ہوں کیونکہ میں بقول ایک بزرگ کے آسمان کو دیکھتی ہوں اور سمجھتی ہوں ضرور
کسی نہ کسی دن طائر روح کو قفس عنصری سے نکلکر اوج فلک پر پرواز کرنا ہے پھر زمین کو دیکھتی ہوں
اور پاتی ہوں کہ جب مرونگی تو صرف چند بالشت زمین میری ہڈیوں کے لئے درکار ہوگی پھر غور کرتی ہوں تو دنیا
میں نہ کچھ ساتھ لائی اور نہ کچھ ساتھ لیکر جاؤنگی اور ہزاروں لاکھوں خدا کے بندے ایسے ہیں کہ اُنکے مقابلے
میں ہر طرح اور ہر اعتبار سے میری حالت بمدارج بہتر ہے ان خیالات نے میرے دل پر یہ اثر کیا ہے کہ
دوزخ شکم بھرنے کو کچھ دال دلیا اور تن بدن ڈھانک لینے کو کچھ موٹا جھوٹا کپڑا اسکے سوائے دنیا کی
کوئی چیز ایسی نہیں جس کا ہونا میں اپنے واسطے ضرور سمجھوں اور اُسکے حاصل کرنیکی فکر کروں پھر بھی خدا نے
اپنے فضل و کرم سے مجھکو ضرورت سے زیادہ اور حاجت سے بڑھکر بہت کچھ دے رکھا ہے کچھ تھوڑا
سا باقتضائے محبت اُس میں سے اور کچھ رقم مکتب سے لیکر میں نے دو سو روپیہ کا ایک جوڑا تمہارے لئے بنایا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مکتب کی رقم تم جانتی ہو کہ میں اُس کی مالک نہیں ہوں لڑکیوں کی چیز ہے جن کے کاموں کے دام سے
یہ رقم فراہم کی جاتی ہے پس یہ جوڑا خلعت مکتبی ہے جو میں تم کو نہایت خوشی سے دیتی ہوں خدا تم کو
اس کا پہننا مبارک کرے تمہارے جہیز میں اس سے کہیں زیادہ قیمت کے جوڑے ہونگے مگر جب دیکھوگے
کہ کس چاؤ اور کس شوق اور کس محبت سے ہم چند غریب آدمیوں نے ملکر یہ جوڑا بنایا ہے تو ہم سب کو
امید ہے کہ تمہارے قیمتی اور عمدہ اور نفیس جہیز میں اس کا شامل کیا جانا کچھ بدنما نہوگا۔ یہ سنکر حسن آرا نے پھر
اُسی حالت سے اُٹھکر سلام کیا۔ اُستانی جی۔ بوا حسن آرا بیگم اب دن زیادہ چڑھ گیا ہے اور لوگوں کے کھانے
پکانے کا وقت ہے میں نہیں چاہتی کہ زیادہ دیر تک تم سب کو باتوں میں لگائے رکھوں مگر صرف
ایک بات مجھکو اور کہہ لینے دو کہ اگر اُس کو نہ کہوں گی تو گویا تمہارا فرض رخصت میرے ذمہ رہ جائیگا۔
لڑکیاں جو بیاہ ہوئے پیچھے ماباپ بھائی بہنوں اور عزیز واقارب سے جدا ہو کر سُسرال جاتی ہیں اِس
انقلاب حالت میں خدائے تعالیٰ ہم عورتوں کو اپنے فضل سے اُس انقلاب کا نمونہ دکھاتا ہے جو
ہر بشر کے واسطے مقدر ہے دنیا ہمارا میکا ہے اور عاقبت بجائے سُسرال کے ہے کوئی لڑکی سدا میکے
میں نہیں رہتی اور سویر ایک نہ ایک دن اُسکو سُسرال جانا ہوگا اسی طرح کوئی شخص ہمیشہ دنیا میں
نہیں رہیگا سدا رہیگا نام اللہ کا جس لڑکی نے میکے میں رہکر ہنر سیکھا عقل وتمیز حاصل کی سُسرال
میں بھی ساس سُسرے کی لاڈو نند بھاوجوں کی چہیتی اور اپنے میاں کی پیاری ہوگی اسی طرح جس نے
دنیا میں رہ کر اچھے عمل اور نیک کردار کئے عاقبت میں اُسی کی عزت اور اُسی کی توقیر ہے اور ایسے ہی لوگ
بہشت کے مالک ہونگے مگر جس لڑکی نے ماباپ کی نازبرداری میں وقت کو ضائع کیا اور اپنے مزاج کی
اصلاح اور عادات کی درستی اور تحصیل ہنر کی کچھ فکر نہ کی سُسرال میں جائیگی تو میاں کی نظروں میں ذلیل
ساس نندوں کے نزدیک بے وقر بعینہ یہی حال ہوگا اُنکا جو زندگی کے دن غفلت اور بے پروائی میں اکارت
کرتے ہیں قیامت میں رسوا اور فضیحت ہونگے جس طرح لڑکیاں میکے سے جہیز لیکر جاتی ہیں دنیا کے میکے کا
جہیز اپنے اپنے عمل ہیں جو آدمی کے ساتھ جاتے ہیں حسن آرا بیگم میں جانتی ہوں کہ ان دنوں تمہارے دل میں
عجب عجب طرح کے خیالات گذرتے ہونگے کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور کیا ہوگا مگر اپنے خیالات کو ذرا اونچا کر دلو
اپنی نظر کو تھوڑا اور آگے بڑھاؤ سوچنے اور سمجھنے کی بات ہے تو یہ ہے کہ دنیا کیا چیز ہے کس لئے ہم یہاں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آئے ہیں کیا ہم کر رہے ہیں اور انجام کار کیا ہونا ہے۔ جس طرح تمہارے میکے ہونیکے دن پورے ہو چکے ہر شخص کے واسطے ایک دن وہ بھی ہوگا کہ اُس کی مدت حیات تمام ہو جائے گی۔ آؤ سب ملکر اس وقت خدا کی درگاہ میں دعا کریں کہ ہم سب کو نیک عمل کی توفیق دے (ہر طرف سے آمین آمین کا شور بلند ہوا) دنیا کے میکے اور سسرال میں تو چند روزہ باتیں ہیں الٰہی اُس جہان میں جہاں سدا سدا کو رہنا ہے پردہ رکھیو اور فضیحت مت کیجیو (سب نے پکار کر کہا آمین آمین) الٰہی یہ تیری کنیز جس کو ہم لوگ حسن آرا بیگم کہکر پکارتے ہیں منزل دنیا میں جس کو تیرے حکم سے ہم سب طے کر رہے ہیں تیرا فضل و کرم اس کا حافظ تیری توفیق اس کا بدرقہ تیری عنایت و مہربانی اِس کی زاد راہ ہو (سب کو رقت ہوئی اور سب نے کہا آمین) اِس کے بعد اُستانی جی نے اُٹھکر حسن آرا کو دیر تک گلے لگا کر پیار کیا اور آہستہ آہستہ کوئی دعا پڑھکر حسن آرا پر دم کی اور دروازے تک ساتھ لے جا کر پالکی میں سوار کرا دیا اور مجلس تمام ہوئی ۔

تمت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نام کتاب	قیمت
فرہنگ اردو کی چھٹی کتاب	۲ر
〃 ساتویں 〃	۲ر
〃 آٹھویں 〃	۲ر
〃 قصص ہند حصہ اول	۱ر
〃 〃 دوم	۲ر
〃 کھیتی کی کتاب	۱ر
〃 رسوم ہند	۲ر
〃 توبۃ النصوح	۳ر
〃 گلدستہ تہذیب	۰۲ر
〃 گلستان کے پہلے دو باب	۱ر
〃 گلدستہ دانش	۲ر
〃 ڈکس ریڈر	۴ر
〃 پیرایہ خرد	۰۳ر
〃 فسٹ بک ریڈر	۸ر
〃 انگلش پرائمر	۳ر
〃 پیارے بچوں سرکار کی پہلی کتاب	۲ر
〃 دوسری 〃	۲ر
〃 تیسری 〃	۰۲ر
〃 چوتھی 〃	۳ر
〃 پانچویں 〃	۴ر

ترجمے

نام کتاب	قیمت
ترجمہ فارسی کی پہلی کتاب	۱ر
〃 دوسری	۰۱ر
〃 گلستان ۲ باب	۲ر
〃 گلدستہ دانش	۰۴ر

	نام کتاب	قیمت
ترجمہ پیرایہ خرد	نگار دانش	۰۳ر
	بوستان	۴ر
	تزک جہانگیری	۰۲ر
	شاہنامہ	۲ر
〃 〃	تاریخ ملکم	۳ر
	سکندرنامہ	۲ر
	شاہنامہ	۳ر
	اخلاق جلالی و رقعات وغیرہ	۳ر
〃 منتخب 〃	سکندرنامہ	۵ر
	شاہنامہ	۵ر
	ابوالفضل	۲ر
	انوار سہیلی	۲ر
	دیوان نشاط	۳ر
	تاریخ فرشتہ	۴ر
	ناسخ التواریخ	۱ر
	دیوان سعدی	۲ر
	ترجمہ پیارے بچوں سرکار کی پہلی کتاب	۲ر
	〃 دوسری 〃	۰۲ر
	〃 تیسری 〃	۳ر
	〃 چوتھی 〃	۴ر
	〃 پانچویں 〃	۴ر
	〃 چھٹی 〃	۴ر
	〃 ڈکس ریڈر 〃	۴ر
	〃 فسٹ بک ریڈر 〃	۸ر
	〃 سائم ریڈر 〃	۹ر

نام کتاب	قیمت
ترجمہ انگلش پرائمر	۴ر
〃 فارسی اردو کی پہلی کتاب	۱ر
〃 دوسری 〃	۰۱ر

خلاصے

نام کتاب	قیمت
خلاصہ مبادی العلوم	۲ر
〃 قواعد اردو سوالاً جواباً	۰۲ر
〃 جامع القواعد 〃	۳ر
〃 مفتاح الصرف	۰۱ر
〃 صرف نحو فارسی	۰۳ر
〃 علم طبعی حصہ اول	۰۴ر
〃 〃 دوم	۰۲ر
〃 صرف نحو اردو	۰۴ر
〃 مساحت کی ہدایت	۰۱ر
〃 جغرافیہ طبعی	۰۱ر
〃 طریق الصحت مع فرہنگ	۰۱ر
〃 جغرافیہ پنجاب انگریزی	۱ر
〃 جغرافیہ ہند 〃	۳ر
〃 جغرافیہ دنیا	۲ر
〃 رہبر ارضی	۱ر
〃 جغرافیہ ایشیا	۳ر
〃 مصباح التاریخ نو ترمیم	۸ر
〃 تاریخ بے نظیر	۴ر

عام اشیا کے سبق

نام کتاب	قیمت
انعکی تیسری کتاب عام اشیا کے طور پر	۱ر
〃 چوتھی 〃	۱ر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نام کتاب	قیمت
اردو کی تیسری کتاب سوالاً جواباً	۳۰/
" چوتھی "	۴۰/
عام شناسائی کے سبق معہ تصویر نوٹ برتیب پہلی جماعت کیلئے	۱۰/
" دوسری "	۲/
" تیسری "	۲۰/
" چوتھی "	۲۰/
" پانچویں "	۴۰/
نقشے	
اٹلس اردو مجوزہ شیخ غلام علی	۶/
" منصبہ عمام پریس لاہور	۸/
نقشہ پنجاب	۱/
" ہندوستان	۱/
" یورپ	۱/
" ایشیا	۱/
" افریقہ	۱/

نام کتاب	قیمت
نقشہ امریکہ شمالی	۱/
" امریکہ جنوبی	۱/
ہر ایک قسم کو روغنی رول دار نقشے فی	۱۰/
جغرافیہ	
جغرافیہ بے نظیر	۶/
جغرافیہ دنیا	۳/
جغرافیہ عالم منشی گلاب سنگھ	۳/
فسٹ جاگرفی "	۴/
جغرافیہ ہند "	۱۰/
جغرافیہ پنجاب "	۱/
جغرافیہ ہند الحسین	۲/
" پنجاب "	۱/
" ایشیا "	۳/
ابتدائی جغرافیہ	۱/
میجلس جاگرفی	۵/

نام کتاب	قیمت
حساب	
مرقع حساب حصہ اول	۳۰/
" دوم	۴/
" سوم	۵/
" چہارم	۶/
گلشن حساب	۴/
گلدستہ حساب مع حل	۴/
جیبی مساحت	۰/
ہاڈ ہنٹر کی مساحت کا حل	۴/
ٹاڈہنٹر صاحب کی "	۲۰/
زینت المحاسبین حصہ اول	۳/
" دوم	۵/
" سوم	۸/
زینت المساحت	۶/
گلدستہ قانون	۸/

المشتہر

محمد اکرم بخش مالکان مطبع ایسا ڈھور ضلع انبالہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

...ed in Database

Signature with Date .

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar